حال احوال

تاریخ وار ملکی اور غیر ملکی زرعی خبریں

جنوری تا اپریل 2019

جس کھیت سے دہقاں کو میسر نہ ہو روزی

اس کھیت کے ہر خوشہ گندم کو جلا دو

روٹس فار ایکوٹی

حال احوال

تاریخ وار ملکی اور غیر ملکی زرعی خبریں

جنوری تا اپریل 2019

مدیر

عذرا طلعت سعید

ترجمہ و ترتیب

جنید احمد

فدا حسین

آصف رضا

خالد حیدر

روٹس فار ایکوٹی

فہرست مضامین

عنوان	صفحہ نمبر
مخففات	viii
نکتہ نظر	xii
الف۔ ملکی زرعی خبریں	1-102
I۔ زرعی پیداواری وسائل	1-18
زمین	1
پانی	13
کسان مزدور	18
II۔ زرعی مداخل	18-26
صنعتی طریقہ زراعت	18
بیج	19
کھاد	22
زرتلافی	23
زرعی قرضے	24
زرعی مشینری	25
III۔ غذائی فصلیں، پھل سبزی، نقد آور فصلیں و اشیاء	26-42
غذائی فصلیں	28
پھل اور سبزی	34
نقد آور فصلیں	35

IV۔ مال مویشی، ماہی گیری اور مرغبانی	43-47
مال مویشی	43
ماہی گیری	44
مرغ بانی	47
V۔ تجارت	48-59
برآمدات	48
درآمدات	56
VI۔ کارپوریٹ شعبہ	59-64
زرعی کمپنیاں	59
غذائی کمپنیاں	60
کھاد کمپنیاں	61
کارپوریٹ لابی	62
VII۔ بیرونی امداد	64-69
امریکی امداد	65
برطانوی امداد	67
عالمی بینک	67
ایشیائی ترقیاتی بینک	68
جاپانی امداد	69
VIII۔ پالیسی	69-82
نیولبرل پالیسیاں	69
پیداوار	74
مال مویشی	77

پانی	78
ماحول	78
موسمی بحران	79
غربت	79
بین الاقوامی معاہدے	80
تحقیق وٹیکنالوجی	81
IX۔ ماحول	82-86
زمین	82
پانی	83
فضاء	84
آلودگی،صحت وتحفظ	85
X۔ موسمی تبدیلی	86-90
موسمی بحران	88
XI۔ غربت اور غذائی کمی	90-95
غربت	91
غذائی کمی	93
XII۔ قدرتی بحران	95-96
XIII۔ مزاحمت	96-102
گنا	97
ماہی گیری	98
پانی	100

پیداوار	102
ب۔ بین الاقوامی زرعی خبریں	103-115
I۔ زرعی پیداواری وسائل	103
زمین	103
II۔ زرعی مداخل	103
صنعتی طریقہ زراعت	103
III۔ غذائی فصلیں، پھل سبزی، نقد آور فصلیں و اشیاء	104
نقدآور فصلیں	104
اشیاء	104
IV۔ مال مویشی، ماہی گیری اور مرغبانی	104
V۔ تجارت	105
برآمدات	105
درآمدات	105
VI۔ کارپوریٹ شعبہ	105-107
زرعی کیمیائی کمپنیاں	105
VII۔ بیرونی امداد	107
ایشیائی ترقیاتی بینک	107
VIII۔ پالیسی	107-108
پیداوار	107
IX۔ ماحول	108-110
پانی	108
آلودگی، صحت و تحفظ	110

X۔ موسمی تبدیلی	111-113
عالمی حدت	111
موسمی بحران	112
XI۔ غربت اور غذائی کمی	113
غربت	113
XII۔ قدرتی بحران	114-115
بارشیں رطوفان	114
XIII۔ مزاحمت	115

مخففات

AARI	Ayub Agricultural Research Institute
ABC	American Business Council of Pakistan
ADB	Asian Development Bank
AMD	U.S.-Pakistan Partnership for Agricultural Market Development
ANDMA	Afghanistan National Disaster Management Authority
APMEPA	All Pakistan Meat Exporters & Processors Association
BFA	Balochistan Food Authority
BISP	Benazir Income Support Programme
BMP	Businessmen Panel
CAA	Civil Aviation Authority
CAI	Cotton Association of India
CCI	Cotton Council International
CIAT	International Center for Tropical Agriculture
CIMMYT	International Maize and Wheat Improvement Center
COPHC	China Overseas Ports Holding Company Limited
CPEC	China Pakistan Economic Corridor
DAP	Diammonium Phosphate
EDO	Executive District Officer
EPD	Environment Protection Department
FAO	Food and Agriculture Organization
FFP	Food Fortification Programme
FPCCI	Federation of Pakistan Chambers of Commerce & Industry
FS&HFA	Food Safety and Halal Food Authority
GEO	The Global Environment Outlook
GIDC	Gas Infrastructure Development Cess
GMO's	Genetically Modified Organisms
GPA	Gwadar Port Authority
GST	General Sales Tax
ICAC	International Cotton Advisory Committee
ICIMOD	The International Centre for Integrated Mountain Development

IFAD	International Fund for Agricultural Development
IFPRI	International Food Policy Research Institute
IFRC	The International Federation of Red Cross and Red Crescent Societies
IHAF	International Halal Accreditation Forum
IRSA	Indus River System Authority
IsDB	Islamic Development Bank
IVF	In vitro fertilization
JCC	Joint Cooperation Committee
KBP	Kisan Board Pakistan
KCCI	Karachi Chamber of Commerce and Industry
MDA	Malir Development Authority
MICS	Multiple Indicator Cluster Survey
NAB	National Accountability Bureau
NCHR	National Commission for Human Rights
NDMA	National Disaster Management Authority
NOC	No Objection Certificate
NPGP	National Poverty Graduation Program
NRSP	National Rural Support Programme
NSER	National Socio-Economic Registry
NSP	Nutrition Support Program
OIE	World Organisation for Animal Health
PARC	Pakistan Agricultural Research Council
PASSCO	Pakistan Agricultural Storage and Services Corporation
PCGA	Pakistan Cotton Ginner's Association
PDWP	Provincial Development Working Party
PFA	Punjab Food Authority
PFIA	Pakistan Fast Moving Consumer Goods (FMCG) Importers Association
PFMA	Pakistan Flour Mills Association
PFVA	All Pakistan Fruit and Vegetable Exporters, Importers & Merchants Association
PGDP	Punjab Green Development Programme
PIDA	Punjab Irrigation & Drainage Authority
PITB	Punjab Information Technology Board

PKI	Pakistan Kissan Ittehad
PKMT	Pakistan Kissan Mazdoor Tehreek
PLRA	Punjab Land Records Authority
PPAF	Pakistan Poverty Alleviation Fund
PSDP	Public Sector Development Programme
PSMA	Pakistan Sugar Mills Association
PTI	Pakistan Tehreek-e-Insaf
REAP	Rice Exporters Association of Pakistan
SAB	Sindh Abadgar Board
SAI	Sindh Abadgar Ittehad
SAP	Seed Association of Pakistan
SCA	Sindh Chamber of Agriculture
SEZ's	Special Economic Zones
SIDA	Sindh Irrigation and Drainage Authority
SMEDA	Small and Medium Enterprise Development Authority
SMIIC	The Standards and Metrology Institute for the Islamic Countries
SUCCESS	Sindh Union Council and Community Economic Strengthening Support
SUPARCO	Space and Upper Atmosphere Research Commission
TCP	Trading Corporation of Pakistan
TDAP	Trade Development Authority of Pakistan
TEVTA	Technical Education and Vocational Training Authority
TRDP	Thardeep Rural Development Programme
UBC	University of British Columbia
UKaid	United Kingdom Aid
UNDP	United Nations Development Programme
UNFPA	United Nations Population Fund
UNICEF	United Nations International Children's Fund
USAID	United States Agency for International Development
USDA	US Department of Agriculture
UVAS	University of Veterinary & Animal Sciences
WFP	World Food Programme
WHO	World Health Organization
WISE	Water, Immunization, Sanitation and Education

WMO	World Meteorological Organization
WWF-P	World Wide Fund for Nature-Pakistan
ZTBL	Zarai Taraqiati Bank Limited

آپ کی سہولت کے لیے

ایک ملین	=	1,000,000	=	دس لاکھ
دس ملین	=	10,000,000	=	ایک کروڑ
ایک بلین	=	1,000,000,000	=	ایک ارب
دس بلین	=	10,000,000,000	=	دس ارب
سو بلین/ٹریلین	=	1,000,000,000,000	=	ایک کھرب
ایک ہیکٹر	=	2.471 ایکڑ		
ایک ٹن	=	1,000 کلوگرام	=	25 من
ایک من	=	40 کلوگرام		

نقطہ نظر

2019 کے ابتدائی چار ماہ کی خبریں نا صرف پاکستان بلکہ دنیا بھر کی عوام کے لیے سخت مایوس کن ہیں۔ عدم مساوات اور نیولبرل ازم پر مبنی سیاسی و معاشی پالیسی ڈھانچہ کے ذریعے سرمایہ دارانہ مشینی ترقی کو مشعل راہ بنا کر تیزی سے ہر شعبہ میں فروغ دیا جارہا ہے۔ اس غیر پائیدار ترقی کے اثرات بھی بہت واضح ہیں جو کبھی بھارت کی ریاست کیرالہ میں شدید گرمی، کبھی امریکی ریاستوں میں شدید سردی کی لہر کی شکل میں نمودار ہورہے ہیں۔ آسٹریلیا میں بھی 49 ڈگری سینٹی گریڈ تک کی گرمی کی شدید لہر سے انسان و حیوان تباہی کے دھانے پر کھڑے ہیں۔

سرمایہ داری پر مبنی صنعتی ترقی اس خیال کی بنیاد پر پروان چڑھائی جارہی ہے کہ انسان مشینوں اور جدید سائنس کے ذریعے ماحولیاتی مسائل سے نبٹ لے گا۔ ایک مثال عرب ممالک کی ہے جہاں جدید ٹیکنالوجی کی بنیاد پر ''جنگل میں منگل'' جیسا سماء تو پیدا کردیا گیا ہے لیکن یہ خبر نہایت تشویشناک ہے کہ کھارے پانی کو قابل استعمال بنانے کی صنعت (desalination plants) میٹھے پانی سے کہیں زیادہ آلودہ مواد پیدا کرتی ہے۔ ایک لیٹر میٹھے پانی کے حصول کے لیے ڈیڑھ لیٹر نمکیات سے بھرپور محلول واپس سمندر میں پھینک دیا جاتا ہے جو سمندری درجہ حرارت میں اضافہ اور اس میں آکسیجن کی مقدار کو کم کردیتا ہے۔ اس آلودہ محلول کا تقریباً آدھا حصہ صرف چار ممالک سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، کویت اور قطر پیدا کرتے ہیں۔ اقوام متحدہ کا کہنا ہے کہ 2018 میں سمندری حرارت اپنی انتہائی بلند سطح پر پہنچ گئی ہے جس کے بعد عالمی حدت سے سمندری حیات کو لاحق خطرات کے حوالے سے نئے خدشات بڑھ رہے ہیں۔ عالمی موسمیاتی ادارے (ڈبلیو ایم او) کے مطابق پچھلے چار سال گرم ترین ریکارڈ کیے گئے ہیں۔ اقوام متحدہ کے مطابق یہ حکومتوں، کاروبار اور شہروں کے لیے ایک اور ''واضح اشارہ'' ہے۔

ان حالات میں یہ واضح ہے کہ ان آفات سے دنیا کے تمام طبقات متاثر نہیں ہیں۔ آکسفیم کی ایک رپورٹ کے مطابق دنیا کے صرف 26 افراد کی دولت انسانیت کے نصف حصہ پر مشتمل غریب ترین

افراد کی دولت کے برابر ہے۔ مزید یہ کہ 2018 میں دنیا کے ارب پتی امیر ترین افراد کی دولت میں مجموعی طور پر یومیہ 2.5 بلین ڈالر کا اضافہ ہوا ہے۔

اس قدر دولت کہاں سے جمع ہو پائی؟ جواب بہت آسان ہے۔ 1995 میں عالمی تجارتی ادارے کے قیام کے بعد سے عالمگیریت یعنی نیولبرل پالیسی سازی سرمایہ دار طبقہ نے بزور طاقت پوری دنیا پر لاگو کرنا شروع کردی تھی۔ نیولبرل پالیسی سازی نجکاری اور آزاد تجارت کو قانون سازی کے ذریعے فروغ دیتی ہے اور اس کو نافذ کرواتی ہے۔ اس طرزعمل کے کئی شواہد ان چار ماہ یعنی جنوری تا اپریل، 2019 کی خبروں میں کثرت سے پائے گئے ہیں۔ اگر بات بلوچستان سے شروع کریں تو واضح ہے کہ انتہائی پسماندہ صوبے کی عوام کے ساتھ کیا ہورہا ہے۔ ایسٹ بے ایکسپریس وے جوکہ چین پاکستان اقتصادی راہداری منصوبے کا حصہ ہے، کی تعمیر سے چھوٹے پیداواری طبقہ پر کیا اثر پڑا ہے؟ ماہی گیروں کی تنظیم گوادر فشرمین الائنس کے مطابق انہوں نے اپنا آبائی علاقہ ''ملا بند'' پاکستان کی ترقی کے لیے چھوڑ دیا تھا لیکن اب اس ایکسپریس وے کی تعمیر سے ان کی سمندر تک رسائی ختم ہورہی ہے۔ فشرمین الائنس کے مطالبات ہیں کہ ان کی سمندر تک رسائی کے لیے راستہ تعمیر کیا جائے۔ گیس، بجلی، پانی وغیرہ کی فراہمی کے علاوہ ان کے بچوں کے لیے تعلیمی وظائف فراہم کیے جائیں۔ اس میں شک نہیں کہ جب آزاد تجارت کو فوقیت دی جاتی ہے تو عوام خاص کر مزدور طبقہ سب سے زیادہ پستا ہے۔

اسی طرح اگر سندھ کی طرف نظر دوڑائیں تو کسان مزدور عوام پر تکالیف کا ایک پہاڑ ہے۔ بدین کے کسان سراپا احتجاج ہیں کہ انہیں تھرپارکر جیسی خشک سالی کا سامنا ہے۔ حکمران طبقہ اور اس سے جڑے ادارے جس میں سیڈا، محکمہ آبپاشی، پیپلز پارٹی سے تعلق رکھنے والے بااثر جاگیردار شامل ہیں سیلابی نہروں اور کوٹری بیراج کی نہروں میں رکاوٹیں کھڑی کرکے بدین کے حصہ کا پانی کھلے عام چوری کررہے ہیں۔ ان ناانصافیوں کے خلاف کسانوں نے کئی مظاہرے کیے اور 23 کلومیٹر پیدل مارچ کے بعد بدین پریس کلب کے سامنے دھرنا دیا۔ ان کے مطالبات میں ڈائریکٹر سیڈا اور دیگر افسران کی برطرفی، پانی کا رخ موڑنے کے لیے نصب آلات اور رکاوٹوں کو ہٹانا اور پانی کی منصفانہ تقسیم شامل تھی۔

سندھ میں گنے کے کاشتکاروں نے بھی دھرنا دیا۔ ان کاشتکاروں کا کہنا تھا کہ مل مالکان 2014

سے ان کا استحصال کررہے ہیں اور صوبائی حکومت پاکستان شوگر ملز ایسوسی ایشن کے سامنے بے بس نظر آتی ہے۔

خیبر پختون خوا کے کسان بھی گنے کی قیمتوں کے خلاف مزاحمت کررہے ہیں۔ کسانوں کے مطابق کے پی کے میں عدالتی حکم پر حکومت عمل درآمد کرنے میں ناکام نظر آتی ہے اور کسانوں کو ملوں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ کسانوں کا خیال ہے کہ ملیں کسانوں کو لوٹ رہی ہیں یہاں تک کہ سپریم کورٹ کی مقرر کردہ قیمت ادا نہیں کی جارہی۔

اس طرح کے احتجاج پنجاب کے کاشتکاروں میں بھی دیکھے گئے۔ پنجاب میں کسانوں کا زیادہ زور زرعی مداخل کی قیمتوں کو کم کروانے پر تھا۔ پنجاب بھر کے کسانوں نے لاہور کے مال روڈ پر احتجاج کیا اور پنجاب اسمبلی کے باہر آلو سے لدی ٹرالیاں خالی کرکے آلو کو احتجاجاً آگ لگادی۔ کسانوں کا کہنا تھا کہ منڈی میں آلو کی قیمت فروخت اس کی پیداواری لاگت کے مقابلے تین گنا کم ہے۔

اگر مجموعی طور پر ملک کے ماہی گیر، مزدور کسانوں کا جائزہ لیا جائے تو واضح ہے کہ سرمایہ دار اور منڈی حاوی ہے اور حکومت کا رویہ بدعنوانی اور بے اعتنائی سمیٹے ہوئے ہے۔ یہاں تک کہ عدلیہ بھی انصاف دلوانے میں ناکام نظر آتی ہے۔ سویہی راز ہے دنیا بھر کے سرمایہ داروں کی بڑھتی ہوئی بے تحاشہ دولت کا۔ ایک طرف کسانوں کا معاشی دیوالیہ پن ہے، بے روزگاری ہے، بے زمینی و زمینی بے دخلی ہے اور دوسری طرف خوراک و زراعت کی کمپنیوں کا بے تحاشہ منافع ہے۔ مثلاً اینگرو کارپوریشن نے جو پاکستان کی خوراک، کیمیائی مواد اور کھاد بنانے والی کمپنی ہے، نے 31 دسمبر، 2018 کو ختم ہونے والے سال میں 23.6 بلین روپے منافع کا اعلان کیا ہے۔ کمپنی کے منافع میں پچھلے سال کے مقابلے 45.1 فیصد اضافہ ہوا ہے۔ اینگرو فرٹیلائیزر کی فروخت بھی 17.4 بلین روپے تک جاپہنچی۔ یہ خیال رہے کہ منافع میں اضافہ فروخت میں اضافہ کی بنیاد ہے۔

اسی طرح فوجی فرٹیلائیزر کمپنی نے بھی 2018 میں 14.44 بلین روپے خالص منافع کا اعلان کیا ہے جو گزشتہ سال کے مقابلے 35 فیصد زیادہ ہے۔ شاید ملک میں ان کمپنیوں کے بے تحاشہ منافع کو دیکھتے ہوئے غیر ملکی کمپنیاں بھی پاکستانی منڈی پر قبضہ جماتی نظر آرہی ہیں۔ بین الاقوامی غذائی و زرعی

کمپنی کارگل نے آئندہ تین سے پانچ سالوں میں پاکستان میں 200 ملین ڈالر کی سرمایہ کاری کرنے کا اعلان کیا ہے۔ کمپنی کی حکمت عملی میں پاکستان بھر میں مختلف شعبہ جات میں اپنے کاروبار کو وسعت دینا شامل ہے۔ ان شعبہ جات میں زرعی تجارت و ترسیلی نظام، خوردنی تیل، ڈیری مصنوعات، گوشت اور جانوروں کی خوراک کے شعبے شامل ہیں۔ ایک اہم شعبہ ''فوڈ ٹریسبلٹی'' کا ہے۔ جس کے بارے میں لکھا گیا ہے کہ فوڈ ٹریسلٹی کو ممکن بنانا کارگل کے اہداف میں شامل ہے۔

فوڈ ٹریسبلٹی سے مراد ''خوراک کی پیداوار سے اس کی ترسیل کے تمام مراحل کی نشاندہی'' ہے جس کے ذریعے خوراک میں آلودگی اور خوراک کی حفاظت کے عمل کو بہتر بنایا جاسکتا ہے۔ یہ قوانین عالمی تجارتی ادارہ (ڈبلیو ٹی او) کے مختلف معاہدوں کے ذریعہ عالمی تجارت خصوصاً خوراک کی تجارت میں متعارف کرائے گئے ہیں۔ عام خیال ہے کہ ایسے اقدامات سے چھوٹے پیمانے پر پیداوار اور اس کی تجارت کرنے والے منڈی میں مقابلہ نہیں کرپاتے اور آہستہ آہستہ بڑی دیو ہیکل کمپنیاں منڈی پر قبضہ کرلیتی ہیں۔

افسوس کہ ان قوانین پر عملدرآمد اب پاکستان میں بھی واضح ہے۔ پاکستان کے ہر صوبے میں فوڈ اتھارٹیاں قائم کردی گئیں ہیں۔ خبر ہے کہ بلوچستان فوڈ اتھارٹی نے عوام کو صاف خوراک کی فراہمی کے لیے اپنا کام شروع کردیا ہے۔ کے پی کے میں صوبائی فوڈ سیفٹی اینڈ حلال فوڈ اتھارٹی نے 20 مارچ، 2019 سے کھلے مصالحہ جات پر پابندی عائد کرنے کا اعلان کیا ہے۔ پنجاب فوڈ اتھارٹی پہلے ہی صوبے بھر میں کھلے مصالحے کی فروخت کے خلاف کارروائی کررہی ہے۔ خبر کے مطابق پنجاب میں حکام کی طرف سے وزیر اعظم عمران خان کو ایک رپورٹ پیش کی گئی ہے کہ پنجاب کے شہری علاقوں میں فروخت ہونے والے 70 فیصد کھلے دودھ میں نقصاندہ کیمیائی اجزاء اور جراثیم پائے گئے ہیں۔ وزیر اعظم نے پی ٹی آئی کے رہنما جہانگیر ترین کو پنجاب کے حکام کے ساتھ مل کر جراثیم سے پاک دودھ کی ''پیسچرائزیشن پالیسی'' پر کام کرنے کی ہدایت دی ہے۔ خیال رہے کہ یہ وہی جہانگیر ترین ہیں جنہیں عدالت نے تاحیات نا اہل قرار دیا ہے۔ کیا یہ شک بے بنیاد ہے کہ صاف خوراک کے لیے کاوشیں عوام کی بہتری کے لیے نہیں بلکہ عالمی تجارتی ادارے اور ملکی اور غیر ملکی سرمایہ داروں کے لیے منڈی پر قبضے کی راہ ہموار کرنے کے لیے ہیں؟

اگر پاکستان میں نیولبرل پالیسیوں پر نظر ڈالیں تو زرعی شعبہ کے ہر حصے میں ان پالیسیوں کا نفاذ اور ان پر عملدرآمد تیز تر ہوتا جارہا ہے۔ خبروں پر نظر ڈالی جائے تو حکومت کا زراعت میں سرمایہ داری اور سرمایہ کاری بڑھانے کی طرف رجحان بالکل واضح ہے۔ کے پی کے میں جدید ٹیکنالوجی کے ذریعہ پیداوار میں اضافہ اور زیتون کی کاشت پر زور دیا جارہا ہے۔ سندھ میں مال مویشی نمائش منعقد کی گئی تاکہ کسان جدید زرعی مشینری اور مال مویشی شعبہ سے متعلق مشینری کا استعمال سیکھ سکیں، دوسری طرف دودھ کی منڈی پر نظر رکھتے ہوئے ملکی اور غیر ملکی سرمایہ کاروں کو پنیر کی پیداوار میں سرمایہ کاری کے لیے راغب کیا جارہا ہے۔ محکمہ مال مویشی پنجاب نے صوبے بھر میں شتر مرغ کے گوشت کی منڈی تک ترسیل کو یقینی بنانے کا فیصلہ کیا ہے۔ پنجاب میں شتر مرغ کے 400 باڑوں کا اندراج کیا جاچکا ہے۔ جہاں 20,000 شتر مرغ پالے گئے ہیں۔ شتر مرغ کا گوشت 1,300-1,500 روپے فی کلو فروخت ہوگا۔ صوبائی وزیر مال مویشی پنجاب سردار حسنین دریشک کا کہنا ہے کہ ''حکومت عوام کو سستا اور معیاری گوشت فراہم کرنے کے لیے کام کررہی ہے''۔ شاید ہمارے حکمرانوں کو یہ معلوم ہی نہیں کہ جب عوام کے لیے گائے کا گوشت خریدنا ہی مشکل ہوتا جارہا ہے تو وہ شتر مرغ کا گوشت کس طرح سے خریدیں گے؟

اگر پاکستانی برآمدات پر نظر ڈالیں تو بھی کئی طرح کی خبریں نشاندہی کررہی ہیں کہ آزاد تجارت کو بڑھ چڑھ کر فروغ دیا جارہا ہے۔ کینو اور آم تاجکستان بھیجنے کے لیے بات چیت کا سلسلہ جاری ہے۔ چین کے سفیر کے مطابق پاکستان سے چیری، آلو، گندم، کینو، چاول اور آم چین کے لیے پرکشش غذائی اشیاء ہیں۔ وزیر اعظم کے مشیر برائے تجارت، ٹیکسٹائل و صنعت و پیداوار عبد الرزاق داؤد کا کہنا ہے کہ ''ہم سی پیک کے تحت مزید توانائی کی پیداوار اور شاہراہوں کے منصوبے نہیں چاہتے ہیں، ہمیں زرعی اور برآمدی اشیاء کے لیے چین کے تعاون کی ضرورت ہے''۔ ٹریڈ ڈیولپمنٹ اتھارٹی آف پاکستان حلال منڈیوں کے حصول کے لیے حلال پارکس، حلال خصوصی برآمدی زون اور حلال معیارات اور سند جاری کرنے کے لیے ادارہ قائم کرنے کی تدبیریں پیش کررہا ہے۔

ایک عجب سی حالت نظر آتی ہے۔ حکومت ایسی زرعی پیداوار پر زور دیتی نظر آرہی ہے جو صنعتی شعبہ میں بڑھوتری نہیں دے رہی۔ پاکستان میں کئی سال سے کپاس کی پیداوار کم ہوتی جارہی ہے۔ جبکہ

بطور خام مال کپاس پاکستانی ٹیکسٹائل کی صنعت کے لیے ریڑھ کی ہڈی ہے جس سے لاکھوں مزدور جڑے ہوئے ہیں۔ انتہائی پریشانی کن خبر یہ ہے کہ ملک میں اعلیٰ معیار کی کپاس کی عدم موجودگی میں مقامی کپڑے کی صنعت کا انحصار درآمدی خصوصاً امریکی کپاس پر بڑھتا جارہا ہے۔ صرف چھ سال کے عرصے میں امریکی لائسنس رکھنے والے کپاس، دھاگہ اور کپڑا بنانے والے بڑے کارخانوں کی تعداد چھ ۔ سات سے بڑھ کر 36 ہوگئی ہے۔ اس سال بھی 3.5 سے چار ملین گانٹھیں کپاس کی درآمد متوقع ہے۔

یہ ایک افسوس ناک عمل ہے کہ کسان تو زرعی مداخل کی بڑھتی قیمتوں تلے دبا جارہا ہے اور کپڑے کی صنعت کو کپاس کی درآمد پر محصولات اور ڈیوٹی کا خاتمہ کرکے 29 بلین روپے کا امدادی پیکج دیا جارہا ہے۔ خبر ہے کہ پی ٹی آئی کی حکومت ن لیگ حکومت کی طرح بڑے سرمایہ داروں کو مراعات فراہم کررہی ہے۔ کہا جارہا ہے کہ گیس پر 25 بلین روپے کی زرتلافی فراہم کی گئی ہے جس کا زیادہ فائدہ کپڑے کی صنعت کو ہے اور مزید یہ کہ گیس انفرا اسٹرکچر ڈیولپمنٹ سیس میں 50 فیصد کمی کی گئی ہے جس کا حجم 40 بلین روپے بنتا ہے۔ یعنی فائدہ اٹھانے والے بڑے صنعتکار اور وہ غیر ملکی کاشتکار ہیں جو پاکستان کو کپاس برآمد کررہے ہیں۔

یوں لگتا ہے کہ اب کپاس پاکستان کی زرعی پالیسی میں اپنی اہمیت کھوتی جارہی ہے۔ کیونکہ وفاقی حکومت کے زرعی ہنگامی منصوبے میں بھی کپاس کو فوقیت نہیں دی گئی ہے۔ حکومت کی توجہ خوردنی تیل، گندم، چاول اور گنے کی پیداوار میں اضافے پر ہے۔ گوکہ خوردنی تیل اور گندم دونوں عوام کی خوراک اور زرمبادلہ بچانے کے لیے اہم فصلیں ہیں لیکن یہ خیال کیا جاتا ہے کہ چاول اور گنا دونوں ہی فصلیں بہت زیادہ پانی پر انحصار کرتی ہیں اور پانی کی بڑھتی ہوئی قلت کے پیش نظر یہ فصلیں مجموعی زرعی پیداوار کے لیے مسائل کھڑے کریں گی۔ یہ خیال رہے کہ کپاس کی فصل میں بحرحال چاول اور گنے سے کم پانی استعمال ہوتا ہے۔ یہاں یہ سوال اٹھتا ہے کہ کیا ہمارے صنعت کاروں نے غیر ملکی دیوہیکل کسان لابیوں سے گٹھ جوڑ کرلیا ہے؟ کیا کچھ ایسا ہے کہ ہمارے صنعت کار غیر ملکی کپاس سے فوائد اٹھائیں اور ملک میں کپاس کے بجائے ان فصلوں کی پیداوار پر زور دیا جائے جو بیرون ملک برآمد کی جاسکیں۔ یقیناً عالمی منڈی میں نباتاتی ایندھن یا ایتھنول کی طلب زیادہ ہے اور پاکستان گنے سے حاصل ہونے والے مولیسیس

اور ایتھنول کا بڑا برآمد کنندہ ہے اور شوگر مل لابی کے اشاروں پر گنے کی پیداوار میں اضافہ جاری ہے۔

مزید پریشانی گندم کی فصل میں حکومتی پالیسی میں تبدیلی ہے۔ اب ترجیح ہے کہ آزاد تجارتی اصولوں کے تحت گندم کی پیداوار اور ترسیل کو منڈی پر چھوڑ دیا جائے۔ سندھ کابینہ کے اجلاس میں زیادہ تر ارکان نے گندم خریداری مہم کی مخالفت کی ہے۔ ساتھ ساتھ یہ بھی پہلو واضح کیا گیا کہ گندم کی نئی قیمت کا تعین منڈی پر چھوڑ دیا جائے۔ مزید یہ کہ گندم کی برآمد پر بھی زور دیا جارہا ہے۔ اس سال بھی پانچ ملین ٹن گندم برآمد کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔

جیسا کہ حال احوال کی پچھلی کئی اشاعت میں لکھا جاچکا ہے کہ یہ تمام تر سرمایہ دارانہ حکمت عملیاں ایسے ملک میں کی جارہی جہاں آبادی کئی طرح کے سنگین مسائل سے دوچار ہے اور غربت و بھوک عام ہے۔ ماحولیاتی آلودگی بڑھتی جارہی ہے اور کئی طرح کے موسمی بحران مزدور و کسان کو تکالیف اور بے روزگاری کی طرف دھکیل رہے ہیں۔ ایک حالیہ رپورٹ ''اسٹیٹ آف گلوبل ایئر رپورٹ 2019'' میں پاکستان دوسرے نمبر پر ہے جہاں فضائی آلودگی سے ہونے والی شرح اموات سب سے زیادہ ہے۔ پاکستان میں 128,000 ہلاکتیں فضائی آلودگی کی وجہ سے ہوتی ہیں۔ اسی طرح آکسفیم کی 2019 میں موسمی تبدیلی پر شائع ہونے والی ایک رپورٹ کے مطابق 1997 سے 2016 کے دورانیہ میں دستیاب اعداد و شمار یہ واضح کرتے ہیں کہ پاکستان موسمی تبدیلی سے سب سے زیادہ متاثر ہونے والے ممالک میں ساتویں نمبر پر ہے۔ 20 سال کے دوران ملک میں شدید موسمی آفات کے 141 واقعات دیکھے گئے۔ صرف 2016 میں موسمی آفات میں 566 ہلاکتیں ہوئیں اور قوم کو 47.31 ملین ڈالر کا نقصان ہوا۔ یہ بھی یاد رہے کہ اسی سال بے وقت طوفانی بارشوں نے کئی فصلوں کو شدید نقصان پہنچایا جس میں گندم، آم اور دیگر فصلیں شامل ہیں۔

یہ موسمی تغیر ایک قدرتی عمل نہیں بلکہ انسانی عمل دخل کا نتیجہ ہے جس میں سب سے زیادہ حصہ صنعتوں سے خارج ہونے والی کاربن گیسوں اور مشینی صنعتی زراعت کا ہے جسے پاکستان کے حکمران بڑھ چڑھ کر فروغ دے رہے ہیں۔ غیر منصفانہ پالیسیوں کا ذکر اب غیر ملکی ادارے بھی کررہے ہیں۔ ایک امریکی ادارہ انٹرنیشنل فوڈ پالیسی ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کے مطابق پاکستان کی 200 ملین سے زائد آبادی میں

ہر پانچ میں سے تقریباً ایک فرد غذائی کمی کا شکار ہے جبکہ ملک میں خوراک کی کمی بھی نہیں ہے۔ اسی طرح کے اعداد و شمار پنجاب حکومت کی طرف سے بھی پیش کیے گئے ہیں جس کے مطابق 2018 میں پنجاب میں پانچ سال کی عمر تک کا تقریباً ہر تیسرا بچہ نشو و نما میں کمی کی وجہ سے قد میں کمی کا شکار ہے۔ مزید یہ کہ پنجاب میں 26.1 فیصد آبادی غربت کا شکار ہے۔ پچھلے سال مئی 2018 سے لے کر اپریل 2019 تک پاکستان سے 300,000 ٹن گندم اور 7.4 ملین ٹن چاول برآمد کیا گیا ہے۔ یقیناً بھوک، غذائی کمی کا مسئلہ سیاسی، سماجی و اقتصادی ہے۔ قابل افسوس بات یہ ہے کہ مراعات نہ کہ بھوک اور غربت میں پسی عوام کو دی جائیں، بڑے بڑے صنعت کاروں کو دی جاتی ہیں۔ یہ بھی ایک مزاق سے کم نہیں کہ 200 ملین سے زیادہ آبادی جو حکومتی اعداد و شمار کے مطابق تقریباً 32 ملین (3 کروڑ 20 لاکھ) گھرانوں پر مشتمل ہے، میں سے صرف 157,000 گھرانوں کو شدید غربت سے نکالنے کے لیے پیشہ ورانہ وفنی تربیت اور بلا سود قرضہ تک رسائی فراہم کی جائے گی۔

دراصل اس دور عالمگیریت میں سرمایہ دار زور آور ہے جس کی ہر ممکن کوشش ہے کہ خام مال، منڈی اور مزدور پر اس کا مکمل غلبہ ہوجائے۔ اس کھیل میں چھوٹے پیمانے پر پیداوار کرنے والے طبقہ کے لیے حالات مشکل ترین بنائے جارہے ہیں تاکہ وہ مہنگائی اور نئے نئے ''حفاظتی قوانین'' کے ہاتھوں مجبور ہوکر پیداواری شعبہ سے نکل کر مزدوری پر مجبور ہو جائیں۔ عوام کو منڈی کی بھینٹ چڑھایا جارہا ہے کہ وہ صرف دو وقت کی روٹی کے حصول تک ہی محدود ہو جائیں۔ یہ حاکم اور محکوم کی جنگ ہے جس میں وہ آبادیاں، عوام آگے نکل جائیں گے جو اس ظلم سے لڑنے کے لیے، اس غلبے کے سامنے ڈٹے رہنے کے لیے تیار ہیں۔

الف۔ ملکی زرعی خبریں

ا۔ زرعی پیداواری وسائل

زمین

- چین پاکستان اقتصادی راہداری

ایک مضمون کے مطابق حال ہی میں شائع ہونے والی ایک خبر میں واضح کیا گیا کہ سی پیک کے تحت 26.5 بلین ڈالر کی سرمایہ کاری بلاآخر اگلے 20 سالوں میں 40 بلین ڈالر کی ادائیگیوں کی وجہ بنے گی۔ حکومت پاکستان نے اس کی فوری تردید جاری کرتے ہوئے دعویٰ کیا کہ سی پیک کے تحت حکومت کے ذمہ واجب الادا رقم صرف چھ بلین ڈالر ہے۔ ایسا پہلی بار نہیں ہے بلکہ سی پیک کے تحت واجب الادا قرض سے متعلق کئی متنازع رپورٹیں آتی رہی ہیں۔ حکومت کی براہ راست چھ بلین ڈالر قرض کی ذمہ داری سی پیک کا ایک چھوٹا سا حصہ ہوسکتی ہے لیکن زیادہ تر تجارتی سرمایہ کاری (قرض) کی ضمانت بھی حکومت نے دی ہے لہذا اس قرض کا بوجھ بھی حکومت پر ہوگا۔ اس لیے حکومت جب بھی سی پیک سے متعلق براہ راست قرضہ جات کو ظاہر کرے تو اسے یہ پہلو بھی ضرور ظاہر کرنا چاہیے۔ اس کے علاوہ ادائیگی کا توازن بھی صرف حکومتی سطح پر لیے گئے (چھ بلین ڈالر) قرض پر منحصر نہیں ہے، منافع کی بیرون ملک ہر منتقلی بھی کرنٹ اکاونٹ انخلا کو ظاہر کرتی ہے۔ اگلے کچھ سالوں تک سی پیک سے متعلق (26 بلین ڈالر کی سرمایہ کاری سے) سالانہ دو سے تین بلین ڈالر رقم کا انخلا پاکستان کی ادائیگی کے توازن پر براہ راست اثر انداز ہوگا۔ سی پیک میں حقیقی توجہ معاہدوں کے تحت قرض کی واپسی پر غور فکر کرنے پر نہیں ہونی چاہیے کہ جس پر دونوں ممالک پہلے ہی متفق ہوچکے ہیں بلکہ تمام تر توجہ اس پر ہونی چاہیے کہ کس طرح ہم اپنی برآمدات میں اضافہ کرسکتے ہیں اور کس طرح چینی صنعتوں کی پاکستان منتقلی کو فروغ دے سکتے ہیں اور چین سے بہتر تجارتی روابط بناسکتے ہیں۔ (حسن خاور، دی ایکسپریس ٹریبیون، 1 جنوری، صفحہ 16)

پاکستان تحریک انصاف (PTI) کی حکومت نے چین پاکستان اقتصادی راہداری (CPEC) کے تحت مسلم لیگ (ن) کے دور حکومت میں شروع کیے گئے اہم توانائی منصوبوں کو معطل کرنے اور سرکاری ترقیاتی پروگرام (PSDP) کے تحت سینکڑوں منصوبوں میں کٹوتی کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ پس پردہ حکومتی ذمہ داروں سے بات چیت میں یہ سفارش کی گئی ہے کہ پاکستان باضابطہ طور پر چین کو آگاہ کرے کہ بجلی کی کافی پیداواری صلاحیت کے حصول کے تناظر میں پاکستان رحیم یار خان میں 1,320 میگاواٹ کے توانائی منصوبے میں دلچسپی نہیں رکھتا۔ دونوں ممالک کی مشترکہ تعاون کمیٹی (JCC) کے آٹھویں اجلاس میں پاکستانی وفد نے سی پیک (CPEC) کی فہرست سے درآمدی کوئلے پر منحصر رحیم یار خان توانائی منصوبہ خارج کرنے کی درخواست کی ہے۔ (ڈان، 14، جنوری، صفحہ 1)

ایک خبر کے مطابق سی پیک کے تحت سماجی و اقتصادی ترقی اور زرعی شعبہ سے متعلق مختلف منصوبوں پر بات چیت کے لیے چینی ماہرین کی ایک ٹیم فروری کے آخری ہفتے میں پاکستان کا دورہ کرے گی۔ پاکستان اور چین اپریل میں سی پیک کے تحت کئی ترقیاتی منصوبوں پر دستخط کریں گے۔ ملک میں خصوصی اقتصادی زونز (SEZ's) کی تعمیر کے لیے پاکستان کی اقتصادی ٹیم چین کے ایگزم بینک کے ساتھ مالی معاملات پر مذاکرات کررہی ہے۔ سی پیک کے پراجیکٹ ڈائریکٹر و رابطہ کار حسن داؤد بٹ کا کہنا ہے کہ پاکستان فروری اور مارچ میں چین کے ساتھ سی پیک کے تحت متعدد منصوبوں پر بات چیت کرے گا اور توقع ہے کہ اپریل میں ان منصوبوں پر دستخط ہوں گے۔ (بزنس ریکارڈر، 30 جنوری، صفحہ 7)

ایک خبر کے مطابق سی پیک کے تحت خیبر پختونخوا میں فنی و پیشہ ورانہ تربیت کے چار بڑے مراکز قائم کیے جائیں گے۔ ڈائریکٹر ٹیکنکل ایجوکیشن اینڈ ویکیشنل ٹریننگ اتھارٹی (TEVTA) خیبر پختونخوا سجاد علی شاہ کا کہنا ہے کہ پشاور کے ساتھ ساتھ خیبر پختونخوا کے شمالی و جنوبی علاقوں میں یہ چاروں مراکز قائم کیے جائیں گے۔ اسی طرح پشاور موٹر وے کے نزدیک یار حسین میں سی پیک کے تحت مشینوں کی تربیت دینے کا ادارہ قائم کرنے کی بھی منصوبہ بندی کی ہے جس کے لیے 170 کنال زمین حاصل کی جائے گی۔ اس منصوبہ پر

200 ملین روپے کی لاگت کا تخمینہ ہے۔ (بزنس ریکارڈر، 30 جنوری، صفحہ 15)

پاکستان میں ایران کے سفیر مہدی ہنر دوست نے پاکستان و ایران کے مشترکہ ایوان وصنعت وتجارت کے ارکان سے ملاقات میں سی پیک کا حصہ بننے کی خواہش کا اظہار کیا ہے۔ ایرانی سفیر کا کہنا تھا کہ وہ یقین رکھتے ہیں کہ سی پیک ایک بہت بڑا اور اہم منصوبہ ہے جو خطے کے ممالک کے درمیان امن اور تعاون پر گہرے اثرات مرتب کرسکتا ہے۔ انھوں نے مزید کہا کہ ''ہوسکتا ہے کہ ایران کی توانائی اور راہداری مدد کے بغیر کئی بلین ڈالر کا منصوبہ اپنی حتمی منزل پر نہ پہنچ سکے۔ ہم اپنی تمام تر صلاحیتوں اور وسائل کے ساتھ سی پیک کا حصہ بننے کے لیے تیار ہیں''۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 15 فروری، صفحہ 7)

ایک خبر کے مطابق حکومت نے سی پیک منصوبوں کے لیے مختص 24 بلین روپے ارکان اسمبلی کے ترقیاتی منصوبوں کے لیے منتقل کردیے ہیں۔ وزارت منصوبہ بندی و ترقی کے سرکاری دستاویزات کے مطابق یہ رقم سی پیک کے لیے مختص گرانٹ نمبر 137 سے کابینہ ڈویژن کی گرانٹ نمبر 108 میں منتقل کی گئی ہے جس میں پہلے ہی پانچ بلین روپے مختص کیے جاچکے ہیں۔ اس اضافی رقم کی منتقلی کے بعد اس سال کے لیے ارکان اسمبلی کے منصوبوں کے لیے مختص رقم 29 بلین روپے ہوگی۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 5 مارچ، صفحہ 13)

سینیٹ کی خصوصی کمیٹی برائے سی پیک نے منصوبوں کی سست روی اور منصوبوں کے افتتاح اور ان کی تکمیل کا وقت متعین نہ ہونے پر شدید تحفظات کا اظہار کیا ہے۔ کمیٹی نے وزارت منصوبہ بندی و ترقی کو سی پیک منصوبوں پر کام کی صورتحال اور اس کی تکمیل کے مقررہ وقت کے حوالے سے اگلے اجلاس میں آزاد ذرائع پر مبنی معلومات کے بجائے ٹھوس معلومات فراہم کرنے کے لیے کہا ہے۔ سی پیک منصوبوں پر وزارت کی جانب سے پیش کردہ معلومات پر شیریں رحمان اور دیگر ارکان نے چین کے ساتھ سی پیک کے دوسرے مرحلے کے لیے کیے جانے والے معاہدوں اور ان کی تکمیل کی مدت کے بارے میں سوالات اٹھائے۔ تاہم وزارت منصوبہ بندی و ترقی ان سوالات کا اطمینان بخش جواب نہیں دے سکی۔ (بزنس

ریکارڈر، 16 مارچ، صفحہ 17)

عالمی بینک کی ایک نئی رپورٹ (Pakistan@100: Shaping the Future) کے مطابق سی پیک میں بھارت سمیت مختلف ممالک کی شرکت وسیع علاقائی اتحاد کے لیے مددگار ثابت ہوسکتی ہے۔ رپورٹ میں خطہ میں آزاد تجارت اورنقل وحمل میں بہتری کے لیے اقدامات اٹھانے کی تجویز دی گئی ہے۔ سی پیک دیگر ممالک کے ساتھ تعلقات کو بہتر کرنے میں مددگار ثابت ہوسکتا ہے جس سے افغانستان، ایران اور دیگر وسط ایشیائی ممالک فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ علاقائی یکجہتی کو بہتر کرنے کے لیے اقدامات کیے جاسکتے ہیں جیسے کہ پڑوسی ممالک سے تعلقات میں استحکام کے لیے بھارت کو افغانستان تک زمینی رسائی دی جاسکتی ہے اور بدلے میں پاکستان وسط ایشیاء تک رسائی حاصل کرسکتا ہے، پڑوسی ممالک کو کراچی اور گوادر بندرگاہ کے استعمال کی پیشکش کی جاسکتی ہے اور ایران کے ساتھ گوادر اور چاہ بہار بندرگاہ کے درمیان ہم آہنگی پیدا کرنے کے لیے کام کیا جاسکتا ہے۔ بھارت کے ساتھ تعلقات بہتر کرنے کے لیے دونوں ممالک مشترکہ طور پر پاکستان۔ بھارت ایوان صنعت وتجارت کو بحال کرسکتے ہیں۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 21 مارچ، صفحہ 7)

گزشتہ تین سالوں میں گوادر بندرگاہ سے 358.15 ملین روپے کی آمدنی ہوئی ہے جس میں سے 32.32 ملین روپے گوادر پورٹ اتھارٹی (GPA) کو اس کے حصے کے طور پر دیے گئے ہیں۔ وزارت سمندری امور کی جانب سے جاری کیے گئے اعداد وشمار کے مطابق چائنہ اوورسیز پورٹس ہولڈنگ کمپنی (COPHC) کا حصہ 91 فیصد ہے جبکہ GPA (جی پی اے) کا نو فیصد ہے۔ گوادر فری زون میں جی پی اے کا حصہ 15 فیصد ہے جبکہ 85 فیصد حصہ COPHC (سی او پی ایچ سی) کا ہے۔ وزارت کا کہنا ہے کہ دنیا بھر میں بندرگاہوں پر معاہدے کے ذریعے پورٹ اتھارٹی اور بندرگاہ کا انتظام چلانے والی کمپنی کے مابین آمدنی کی تقسیم کی شرح مقرر کی جاتی ہے۔ اس ہی اصول کے تحت گوادر میں بھی آمدنی تقسیم کی گئی ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 22 مارچ، صفحہ 7)

وزیر اعظم عمران خان نے گوادر میں بین الاقوامی ہوائی اڈے کی تعمیر کا افتتاح کردیا ہے۔ یہ منصوبہ 2014 میں سی پیک کے تحت مکمل ہونے والے ترجیحی منصوبوں میں شامل کیا گیا تھا۔ چینی حکومت ہوائی اڈے کی تعمیر کے لیے (چائینیز گرانٹ اسسٹنس کے تحت) مالی مدد فراہم کرے گی۔ یہ منصوبہ بلوچستان میں ترقیاتی ڈھانچے کی تعمیر کا حصہ ہے۔ نئے گوادر ہوائی اڈے پر A-380 جیسے بڑے ہوائی جہاز بھی اتر سکیں گے۔ ہوائی اڈے پر ابتدائی طور پر سالانہ 30,000 ٹن مال کی بار برداری کی صلاحیت ہوگی۔ اس موقع پر دونوں ممالک کے درمیان فنی تعلیم کا مرکز پاکستان۔ چائنہ ووکیشنل ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ اور پاک۔ چائنہ فرینڈ شپ ہسپتال کی تعمیر کے لیے مفاہمت کی یادداشت پر دستخط بھی کیے گئے۔ (بزنس ریکارڈر، 30 مارچ، صفحہ 1)

سی پیک کے حوالے سے منعقد کیے گئے ایک سیمینار میں پاکستان میں چین کے سفیر یاؤ جنگ (Yao Jing) نے کہا ہے کہ سی پیک منصوبوں میں 19 بلین ڈالر کی سرمایہ کاری کی جاچکی ہے۔ کل 13 بلین روپے چینی تجارتی بینکوں سے قرض لیا گیا ہے جبکہ چین کی توانائی کمپنیوں نے چھ بلین روپے بینکوں سے قرض لے کر پاکستان میں سرمایہ کاری کی ہے۔ چینی سفیر نے مزید کہا کہ چینی حکومت نے پاکستان کو چھ بلین ڈالر کا قرض دیا ہے جس کی واپسی 2024 سے شروع ہوگی۔ گزشتہ چار سال منصوبے کے لیے انتہائی اہم تھے جس میں کام تیزی سے آگے بڑھا ہے۔ انھوں نے مزید کہا کہ ''دونوں ممالک روایتی دوستی کے ایک نئے مرحلے میں داخل ہوگئے ہیں جہاں پاکستان چین کی بین الاقوامی پالیسی کا ناگزیر حصہ ہے''۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 20 اپریل، صفحہ 20)

وزیر اعظم عمران خان چینی صدر کی دعوت پر بیجنگ میں ہونے والے بیلٹ اینڈ روڈ فورم میں شرکت کے لیے چار روزہ دورہ پر چین پہنچ گئے ہیں۔ وفاقی وزیر ریلوے اور آبی وسائل، وزیر اعظم کے مشیر خزانہ اور تجارت بھی وزیر اعظم کے ہمراہ ہیں۔ وزیر اعظم دوسرے بیلٹ اینڈ روڈ فورم میں خصوصی خطاب کریں گے۔ چین اور پاکستان اس موقع پر باہمی تعاون پر مبنی مفاہمت کی کئی یادداشتوں پر دستخط بھی کریں گے۔ (ڈان، 26 اپریل، صفحہ 3)

پاکستان اگلے دو دنوں میں چین اور سعودی عرب سے اقتصادی اور زرعی تعاون کے لیے بڑے پیمانے پر تعاون کے لیے پر امید ہے۔ ایک اعلیٰ حکومتی اہلکار نے ڈان اخبار کو بتایا کہ وزیر اعظم کے جاری دورہ چین کے دوران چار اہم معاہدوں پر دستخط کیے جائیں گے جبکہ اسلامی ترقیاتی بینک (IsDB) کے صدر اگلے ہفتہ 280 ملین ڈالر امداد کے معاہدہ پر دستخط کریں گے۔ پاکستان اور چین ایک بلین ڈالر امداد کے معاہدے پر دستخط کے لیے تیار ہیں جس کے تحت منتخب کیے گئے منصوبوں پر مرحلہ وار بنیادوں پر عمل درآمد کیا جائے گا۔ چین اور پاکستان آزاد تجارتی معاہدے (Free Trade Agreement II) میں داخل ہوں گے جس کے تحت پاکستان کو ترجیحی بنیادوں پر مخصوص اشیاء چین برآمد کرنے کے لیے منڈی تک رسائی دی جائے گی۔ اس کے ساتھ ساتھ کے پی کے میں رشاکئی SEZ (ایس ای زیڈ) کے قیام کا بھی باضابطہ معاہدہ کیا جس کا باضابطہ آغاز اگلے ماہ کیا جائے گا۔ چوتھا معاہدہ چین اور پاکستان کے درمیان زرعی تعاون سے متعلق ہے جس کے تحت پنجاب کو منہ کھر کی بیماری سے محفوظ علاقے کے طور پر فروغ دیا جائے گا۔ اس کے علاوہ حکومت آئندہ مالی سال میں کثیرالجہتی اداروں سے زرعی شعبہ کے لیے 545 ملین ڈالر معاونت کی توقع کررہی ہے۔ اس سلسلہ میں صدر IsDB (آئی ایس ڈی بی) ایم ایچ حجار باضابطہ طور پر معاہدہ پر دستخط کے لیے پاکستان کے تین روزہ دورے (2 تا 4 مئی) پر اسلام آباد آئیں گے۔ (ڈان، 26 اپریل، صفحہ 10)

- زمینی قبضہ

سندھ:

سپریم کورٹ نے تین اعلیٰ سرکاری اداروں کو ملیر، کراچی میں بحریہ ٹاؤن کے زیر قبضہ زمین کا اصل رقبہ معلوم کرنے کا حکم دیا ہے۔ قومی احتساب بیورو (NAB) کے مطابق بحریہ ٹاؤن کے زیر قبضہ زمین 25,601 ایکڑ ہے۔ سپریم کورٹ کے تین رکنی بنچ نے اسپیس اینڈ اپر ایٹموسفیئر ریسرچ کمیشن (SUPARCO)، دی سروے آف پاکستان اور NAB (نیب) کو مشترکہ طور پر اس زمین کی نشاندہی کرنے کا حکم دیا ہے جس کے لیے بحریہ ٹاؤن کا دعویٰ ہے کہ یہ زمین اس کے زیر قبضہ نہیں ہے اور نیب نے غلطی

سے بحریہ ٹاؤن سے منسلک کردی ہے۔ عدالت سپریم کورٹ کے 4 مئی، 2018 کے فیصلہ پر عمل درآمد کے حوالے سے مقدمہ کی سماعت کررہی تھی۔ (ڈان، 10 جنوری، صفحہ 14)

سپریم کورٹ نے بحریہ ٹاؤن کراچی کے ملیر سپر ہائی وے پر رہائشی منصوبے سے متعلق مقدمات کے تصفیے کے لیے 460 بلین روپے کی پیشکش قبول کرلی ہے۔ جسٹس شیخ سعید عظمت نے عدالت کے چار مئی کے فیصلے پر عمل درآمد کے حوالے سے دائر مقدمے کی مختصر سماعت کے بعد کہا کہ ''پیشکش منظور کرلی گئی ہے''۔ 4 مئی، 2018 کے اس فیصلے میں کہا گیا تھا کہ سندھ حکومت کی جانب سے ادارہ ترقیات ملیر (MDA) کو زمین دینا، اس زمین کا نجی تعمیراتی کمپنی (بحریہ ٹاؤن) سے تبادلہ کرنا اور 1912 کے کلونائیزیشن آف گورنمنٹ لینڈ ایکٹ کے تحت صوبائی حکومت کے تمام تر اقدامات غیر قانونی ہیں اور ان کی کوئی قانونی حیثیت نہیں ہے۔ فیصلے میں مزید کہا گیا تھا کہ یہ زمین MDA (ایم ڈی اے) کو رہائشی منصوبہ شروع کرنے کے لیے دی گئی تھی لیکن اس طرح کا منصوبہ شروع کرنے کے بجائے ایم ڈی اے نے بحریہ ٹاؤن سے اس زمین کا تبادلہ کرلیا جس نے اس پر رہائشی منصوبہ شروع کردیا۔ عدالت کی جانب سے اس پیشکش کی منظوری نیب کو بحریہ ٹاؤن کے ڈائریکٹر اور حکام کے خلاف کارروائی سے روکتی ہے۔ بحریہ ٹاؤن کراچی کو یہ رقم سات سالوں میں ادا کرنی ہوگی۔ (ڈان، 22 مارچ، صفحہ 1)

بلوچستان:

بلوچستان حکومت نے ضلع گوادر کی تحصیل پسنی میں 36,000 ایکڑ زمین کی موجودہ ملکیت (سیٹلمنٹ) منسوخ کرتے ہوئے اسے حکومتی ملکیت قرار دے دیا ہے۔ باوثوق ذرائع کے مطابق منسوخ کی جانے والی زمین ضلع پسنی کی 19 تحصیلوں میں واقع ہے۔ زمین کے مقامی مالکان نے اس حکومتی فیصلے پر شدید تحفظات کا اظہار کرتے ہوئے دعویٰ کیا ہے کہ حکومتی ملکیت قرار دی گئی زمینیں سرکاری دستاویزات میں ان کے ناموں پر رجسٹرڈ تھیں کیونکہ یہ زمینیں ان کے آباؤ اجداد کی ہیں۔ بلوچستان نیشنل پارٹی (مینگل) کے رکن صوبائی اسمبلی میر حمال کلمتی نے بورڈ آف ریونیو کے فیصلے کی مزمت کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ تیسری

دفعہ ہوا ہے کہ حکومت زمین مالکان کو ان کی زمین سے محروم کررہی ہے۔ (ڈان، 4 فروری، صفحہ 5)

پنجاب:

ایک خبر کے مطابق اوکاڑہ ملٹری فارم کے دیرینہ مسئلے کا جلد حل متوقع ہے۔ پاکستان فوج اور پنجاب حکومت نے قومی کمیشن برائے انسانی حقوق (NCHR) اور مزارعین کی تجاویز پر دو ہفتے میں مسئلہ کو حل کرنے پر اتفاق کیا ہے۔ کمیشن کے چیئرمین ریٹائرڈ جسٹس علی نواز چوہان نے اخبار کو بتایا ہے کہ مزارعین کے خلاف فوجداری مقدمات واپس لیے جائیں گے۔ فصلوں کی بٹائی کے سال 2000 سے پہلے رائج طریقہ کار کو بحال کیا جائے گا اور مزارعین 50 فیصد پیداوار فوج یا حکومت پنجاب کو دینے کا آغاز کریں گے۔ مزارعین کو مالکانہ حقوق نہیں دیے جائیں گے لیکن مستقبل میں کوئی انھیں حراساں نہیں کرے گا اور انھیں زمین سے بے دخل نہیں کیا جائے گا۔ انھوں نے مزید کہا کہ سماعت کے دوران فوج نے تسلیم کیا کہ زمین پنجاب حکومت کی ہے۔ لیکن فوج کا دعویٰ ہے کہ یہ زمین گائے اور گھوڑوں کے چارے کی پیداوار کے لیے فوج کے اختیار میں تھی۔ (ڈان، 1 جنوری، صفحہ 4)

ایک خبر کے مطابق ایوی ایشن ڈویژن کی رپورٹ میں انکشاف کیا گیا ہے کہ پاکستان فضائیہ نے قومی سلامتی کے لیے حاصل کردہ زمین کو رہائشی منصوبے میں تبدیل کردیا ہے جس سے قومی خزانے کو 1.92 بلین روپے کا نقصان ہوا۔ پبلک اکاؤنٹ کمیٹی میں جمع کروائی گئی رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ جانچ پڑتال کے دوران یہ انکشاف ہوا کہ سول ایوی ایشن اتھارٹی (CAA) اپنی 19.21 ایکڑ خالی زمین پاکستان فضائیہ سے خالی نہیں کرواسکی جس نے قومی سلامتی اور ریڈار کی تنصیب کے لیے 2006-07 میں بزور طاقت زمین پر قبضہ کیا تھا۔ تاہم یہی زمین پاک فالکن سوسائٹی کے ارکان کو فروخت کردی گئی جس کے لیے ہر رکن نے زمین اور اس پر ترقیاتی کاموں کے لیے قیمت ادا کی تھی۔ (ڈان، 1 فروری، صفحہ 3)

پنجاب حکومت نے سرمایہ کاروں کو سرکاری زمین پٹے (لیز) پر دینے کے لیے پالیسی تیار کرلی ہے۔ ذرائع

کے مطابق اس پالیسی کا مقصد صوبے میں سرمایہ کاروں کو راغب کرنا ہے۔ محکمہ صنعت نے یہ پالیسی تیار کی ہے جس کی وزیر اعلیٰ پنجاب عثمان بزدار نے منظوری دیدی ہے۔ نئی پالیسی کے مطابق مقامی اور غیر ملکی سرمایہ کاروں کے لیے اب حکومت زمین نہیں خریدے گی بلکہ انھیں سرکاری زمین پٹے پر لینے کی پیشکش کی جائے گی۔ (بزنس ریکارڈر، 24 فروری، صفحہ 5)

وزیر اعظم عمران خان نے پنجاب کے ایک روزہ دورے کے دوران ایک اجلاس کی صدارت کرتے ہوئے پنجاب حکومت کو ہدایت کی ہے کہ زرعی زمین کو کم قیمت رہائشی منصوبوں کے لیے استعمال نہ کیا جائے اور زرعی زمینوں کے بڑے بڑے حصوں پر مکانات کی تعمیر کے بجائے کثیرالمنزلہ گھر تعمیر کیے جائیں۔ (ڈان، 2 مارچ، صفحہ 2)

- زمینی تقسیم

ایک خبر کے مطابق ضلع سانگھڑ میں 2004 میں بے زمین کسانوں کو دی گئی ہزاروں ایکڑ زمین کی منتقلی منسوخ کرکے حکومت نے واپس لے لی ہے۔ ایڈیشنل کمشنر (ریونیو) شہید بینظیر آباد یوسف عباسی نے نیب کی تحقیقات اور محتسب کو موصول ہونے والی شکایات کے تناظر میں اس وقت کے اعلیٰ ضلعی افسر (EDO) کی جانب سے دی گئی زمین کے خلاف کارروائی کی ہے۔ ایڈیشنل کمشنر کے مطابق EDO (ای ڈی او) نے زمین قوائد وضوابط کی خلاف ورزی کرتے ہوئے منتقل کی ہے۔ تعلقہ سانگھڑ کے 26 دیہات میں ہاریوں کو زمین دی گئی تھی اور زیادہ تر کسانوں نے حکومتی واجبات بھی ادا کردیئے ہیں جس کی ادائیگی کے بعد انھیں زمین کی منتقلی کے دستاویز (الاٹمنٹ آرڈر) جاری کیے گئے تھے۔ (ڈان، 5 جنوری، صفحہ 17)

- جنگلات

چیف جسٹس سپریم کورٹ میاں ثاقب نثار کی سربراہی میں تین رکنی بنچ نے سندھ میں جنگلات کی زمین غیر قانونی طور پر پٹے پر دینے کے مقدمے کی سماعت کرتے ہوئے سندھ حکومت پر شدید برہمی کا اظہار کیا

ہے۔ ایڈیشنل ایڈوکیٹ جنرل سندھ نے عدالت کو بتایا کہ 70,000 ایکڑ زمین غیر قانونی طور پر پٹے پر دی گئی ہے۔ 11,000 ایکڑ جنگلات کی زمین کراچی میں جبکہ 4,000 ایکڑ زمین نواب شاہ میں تعمیراتی کمپنیوں کو دی گئی ہے۔ درخواست گزار قاضی اطہر کے مطابق پیپلز پارٹی کے شریک چیئرمین آصف علی زرداری نے محکمہ جنگلات کی 2.8 ملین ایکڑ زمین کو ریونیو لینڈ میں تبدیل کیا تھا جسے بعد میں سندھ حکومت نے معطل کردیا تھا۔ اس وقت کے وزیر اعلیٰ قائم علی شاہ نے عدالتی حکم کے باوجود زمین کا فضائی سروے نہیں کروایا۔ درخواست گزار نے الزام عائد کیا کہ یہ زمین بعد میں اومنی گروپ اور دیگر کو عدالتی حکم کے برخلاف منتقل کردی گئی۔ عدالت نے سماعت نو جنوری تک ملتوی کرتے ہوئے تمام فریقین کو سات جنوری تک رپورٹ مکمل کرنے کی ہدایت کی ہے۔ (بزنس ریکارڈر، 3 جنوری، صفحہ 20)

سندھ کابینہ نے جنگلات کی 70,000 ایکڑ زمین کی منتقلی (الاٹمنٹ) منسوخ کردی ہے اور بااثر افراد کے قبضہ سے 145,245 ایکڑ زمین واگزار کرانے کے لیے کارروائی کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ کابینہ کے اجلاس میں وزیر جنگلات سندھ سید ناصر شاہ نے بتایا ہے کہ 13,000 ایکڑ زمین پہلے ہی غیر قانونی قابضین سے واگزار کروالی گئی ہے۔ (ڈان، 8 جنوری، صفحہ 14)

وفاقی حکومت نے ضلع مانسہرہ میں آزمائشی بنیادوں پر پائیدار و غیر پائیدار جنگلات اور دیگر متعلقہ وسائل کو دستاویزی شکل دینے کا کام شروع کردیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ 5,000 ہیکٹر زمین کی بحالی کا کام بھی شروع کردیا گیا ہے جس پر وزیر اعظم کے شروع کیے گئے منصوبے ''پلانٹ فار پاکستان'' کے تحت بڑے پیمانے پر شجرکاری کی جائے گی۔ جنگلات کے پائیدار انتظام کے منصوبے (سسٹین ایبل فوریسٹ مینجمنٹ) کے پراجیکٹ منیجر فائق خان کا کہنا ہے کہ پائیدار و غیر پائیدار جنگلات کے تمام وسائل جن میں چراگاہوں کے انتظام کا جائزہ، لکڑی کے علاوہ جنگلات سے حاصل ہونے والی دیگر پیداوار اور شکار کے لیے جنگلی حیات اور ماحولیاتی سیاحت کے دیگر منصوبوں کو آئندہ تین سالوں کے دوران تحریری شکل دی جائے گی۔ وزارت موسمی تبدیلی نے 2017 میں اقوام متحد کا ادارہ برائے ترقیاتی پروگرام (UNDP) اور گلوبل

انوائرنمنٹل فسیلٹی کے مالی تعاون سے خیبر پختونخوا، پنجاب اور سندھ میں آٹھ ملین ڈالر کی لاگت سے جنگلات کے پائیدار انتظام کا منصوبہ شروع کیا تھا۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 22 جنوری، صفحہ 6)

وزیر اعلیٰ سندھ سید مراد علی شاہ نے سندھ پولیس کو جنگلات کی زمین اور ہندو برادری کی قبضہ کی گئی زمین واگزار کروانے میں محکمہ جنگلات اور ضلعی انتظامیہ کی مدد کرنے کی ہدایت کی ہے۔ امن و امان کے حوالے سے منعقد کیے گئے اجلاس کے دوران وزیر اعلیٰ سندھ کا کہنا تھا کہ 70,000 ایکڑ جنگلات کی زمین زیر قبضہ تھی جس میں سے 25,000 ایکڑ زمین واگزار کروالی گئی ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 27 فروری، صفحہ 4)

ضلع لاڑکانہ، سندھ میں 11,247 ایکڑ جنگلات کی زمین واگزار کروانے کے لیے بڑی کارروائی کا آغاز کردیا گیا ہے۔ محکمہ جنگلات کے ڈویژنل افسر افتخار آرائیں نے کہا ہے کہ کارروائی کے دوران عملے کو کسی مزاحمت کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔ جنگلات کی زمینوں سے فصلوں کو اکھاڑنے کے لیے ٹریکٹر اور دیگر مشینری کا استعمال کیا گیا۔ محکمہ جنگلات کی لاڑکانہ ڈویژن میں 51,127 ایکڑ زمین ہے جس میں سے 11,247 ایکڑ زمین گزشتہ کئی سالوں سے زیر قبضہ تھی۔ افتخار آرائیں کا مزید کہنا تھا کہ 918 ایکڑ زمین پر چھوٹے گاؤں آباد ہیں۔ ان دیہات کو بھی جنگلات کی زمین سے بیدخل کیا جائے گا۔ سندھ حکومت نے حالیہ ہفتوں میں پٹے (لیز) پر دی گئی جنگلات کی 1,344 ایکڑ زمین کی لیز بھی منسوخ کردی تھی۔ ذرائع کے مطابق کارروائی کے دوران اگر زمین پر فصلیں موجود ہوئیں تو انھیں بھی اکھاڑ دیا جائے گا۔ (ڈان، 10مارچ، صفحہ 17)

محکمہ جنگلات نے گھوٹکی اور سکھر کی ضلعی انتظامیہ کے تعاون سے ایک بڑی کارروائی کے دوران 4,000 ایکڑ سے زیادہ جنگلات کی زمین واگزار کروالی ہے۔ مقامی پولیس کی بھاری نفری کی موجودگی میں حکام نے زمینوں سے ٹیوب ویل اور دیگر زرعی آلات ہٹادیے اور زمین پر کاشت کی جانے والی فصلیں اکھاڑ دیں۔ محکمہ جنگلات کے افسر عارف علی جاگیرانی کے مطابق زمین خالی کرنے کے لیے پیشگی نوٹس جاری

کردیے گئے تھے کہ سندھ حکومت نے زمین کی لیز منسوخ کردی ہے، اس لیے زمین از خود خالی کردی جائے۔ (ڈان 18 مارچ، صفحہ 15)

ایک خبر کے مطابق ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر-1 کی سربراہی میں جامشورو میں ہونے والے ایک اجلاس میں سرکاری زمین کے قابضین کے خلاف کارروائی اور محکمہ ریونیو کے ریکارڈ سے جعلی مندرجہ جات ختم کرنے کے لیے حکمت عملی کو حتمی شکل دینے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ اجلاس میں ضلع میں 13,264 ایکڑ سرکاری زمین واگزار کروانے کے لیے ہونے والی کارروائی پر بھی تفصیلی بات کی گئی۔ محکمہ جنگلات کے ضلعی افسر مختیار علی ملاح نے اجلاس میں بتایا ہے کہ ضلع جامشورو میں 58,479 ایکڑ جنگلات کی زمین ہے جس میں سے 13,264 ایکڑ مین پر اب بھی بااثر افراد کا قبضہ ہے۔ (ڈان، 19 مارچ، صفحہ 17)

ایک اخباری رپورٹ کے مطابق سندھ حکومت سیاسی اثر و رسوخ رکھنے والے افراد سے اربوں روپے مالیت کی جنگلات کی زمین کا قبضہ چھڑانے میں بے بس نظر آتی ہے۔ محکمہ جنگلات کے اعداد و شمار کے مطابق سندھ میں جنگلات کی 80 فیصد زمین پر قبضہ ہوچکا ہے اور بمشکل 100,000 ایکڑ (0.3 فیصد) جنگلات کی زمین بچی ہے۔ سندھ حکومت نے صوبائی آمدنی میں اضافے کے لیے (یوٹیلائزیشن پالیسی کے تحت) تجارتی مقاصد کے لیے ہزاروں درختوں کو کاٹنے کی اجازت دی۔ دیگر وجوہات کے ساتھ ساتھ جنگلات کی کٹائی کی وجہ سے بھی صوبہ بھر میں درجہ حرارت میں ہر سال اضافہ ہورہا ہے۔ سیکریٹری محکمہ جنگلات و جنگلی حیات آصف حیدر شاہ کی جانب سے وزیر اعلیٰ سندھ سید مراد علی شاہ کو پیش کی گئی ایک رپورٹ کے مطابق محکمہ جنگلات کی 145,300 ایکڑ زمین مافیا کے قبضے میں ہے اور 64,500 ایکڑ زمین غیر قانونی طور پر الاٹ کی گئی ہے۔ تاہم اس قبضے کے خلاف کارروائی صرف کاغذوں تک محدود ہے۔ رپورٹ کے مطابق سندھ حکومت نے 05-2004 میں جنگلات کی پالیسی (ایگرو فوریسٹری لیز پالیسی) متعارف کروائی تھی جس کے تحت مقامی شہریوں کو جنگلات کی کچھ زمین کی ملکیت حاصل کرنے کی اجازت دی گئی تھی۔ اس پالیسی کے تحت صوبے کی 72,000 ایکڑ جنگلات کی زمین 35,000 افراد میں تقسیم کی گئی تھی۔ سندھ کابینہ نے

سات جنوری کو غیر قانونی طور پر الاٹ کی گئی 70,000 ایکڑ زمین کی لیز منسوخ کردی تھی اور 145,245 ایکڑ زمین پر قبضہ کرنے والے بااثر افراد کے خلاف کارروائی کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 12 اپریل، صفحہ 4)

پانی

عالمی بینک کی ایک نئی رپورٹ کے مطابق پاکستان میں آبی وسائل سے ہونے والی آمدنی انتہائی کم ہے اور آبی وسائل کا استعمال بھی بہتر طریقے سے نہیں کیا گیا۔ ''پاکستان گیٹنگ مور فرام واٹر'' کے عنوان سے شائع رپورٹ کے مطابق ناقص فراہمی و نکاسی آب، سیلاب اور خشک سالی کی وجہ سے معاشی نقصان کا اندازہ مجموعی قومی پیداوار کا چار فیصد یا سالانہ 12 بلین ڈالر کے برابر ہے۔ اس معاشی نقصان میں سب سے زیادہ حصہ ناقص فراہمی و نکاسی آب پر آنے والی لاگت کا ہے۔ انڈس ڈیلٹا کی انحطاط پزیری سے ہونے والے معاشی نقصان کا اندازہ دو بلین ڈالر سالانہ لگایا گیا ہے جبکہ آلودگی اور ماحولیاتی تباہی سے ہونے والے نقصانات کا تعین نہیں کیا گیا ہے۔ معاشی نقصانات اور فوائد کے پیش کردہ ان اندازوں کا براہ راست اور مجموعی طور پر موازنہ نہیں کیا جاسکتا لیکن یہ اندازے ظاہر کرتے ہیں کہ پاکستان اپنے اہم آبی وسائل سے کم معاشی فوائد حاصل کررہا ہے۔ پاکستان اپنے آبی وسائل کا بہتر استعمال نہیں کررہا ہے اور پانی کا بھاری استعمال زرعی شعبے میں کیا جاتا ہے جس کا مجموعی قومی پیداوار میں پانچواں حصہ ہے۔ چار اہم فصلیں گندم، چاول، کپاس اور گنا جن پر تقریباً 80 فیصد پانی استعمال ہوتا ہے، مجموعی قومی پیداوار میں ان کا حصہ پانچ فیصد (تقریباً 14 بلین ڈالر سالانہ) سے بھی کم ہے۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ پانی اور پانی پر منحصر ماحولیات پر پڑنے والے اثرات پر بہت کم توجہ دی گئی ہے اور دریا، جھیلیں، دلدلی زمین اور انڈس ڈیلٹا تیزی سے سکڑ رہا ہے۔ (ڈان، 28 جنوری، صفحہ 3)

انڈس واٹر کمشنر مہر علی شاہ کی سربراہی میں پاکستان کا تین رکنی وفد دریائے چناب پر بھارت کی جانب سے

تعمیر کیے گئے پن بجلی منصوبوں کا معائنہ کرنے کے لیے کل (27 جنوری سے) بھارت کے دورے کا آغاز کرے گا۔ سندھ طاس معاہدے کے تحت پاکستانی وفد اپنے دورے کے دوران دریائے چناب پر زیرتعمیر لوئر کلنائی اور پاکل دل پن بجلی منصوبوں کا معائنہ کرے گا۔ مہرعلی شاہ کا کہنا ہے کہ بھارت نے دیگر متنازع منصوبوں کے معائنے کی بھی اجازت دینے کا اشارہ دیا ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 26 جنوری، صفحہ 1)

- آبپاشی

ایک خبر کے مطابق آبیانے کی وصولی کو بہتر بنانے اور نادہندگان کے خلاف سخت کارروائی کو یقینی بنانے کے لیے ایک ٹیم (ٹاسک فورس) قائم کردی گئی ہے۔ پنجاب اریگیشن اینڈ ڈرینج اتھارٹی (PIDA) کے ترجمان کا کہنا ہے کہ آبپاشی نظام کی مؤثر دیکھ بھال کے لیے آبیانے کی وصولی کو بہتر کرنے کی ضرورت ہے۔ ٹاسک فورس آبیانے کی وصولی پرنظر رکھے گی اور نادہندگان کو پانی کی ترسیل کے لیے وارہ بندی سے خارج کرنے کے لیے سفارش کرے گی۔ PIDA (پی آئی ڈی اے) کے ایگزیکٹو انجینئروں کو تمام کسان تنظیموں کا ریکارڈ مرتب کرنے کی ہدایت کردی گئی ہے۔ کسانوں کو خریف 2018 کے بل بھیجے جاچکے ہیں اور نادہندگان کی فہرست کو بھی حتمی شکل دی جارہی ہے۔ (ڈان، 9 فروری، صفحہ 2)

ایک خبر کے مطابق دریائے سندھ پر قائم تربیلا ڈیم میں پانی کی سطح انتہائی نچلی سطح تک کم ہوگئی ہے۔ ڈیم میں صرف دو سے تین دن کا پانی موجود ہے کیونکہ ڈیم میں پانی کی آمد 17,300 کیوسک جبکہ انخلاء 30,000 کیوسک ہے۔ تاہم انڈس ریورسسٹم اتھارٹی (IRSA) نے دریائے چناب پر قائم منگلا ڈیم میں ربیع کی فصلوں کے لیے 0.9 ملین ایکڑ فٹ پانی ذخیرہ کرلیا ہے۔ (بزنس ریکارڈر، 28 فروری، صفحہ 16)

چیئرمین قومی عوامی تحریک ایاز لطیف پلیجو نے کہا ہے کہ سندھ کی حکمران جماعت پیپلز پارٹی نے گزشتہ 11 سالوں میں صوبے کی زرعی معیشت کو تباہ کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی ہے۔ چھوٹے زمینداروں کا پانی روک کر انھیں اپنی زمینیں پیپلز پارٹی کے رہنماؤں کو فروخت کرنے پر مجبور کیا جارہا ہے۔ پانی کی ترسیل

روک کر قبضہ مافیا کے لیے زرخیز زمین کوڑیوں کے مول خریدنے کی راہ ہموار کی جارہی ہے۔ انھوں نے مزید کہا کہ بدین اور دیگر اضلاع میں پیپلزپارٹی سے تعلق رکھنے والے جاگیرداروں نے بزور طاقت 90 فیصد نہری پانی کو غیر قانونی طریقوں سے اپنی زمینوں کی طرف موڑ دیا ہے۔ ایاز لطیف پلیجو نے مطالبہ کیا ہے کہ سندھ اریگیشن اینڈ ڈرینج اتھارٹی (SIDA) اور محکمہ آبپاشی حکام کی جانب سے نہری پانی کی چوری اور نہروں میں قائم کی گئی رکاوٹیں فوری ختم کی جائیں۔ (ڈان، 14 مارچ، صفحہ 17)

حکام کو طویل عرصے بعد یکم اپریل کو شروع ہونے والے خریف کے موسم میں پانی کی دستیابی میں بہتری کی توقع ہے۔ تاہم صوبوں کے درمیان پانی کی تقسیم پر تحفظات اب تک حل طلب ہیں۔ چیئرمین IRSA (ارسا) کی صدارت میں ہونے والے اجلاس میں 108.67 ملین ایکڑ فٹ پانی کے بہاؤ کا اندازہ لگایا گیا ہے جو گزشتہ سال 88.04 ملین ایکڑ فٹ کے مقابلے 23 فیصد زیادہ ہے۔ پانی کے بہاؤ میں ہونے والے متوقع زیاں کے بعد آبپاشی کے لیے 80 ملین ایکڑ فٹ پانی کی دستیابی کا امکان ہے جو گزشتہ سال کے (61.37 ملین ایکڑ فٹ) مقابلے 30 فیصد زیادہ ہے۔ پیشنگوئی کے مطابق خریف کے آغاز میں 14 فیصد پانی کی کمی کا خدشہ ہے جبکہ خریف کی درمیانی مدت (جولائی۔ اگست) میں یہ کمی چھ فیصد ہوگی۔ (بزنس ریکارڈر، 3 اپریل، صفحہ 21)

ارسا کے مطابق اس سال ملک میں گزشتہ ماہ تک ہونے والی بھاری برفباری کی وجہ سے دریاؤں میں پانی کا بہاؤ بڑھ رہا ہے۔ دریا میں پانی کا بہاؤ 156,400 کیوسک ریکارڈ کیا گیا ہے جو گزشتہ سال 92,600 کیوسک تھا۔ آبی ذخائر کی صورتحال بھی ماضی کے مقابلے بہت بہتر ہے جو اس وقت گزشتہ سال 0.143 ملین ایکڑ فٹ کے مقابلے 1.185 ملین ایکڑ فٹ ہے۔ ارسا نے پچھلے ہفتے خریف کے آغاز پر سندھ اور پنجاب میں 14 فیصد پانی کی کمی کا عندیہ دیا تھا تاہم اب یہ کمی خریف کے آخر تک کم ہوکر چھ فیصد ہوجائے گی۔ (بزنس ریکارڈر، 11 اپریل، صفحہ 3)

برف پگھلنے اور بارشوں کی وجہ سے ملک کے دو بڑے آبی ذخائر تربیلا اور منگلا میں پانی کی سطح بڑھ رہی ہے۔ سرکاری رپورٹ کے مطابق تربیلا ڈیم میں پانی کی سطح 1417.23 فٹ تک پہنچ گئی ہے جبکہ اس کی پانی ذخیرہ کرنے کی حد 1,550 فٹ ہے۔ اسی طرح منگلا ڈیم میں اس وقت پانی کی سطح 1140.90 فٹ ہے جبکہ انتہائی حد 1,242 فٹ ہے۔ (ڈان، 20 اپریل، صفحہ 2)

- پن بجلی ڈیم

حکومت بلوچستان نے ضلع خاران میں گروک ڈیم کی تعمیر میں حائل تمام رکاوٹیں دور کردی ہیں اور جلد ہی ڈیم کی تعمیر شروع کرنے کا اعلان کیا ہے۔ بلوچستان حکومت کے جاری کردہ بیان کے مطابق گروک ڈیم کی تعمیر 2009 سے تاخیر کا شکار ہے۔ منصوبہ پر کل 10 بلین روپے لاگت کا تخمینہ ہے جس کا 90 فیصد وفاقی حکومت ادا کریگی۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 10 جنوری، صفحہ 7)

تربیلا ڈیم:

ایک خبر کے مطابق اگلے ہفتے کے اختتام تک تربیلا ڈیم میں پانی کا ذخیرہ انتہائی نچلی سطح (ڈیڈ لیول) تک کم ہونے کا امکان ہے۔ ڈیم میں پانی کی سطح 1393.35 فٹ ہے جو انتہائی سطح (ڈیڈ لیول) سے صرف 1.35 فٹ کی دوری پر ہے۔ تاہم ارسا اس صورتحال کو پریشان کن نہیں سمجھتی۔ ارسا کو توقع ہے کہ اگلے ماہ اور مون سون کے آغاز پر درجہ حرارت میں اضافہ ہوگا اور برف پگھلنے سے ڈیم میں پانی کی سطح واضح طور پر بلند ہو جائے گی۔ (ڈان، 17 مارچ، صفحہ 5)

- پانی کی قلت

سندھ آباد گار بورڈ (SAB) نے عبدالمجید نظامانی کی زیر صدارت اجلاس میں ربیع کے موسم میں پانی کی قلت پر سخت تنقید کی ہے جس سے کھڑی فصلیں متاثر ہورہی ہیں۔ حالانکہ چھ جنوری سے بیراجوں کی سالانہ بندش شروع ہورہی ہے لیکن 20 دسمبر سے نہروں میں پانی دستیاب نہیں ہے۔ بیراجوں کی سالانہ

بندش کے باوجود نہروں کی صفائی کا کام نہیں کیا جاتا اور اس مقصد کے لیے مختص کیے جانے والے کئی ملین روپے بدعنوان افسران کھا جاتے ہیں۔ اجلاس میں نہری نظام پر پنجاب کی طرز پر پانی کی جانچ کا نظام (ٹیلی میٹری سسٹم) نصب کرنے کا مطالبہ کیا گیا ہے تاکہ پانی کی منصفانہ تقسیم کو یقینی بنایا جاسکے۔ (ڈان، 6 جنوری، صفحہ 17)

سندھ آباد گار اتحاد (SAI) نے ضلع بدین میں پانی کی قلت پر شدید تحفظات کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ بدین میں پانی کی شدید کمی سے کسان اور گھریلو صارفین دونوں برابر متاثر ہورہے ہیں۔ SAI (ایس اے آئی) کے صدر نواب زبیر تالپور کی سربراہی میں ہونے والے اجلاس میں یہ بات سامنے آئی کہ مال مویشی رکھنے والے کسان پانی کی تلاش میں دیگر علاقوں کی طرف نقل مکانی پر مجبور ہیں۔ ہزاروں ایکڑ پر کھڑی فصلوں کی تباہی کا خطرہ ہے جس سے کسانوں کو لاکھوں روپے کا نقصان ہوسکتا ہے۔ بدین کو پانی فراہم کرنے والی نہریں گزشتہ چھ ماہ سے خشک پڑی ہیں۔ (ڈان، 20 مارچ، صفحہ 17)

سندھ مدرستہ اسلام یونیورسٹی میں پائیدار ترقی اور ماحولیات پر ہونے والی قومی کانفرنس میں ماہرین نے کہا ہے کہ پاکستان میں پانی کی دستیابی گزشتہ 70 سالوں کے مقابلے پہلے ہی پانچ گنا کم ہوچکی ہے اور 2025 تک اس میں مزید 14 فیصد کمی ہوگی۔ نیشنل یونیورسٹی آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی کے پروفیسر عمران ہاشمی کے مطابق 2025 تک فی کس پانی کی دستیابی کم ہوکر 860 مربع میٹر ہونے کا خدشہ ہے جو 2016 میں 1,000 مربع میٹر فی کس تھی۔ دریاؤں میں پانی کا بہاؤ 41 فیصد برفانی پہاڑوں کے پگھلنے، 22 فیصد برفباری اور 27 فیصد بارشوں پر منحصر ہے۔ 50 ملین ایکڑ فٹ پانی زمین سے نکالا جاتا ہے جو پہلے ہی پانی کے اخراج کی پائیدار حد سے تجاوز کرچکا ہے۔ پاکستان میں اندازاً سالانہ 46 ملین ایکڑ فٹ پانی ضائع ہوجاتا ہے۔ انھوں نے مزید کہا کہ پاکستان کی 84 فیصد آبادی کو پینے کے صاف پانی تک رسائی حاصل نہیں ہے۔ (ڈان، 30 مارچ، صفحہ 16)

سندھ حکومت کی جانب سے بدین میں پانی کی قلت کے حوالے سے قائم کی گئی 19 رکنی تکنیکی کمیٹی نے ڈپٹی کمشنر کو آگاہ کیا ہے کہ کمیٹی اپنی رپورٹ پیش نہیں کرسکتی کیونکہ اس کا کام ابھی مکمل نہیں ہوا ہے۔ کمیٹی نے اپنا کام مکمل کرنے کے لیے مزید تین ماہ کا وقت دینے کا مطالبہ کیا ہے۔ کمیٹی کے سربراہ ادریس راجپوت نے ڈپٹی کمشنر کے دفتر میں اجلاس کے دوران بتایا ہے کہ کمیٹی کے اراکین آبی ماہرین کے ہمراہ دیگر شراکت داروں سے پانی کے مسئلے پر بات چیت کررہے اور اس وقت ان علاقوں کا دورہ کررہے ہیں جہاں پانی روکے جانے کی اطلاع ہے۔ ان کا مزید کہنا تھا کی SIDA (سیڈا) کے عہدیداروں کے مطابق انھوں نے پانی کے بہاؤ میں آنے والی رکاوٹوں کو ختم کردیا ہے لیکن کسان رہنماء اس دعوے کو رد کرتے ہیں۔ (ڈان، 24 اپریل، صفحہ 17)

کسان / مزدور

ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن کورٹ میرپور خاص نے ناؤکوٹ کے علاقے سائیں پھاٹک سے بازیاب کروائے گئے 21 ہاریوں کو رہا کردیا جن میں عورتیں اور بچے بھی شامل ہیں۔ عدالت نے ایک ہاری گومو کولہی کی درخواست پر پولیس کو چھاپہ مارنے کا حکم دیا تھا۔ درخواست گزار کا کہنا تھا کہ اس کا اور دیگر کئی خاندان زمیندار بھگوان داس کی زمینوں پر جبری مشقت پر مامور ہیں۔ رہائی سے پہلے عدالت کی جانب سے تمام خاندانوں کے سربراہان کا بیان درج کرلیا گیا ہے۔ (ڈان، 27 مارچ، صفحہ 17)

II۔ زرعی مداخل

صنعتی طریقہ زراعت

پاکستان کسان اتحاد (PKI) کے صدر خالد محمود کھوکھر نے ایک مشاورتی اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے حکومت پر زرعی تحقیق کے لیے مختص رقم میں اضافے، زرعی قرضوں پر شرح سود کم کرنے اور اہم فصلوں کی امدادی قیمت مقرر کرنے پر زور دیا ہے۔ انھوں نے مزید کہا کہ زرعی قرضوں پر شرح سود پانچ فیصد سے

زیادہ نہیں ہونی چاہیے جو اس وقت 14 فیصد ہے۔ جبکہ زرعی تحقیق کے لیے مختص رقم مجوعی قومی پیداوار کے ایک فیصد کے برابر ہونی چاہیے جو اس وقت 0.2 فیصد ہے۔ کیمیائی کھاد اور دیگر مداخل خصوصاً زرعی زہر کی قیمتیں بڑھ گئی ہیں جنہیں کم کرکے بھارت کے برابر لانا چاہیے۔ اس کے علاوہ زرعی زہر کی درآمد پر 30 فیصد زرتلافی دی جانی چاہیے۔ انھوں نے مطالبہ کیا کہ حکومت زرعی مشینری اور آلات پر عائد پانچ فیصد سیلز ٹیکس ختم کرے۔ (بزنس ریکارڈر، 22 فروری، صفحہ 2)

بیج

- ہائبرڈ بیج

جولائی سے شروع ہونے والے خریف کے اگلے موسم میں ہائبرڈ چاول کی کم از کم 12 اقسام کاشت کے لیے دستیاب ہوں گی۔ نئی اقسام کو پاکستان ایگریکلچرل ریسرچ کونسل (PARC) کی بیج کی جانچ کرنے والی کمیٹی (ورائٹی ایویلوایشن کمیٹی) نے منظور کیا ہے۔ اب تک چاول کی 130 مختلف اقسام تیار کی گئی ہیں جن میں سے 12 اقسام ملک میں چاول کے پیداواری علاقوں میں کاشت کی گئی ہیں۔ ان اقسام کے علاوہ کھلی زیرگی کی حامل چاول کی ایک قسم کو تجارتی طور پر کاشت کرنے کی منظوری بھی دی گئی ہے۔ (ڈان، 14 فروری، صفحہ 10)

بیج تیار کرنے والی کمپنی ایم کے سیڈ پروڈکشن نے چاول کی پیداوار کو متاثر کرنے والی دو اہم بیماریوں بیکٹریل لیف بلائٹ اور لیف بلاسٹ کے خلاف مدافعت رکھنے والی چاول کی دو ہائبرڈ اقسام تیار کی ہیں۔ کمپنی کے سربراہ سجاد ملک کا کہنا ہے کہ انھوں نے اس سال مختلف مقامات پر آزمائش کے لیے تیاری مکمل کرلی ہے۔ ابتدائی طور پر ان اقسام کو پنجاب میں تین اور سندھ میں دو مقامات پر کاشت کرنے کی منصوبہ بندی کی گئی ہے۔ نئی ہائبرڈ اقسام پاکستانی سائنسدانوں کی مقامی طور پر کی گئی تحقیق کا نتیجہ ہیں۔ (بزنس ریکارڈر، 24 مارچ، صفحہ 5)

- جینیاتی بیج

ایک مضمون کے مطابق ایوان وزیر اعظم نے اعلان کیا ہے کہ عالمی زرعی اور غذائی کمپنی ''کارگل'' پاکستان میں اگلے دو سے پانچ سالوں میں 200 ملین ڈالر کی سرمایہ کاری کرے گی۔ یہ اعلان وزیر اعظم عمران خان کی کمپنی کے دو اعلیٰ افسران سے ملاقات کے بعد سامنے آیا۔ کم از کم ان لوگوں کو جو دیو ہیکل بائیو ٹیکنالوجی کمپنیوں کے بارے میں بہت تھوڑی معلومات رکھتے ہیں انھیں یہ سب بے ضرر نظر آ رہا تھا۔ ان کمپنیوں میں سے ایک کمپنی مونسانٹو، جینیاتی تبدیلی کی حامل فصلوں (GMO's) کی بانی ہے جس نے دنیا بھر میں کئی فصلوں اور کسانوں کو خوفناک تباہی سے دوچار کیا۔ اب کم از کم دنیا کے 35 ممالک نے GMO's (جی ایم اوز) پر پابندی عائد کردی ہے۔ یقیناً ہمارے سیاسی رہنماء اس طرح کے معاملات سے واقف نہیں ہیں لیکن خوش قسمتی سے وزارت قومی غذائی تحفظ و تحقیق میں ایسے صاحب علم موجود ہیں، یہی وجہ ہے کہ انھوں نے اس (جینیاتی ٹیکنالوجی) پر مزاحمت کی ہے۔ اب امریکن بزنس کونسل آف پاکستان (ABC) جو 64 کمپنیوں کی نمائندگی کرتی ہے، وزیر اعظم سے جینیاتی مکئی کی کاشت کی اجازت حاصل کرنے کی کوشش میں ہے۔ یہ امریکی کمپنیاں چاہتی ہیں کہ ان کے (جینیاتی فصلوں کے فروغ کے) متنازع منصوبوں پر عمل درآمد میں حائل رکاوٹیں ختم ہوجائیں۔ اچھی خبر یہ ہے کہ پاکستان کسان مزدور تحریک (PKMT) نے اس سلسلے میں ایک پریس ریلیز ''جینیاتی مکئی نامنظور'' کے عنوان سے جاری کی ہے۔ PKMT (پی کے ایم ٹی) نے پاکستان میں جینیاتی مکئی کی کاشت کو رد کرنے کے وزارت قومی غذائی تحفظ وتحقیق کے موقف کی واضح حمایت کی ہے۔ بیج کمپنیوں اور جی ایم اوز پر پی کے ایم ٹی کا اپنا موقف گزشتہ ایک دہائی سے واضح ہے کہ یہ کمپنیاں کسانوں کے بیج کے اجتماعی حق کی خلاف ورزی کرتی ہیں اور چھوٹے و بے زمین کسانوں کو کنگال کردیں گی۔ سیڈ ایسوسی ایشن آف پاکستان (SAP) نے بھی ملک میں جینیاتی مکئی کی کاشت کی شدید مخالفت کی ہے۔ غیر سرکاری سماجی تنظیمیں (سول سوسائٹی) بھی جینیاتی مکئی کی کاشت کے خلاف بھرپور مزاحمت کے لیے تیار ہیں۔ (زبیدہ مصطفیٰ، ڈان، 1 مارچ، صفحہ 9)

جینیاتی مکئی کے بیج تیار کرنے والوں اور کچھ سرکاری سائنسدانوں کے علاوہ کسان، خوراک تیار کرنے والی

کمپنیاں، مقامی بیج کمپنیاں اور اس فصل سے جڑے دیگر شراکت دار ملک میں جینیاتی مکئی کی پیداوار کو سختی سے مسترد کر چکے ہیں۔ اس سلسلے میں فروری میں ABC (اے بی سی) کے وفد نے وزیر اعظم عمران خان سے ملاقات میں وزارت قومی غذائی تحفظ و تحقیق کی جانب سے عدم تعاون پر اپنے تحفظات کا اظہار کیا تھا۔ جینیاتی مکئی کی پاکستان میں کاشت کے حوالے سے ہونے والے ایک اہم اجلاس میں SAP (سیپ) کے نمائندوں نے پاکستان میں اس کی کاشت کی اجازت دینے کی سخت مخالفت کرتے ہوئے دعویٰ کیا ہے کہ جینیاتی مکئی کی کاشت سے پیداوار میں اضافے کے حوالے سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ ان کا یہ بھی کہنا تھا کہ کئی ممالک نے اس متنازع ٹیکنالوجی کے استعمال کی اجازت نہیں دی ہے۔ پاکستان میں مکئی سے مختلف مصنوعات بنانے اور برآمد کرنے والی سب سے بڑی کمپنی رفحان میز کے نمائندے خالد عزیز کا کہنا ہے کہ پاکستان کی برآمدات کا دارو مدار غیر جینیاتی مکئی پر ہے۔ سیکریٹری وزارت قومی غذائی تحفظ و تحقیق نے کہا ہے کہ ان کی وزارت کا سوال یہ ہے کہ ملک میں جینیاتی مکئی کی کاشت کی تجارتی بنیادوں پر اجازت کیوں دی جائے جبکہ اس سے پیداوار میں کوئی واضح اضافہ نہیں ہوگا، ناپیداواری اخراجات میں کمی ہوگی اور نا ہی درآمدات میں۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 26 مارچ، صفحہ 20)

وزارت قومی غذائی تحفظ و تحقیق نے وزیر اعظم عمران خان کو ملک میں خوراک میں جی ایم اوز متعارف کرنے کے حوالے سے سمری ارسال کردی ہے۔ قومی اسمبلی کی قائمہ کمیٹی برائے قومی غذائی تحفظ و تحقیق میں سیکریٹری ڈاکٹر محمد ہاشم پوپلزئی نے کہا ہے کہ حکومت حتمی فیصلہ کرے گی کہ جینیاتی خوراک متعارف کروائی جائے یا نہیں۔ انھوں نے مزید کہا کہ خوراک میں جینیاتی ٹیکنالوجی متعارف کروانے سے پاکستان اپنی غذائی اشیاء ان ممالک کو برآمد نہیں کرسکے گا جہاں جینیاتی خوراک پر پابندی ہے۔ اس موقع پر رکن قومی اسمبلی راؤ محمد اجمل خان کا کہنا تھا کہ جن ممالک نے جینیاتی ٹیکنالوجی متعارف کرنے کی اجازت دی تھی ان کے پاس اب مزید جدید ٹیکنالوجی ہے جبکہ ''ہم اب تک سوچ رہے ہیں کہ (خوراک میں) جینیاتی ٹیکنالوجی متعارف کروائی جائے یا نہیں''۔ (بزنس ریکارڈر، 30 مارچ، صفحہ 5)

ایک اخباری رپورٹ کے مطابق حکومت بظاہر مقامی بیج کمپنیوں کے دباؤ کی وجہ سے ملک میں جینیاتی بیج کے استعمال میں تاخیر کررہی ہے جو فصلوں کی پیداوار میں اضافہ کرسکتے ہیں۔ جدید زرعی ٹیکنالوجی پر کام کرنے والے سائنسدان کہتے ہیں کہ پالیسی سازوں کو سائنسدانوں کی رائے پر غور کرنا چاہیے بجائے اس پر لاحاصل بحث کا آغاز کرنے کے۔ ''اگر ہم جینیاتی مکئی کی مثال لیں تو حکومت اس حوالے سے فیصلہ کرتے ہوئے شک و شبہ کا شکار ہے حالانکہ تمام ضروری جانچ کے عمل کو بیج کے قانون میں شامل کیا گیا ہے اور تمام ضوابط جینیاتی کپاس کی ایک سے زائد بار منظوری کے دوران پورے کیے گئے ہیں۔ مقامی بیج کمپنیاں جان بوجھ کر اپنے تجارتی مفادات کے لیے اسے ایک مسئلہ بنارہی ہیں''۔ (بزنس ریکارڈر، 10 اپریل، صفحہ 7)

کھاد

صدر ایوان زراعت سندھ (SCA) قبول کاتھیان کی سربراہی میں ہونے والے ایک اجلاس میں وفاقی وزیر خزانہ کی جانب سے اعلان کردہ معاشی پیکج کو مسترد کرتے ہوئے یوریا کی قیمت میں 200 روپے فی بوری کمی کو نامناسب قرار دیا گیا ہے۔ PTI (پی ٹی آئی) کی حکومت سے پہلے یوریا کی (50 کلوگرام کی) بوری 1,380 روپے جبکہ ڈی اے پی (DAP) کھاد کی بوری 2,800 روپے میں فروخت ہورہی تھی جو اب بلترتیب 1,850 اور 3,800 میں فروخت ہورہی ہے۔ انھوں نے مزید کہا کہ کیمیائی کھاد کی قیمتوں میں 200 روپے فی بوری کمی کسانوں کے ساتھ کسی مذاق سے کم نہیں ہے۔ (ڈان، 28 جنوری، صفحہ 15)

ایک خبر کے مطابق وفاقی حکومت نے کھاد کے کارخانوں سمیت بجلی بنانے والے آزاد اداروں اور دیگر کارخانوں کے لیے (2012-18 سات سالوں پر مشتمل) گیس انفرا اسٹرکچر ڈیولپمنٹ سیس (GIDC) کی مد میں واجب الادا 50 فیصد رقم معاف کردی ہے۔ یہ فیصلہ وزیر اعظم عمران خان کی سربراہی میں ہونے والے کابینہ کے اجلاس میں پیٹرولیم ڈویژن کی جانب سے تیار کردہ سمری پر کیا گیا۔ (بزنس ریکارڈر، 9 فروری، صفحہ 1)

SCA (ایس سی اے) نے پی ٹی آئی کے اقتدار میں آنے کے بعد کیمیائی کھاد کی قیمتوں میں کئی گنا اضافے کی مزمت کی ہے۔ ایس سی اے کے نائب صدر نبی بخش سہتو نے کہا ہے کہ آٹھ ماہ پہلے یوریا کی بوری کی قیمت 1,350 روپے تھی جو اس وقت 1,850 روپے ہے۔ اگر یوریا کی قیمت اس ہی شرح سے بڑھتی رہی تو اگلے دو ماہ میں قیمت 2,000 روپے فی بوری تک پہنچ جائے گی۔ انھوں نے مزید کہا کہ ایک طرف یوریا کی قیمت بلا روک ٹوک بڑھ رہی ہے اور دوسری طرف کھاد کے تاجر ذخیرہ اندوزی کے خلاف قوانین کے عدم نفاذ کی وجہ سے کھاد ذخیرہ کرکے زائد قیمت پر فروخت کررہے ہیں۔ ایس سی اے نے مطالبہ کیا ہے کہ وفاقی حکومت کمپنیوں کی طرف سے یوریا کی مطلوبہ مقدار کی ترسیل کو یقینی بنائے اور اگر کھاد کی صنعتیں مطلوبہ مقدار فراہم نہیں کرسکتیں تو انھیں وقت پر اس کی درآمد کے لیے آگاہ کرنا چاہیے۔
(دی ایکسپریس ٹریبیون، 18 مارچ، صفحہ 5)

زرتلافی

رواں موسم کے لیے جاری کردہ زرعی پالیسی کے تحت جنوبی پنجاب کے کسانوں کو منظور شدہ کپاس کے بیج کی خریداری پر زرتلافی فراہم کی جائے گی۔ ملتان، خانیوال، لودھراں، بھاولنگر، بھاولپور، رحیم یار خان، ڈیرہ غازی خان، لیہ، مظفرگڑھ اور راجن پور کے کسان اس زرتلافی کے لیے اہل ہوں گے۔ یوبی۔ 2013، ایف ایچ لالہ زار، ایف ایچ 142، بی ایس 15 اور ایم این ایچ 886 جیسے منظور شدہ بیجوں پر زرتلافی بڑھائی جائے گی۔ کسانوں کو پنجاب سیڈ کارپوریشن، بابا فرید کارپوریشن، نیلم سیڈز، جالندھر پرائیوٹ لمیٹڈ اور ہرل سیڈ کارپوریشن سے زرتلافی کی پرچی کے حامل بیج کے تھیلے خریدنے ہوں گے۔ کسان کو زرتلافی کے حصول کے لیے اس پرچی پر درج نمبر اور اپنا قومی شناختی کارڈ نمبر 80709 پر بذریعہ پیغام (ایس ایم ایس) بھیجنا ہوگا۔ (بزنس ریکارڈر، 13 مارچ، صفحہ 16)

کسانوں نے دوسرے ضمنی (بجٹ) مالیاتی ترمیمی بل 2019 پر عدم اطمینان کا اظہار کیا ہے۔ اس بل میں

زرعی شعبہ کے لیے کوئی مراعات نہیں ہیں۔ کسانوں نے حکومت پر زرعی شعبہ کے تحفظ کے لیے سخت اقدامات اٹھانے پر زور دیا ہے۔ PKI (پی کے آئی) کے صدر خالد محمود کے مطابق کسان تنظیموں نے مالیاتی بل میں زرعی شعبہ کو مراعات نہ دینے کے خلاف احتجاج کی منصوبہ بندی کی تھی۔ تاہم پاکستان و بھارت کے درمیان جاری کشیدگی کی وجہ سے احتجاج ملتوی کردیا گیا۔ ان کا کہنا تھا کہ زرعی قرضوں پر عائد ٹیکس کو 39 فیصد سے کم کرکے 20 فیصد کرنے کے فیصلہ سے کسانوں کونہیں بلکہ بینکاری شعبہ کو فائدہ ہوگا۔ اس کے علاوہ تمام ڈیزل انجن کی درآمد پر عائد درآمدی (ریگولیٹری) ڈیوٹی کو 17 فیصد سے کم کرکے پانچ فیصد کرنے سے بھی زرعی پیداوار میں اضافہ نہیں ہوگا کیونکہ کسان ڈیزل انجن درآمد نہیں کرتے ہیں بلکہ مقامی تیار کردہ انجن خریدتے ہیں۔ اگر حکومت زرعی شعبہ کو فائدہ پہنچانا چاہتی ہے تو اسے کیمیائی کھاد (فرٹیلائزر) کی قیمتوں میں کمی، زرعی منڈیوں سے آڑھتیوں کا خاتمہ اور زرعی مداخل پر آنے والی لاگت پر قابل ذکر مراعات فراہم کرنا ہوں گی۔ (بزنس ریکارڈر، 8 مارچ، صفحہ 7)

زرعی قرضے

سندھ حکومت نے وفاقی حکومت پر زور دیا ہے کہ صوبہ سندھ کے آفت زدہ آٹھ اضلاع کے کسانوں کے زرعی قرضے معاف کردیے جائیں۔ وزیر زراعت سندھ اسماعیل راہو نے ذرائع ابلاغ سے بات کرتے ہوئے کہا ہے کہ انھوں نے سندھ حکومت کی جانب سے وزیر اعظم عمران خان کو لکھے گئے خط میں قرض معاف کرنے کی درخواست کی ہے۔ خط میں جن آٹھ اضلاع کی وضاحت کی گئی ہے ان میں بدین، ٹھٹھہ، تھرپارکر، عمرکوٹ، دادو، جامشورو، سانگھڑ اور قمبر شہداد کوٹ شامل ہیں۔ (ڈان، 3 فروری، صفحہ 17)

پسماندہ علاقوں کے مسائل کے حوالے سے سینیٹ کمیٹی نے زرعی ترقیاتی بینک لمیٹڈ (ZTBL) کو کسانوں سے قرض پر وصول کیے جانے والے سود میں کمی کرنے کی تجویز دی ہے۔ سینٹر محمد عثمان خان کاکڑ کی سربراہی میں کمیٹی نے بینک کی بارانی اور نہری زمین کے کاشتکاروں سے ایک ہی شرح سے سود وصول

کرنے کی موجودہ پالیسی پر بھی عدم اطمینان کا اظہار کیا۔ کمیٹی چیئرمین محمد عثمان کاکڑ کا کہنا تھا کہ پسماندہ علاقوں کی تلافی ہونی چاہیے، سینیٹ نے بلوچستان کے چھوٹے کسانوں کے تقریباً دو بلین روپے کے قرضہ جات معاف کرنے کی قرارداد منظور کی تھی کیونکہ وہاں خشک سالی نے زرعی شعبہ کو متاثر کیا ہے۔ تاہم بینک نے اس حوالے سے اب تک کچھ نہیں کیا۔ خشک سالی کی وجہ سے کسان نادہندہ ہوگئے۔ تقریباً ایک ملین پھلوں کے درخت تباہ ہوگئے اور کسان اپنے 9.3 ملین مال مویشیوں سے محروم ہوگئے ہیں۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 29 مارچ، صفحہ 7)

وفاقی زرعی کمیٹی کے اجلاس میں بتایا گیا ہے کہ کسانوں کو زرعی قرضوں کی فراہمی میں صوبہ بلوچستان تمام صوبوں سے پیچھے ہے۔ بلوچستان کے کسانوں نے ZTBL (زیڈ ٹی بی ایل) اور دیگر تجارتی بینکوں سے اپنے حصے کا صرف 1.1 فیصد زرعی قرضہ لیا ہے جبکہ صوبہ پنجاب نے اپنے حصے کا 66 فیصد یعنی 590 بلین روپے بینکوں سے زرعی قرضہ لیا۔ دستاویزات کے مطابق مالی سال 19-2018 میں ملک بھر میں کسانوں نے زرعی قرضہ جات کے لیے کل مختص رقم 1,250 بلین روپے میں سے 701 بلین روپے کے زرعی قرضے حاصل کیے۔ پنجاب کے لیے مختص 890 بلین روپے میں سے 590 بلین روپے، سندھ میں 261.5 بلین روپے میں سے 97.9 بلین روپے، خیبر پختونخوا میں 43 بلین روپے میں سے 10.2 بلین روپے کا کسانوں نے قرض حاصل کیا۔ بلوچستان کے کسانوں کے لیے 50 بلین روپے مختص کیے گئے تھے جس میں سے صرف 0.6 بلین روپے کے زرعی قرضے جاری ہوئے۔ آزاد کشمیر کے کسانوں نے مختص کردہ 2.4 بلین روپے میں سے 2.3 بلین روپے اور گلگت بلتستان میں مختص کردہ 3.2 بلین روپے میں سے 0.4 بلین روپے کے زرعی قرضے جاری کیے گئے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 19 اپریل، صفحہ 7)

زرعی مشینری

بیلاروس کے نائب وزیر ڈمٹری کورچک نے کہا ہے کہ ان کا ملک پاکستان میں مشترکہ طور پر ٹریکٹر اور دیگر

زرعی مشینری تیار کرنے کا خواہشمند ہے۔ وفاقی وزیر قومی غذائی تحفظ و تحقیق صاحبزادہ محبوب سلطان سے بیلاروس کے وفد کی ملاقات کے دوران دو طرفہ سرمایہ کاری کے مواقع پر بات چیت کی گئی۔ 2017-18 میں بیلاروس سے پاکستان کی درآمد کا حجم 45.13 ملین ڈالر تھا جو زیادہ تر ٹریکٹر کی درآمد پر مشتمل ہے۔ (ڈان،20 فروری، صفحہ 10)

III۔ غذائی فصلیں، پھل سبزی، نقدآور فصلیں و اشیاء

اقوام متحدہ کا ادارہ برائے خوراک و زراعت (FAO) کی جاری کردہ ایک رپورٹ کے مطابق پاکستان میں سال 2018 میں اجناس کی پیداوار بشمول گندم، چاول اور مکئی چھ فیصد کمی کے بعد اوسط 42 ملین ٹن ہوگئی ہے۔ پیداوار میں کمی گزشتہ سال 2017 کے مقابلے کمی ہوئی جس میں بہتر موسم، پانی کی مناسب فراہمی، کیمیائی کھاد اور دیگر زرعی مداخل تک رسائی کے باعث ریکارڈ پیداوار ہوئی تھی۔ (ڈان، 11 جنوری، صفحہ 10)

ایک خبر کے مطابق پاکستان کا نظر انداز شدہ زرعی شعبہ بحرانی صورتحال کا سامنا کررہا ہے۔ کئی فصلوں کی قیمتوں میں مقامی منڈی میں کمی دیکھی گئی ہے جبکہ ان فصلوں میں استعمال ہونے والے مداخل کی قیمتیں آسمان سے باتیں کررہی ہیں۔ آلو، ٹماٹر، پیاز اور دیگر پیداوار کی قیمتیں کم ہورہی ہے جس سے شہروں میں رہنے والوں کو تو سستی اشیاء مل رہی ہے لیکن اس کا بھاری خمیازہ دیہات میں رہنے والے کسان ادا کررہے ہیں جو اپنی پیداواری لاگت بھی پوری نہیں کرسکتے۔ غذائی اجناس کی قیمتوں میں دسمبر 2018 میں کوئی اضافہ نہیں ہوا ہے جبکہ دوسری طرف ڈیزل، کھاد اور زہریلے اسپرے کی قیمتوں میں بھاری اضافہ ہوا ہے۔ (دی نیوز، 13 جنوری، صفحہ 2)

وزیر زراعت پنجاب نعمان احمد لنگریال نے کہا ہے کہ اعلیٰ قدر والی باغبانی اور زرعی پیداوار انتہائی منافع بخش کاروبار ہے جس سے ملازمت کے مواقع میں اضافہ ہوتا ہے اور زرعی شعبہ میں تجارت کے عمل کو

فروغ ملتا ہے۔ وزیر زراعت محکمہ زراعت کے زیر اہتمام ایکسپو سینٹر لاہور میں منعقد کی گئی دو روزہ نمائش ''پاکستان ہورٹی ایکسپو 2019'' کے افتتاح کے موقع پر بات چیت کررہے تھے۔ نمائش میں باغبانی کے شعبہ سے وابستہ مقامی و غیر ملکی برآمد کنندگان، کاشتکار اور دیگر شراکتدار شرکت کررہے ہیں۔ (بزنس ریکارڈر، 22 جنوری، صفحہ 8)

سندھ کے کاشتکاروں نے مطالبہ کیا ہے کہ کسانوں میں پائی جانے والی تشویش کے خاتمے کے لیے سندھ حکومت گنا، گندم اور کپاس کی امدادی قیمتیں مقرر کرے۔ ایس اے آئی کے صدر نواب زبیر تالپور کا کہنا ہے کہ گنے کی قیمت کا اعلامیہ بلاتاخیر جاری ہونا چاہیے تاکہ چھوٹے کسان گنے کی قیمت 182 روپے فی من حاصل کرسکیں۔ گنے کی قیمت کا سرکاری اعلامیہ جاری نہ ہونے کی وجہ سے شوگر ملیں کسانوں کو 130 سے 140 روپے فی من گنے کی قیمت ادا کررہی ہیں جو ناانصافی ہے۔ ان کا مزید کہنا تھا کہ کسانوں کو کپاس کی قیمت کے حوالے سے بھی تشویش ہے۔ سال 18-2017 میں 52 بلین روپے لاگت سے 0.6 ملین ٹن کپاس درآمد کی گئی۔ اگر حکومت نے کپاس کی قیمت 4,000 روپے فی من مقرر نہیں کی تو وفاقی حکومت کو اس سال بھی کپاس کی درآمد پر اربوں روپے خرچ کرنا پڑیں گے۔ انھوں نے محکمہ خوراک سندھ کی جانب سے گندم کے خریداری مراکز کھولنے اور گندم کی امدادی قیمت مقرر کرنے میں تاخیر پر بھی تشویش کا اظہار کیا۔ انھوں نے مطالبہ کیا کہ چھ سال سے گندم کی مقرر کی جانے والی ایک ہی قیمت 1,300 روپے فی من کے بجائے گندم کی امدادی قیمت 1,500 روپے فی من مقرر ہونی چاہیے۔ (دی نیوز، 10 مارچ، صفحہ 17)

وفاقی زرعی کمیٹی کے اجلاس میں ربیع 19-2018 میں ملک بھر میں 8.83 ملین ہیکٹر رقبے پر 25.16 ملین ٹن گندم کی پیداوار کا اندازہ لگایا گیا ہے۔ گندم کے پچھلے سال کے تین ملین ٹن ذخیرے کے ساتھ ملک میں مجموعی طور پر 28.16 ملین ٹن گندم دستیاب ہوگی جو قومی ضرورت سے زیادہ ہے۔ کمیٹی کو بتایا گیا ہے کہ ملک میں 943,700 ہیکٹر زمین پر چنے کی کاشت کی گئی جس سے 439,000 ٹن چنے کی پیداوار کا

اندازہ لگایا گیا ہے۔ کمیٹی نے خریف کے موسم میں 2.895 ملین ہیکٹر رقبے پر کپاس کی 15 ملین گانٹھوں کی پیداوار کا ہدف مقرر کیا ہے جبکہ 2.88 ملین ہیکٹر رقبے پر 7.433 ملین ٹن چاول کی پیداوار کا ہدف مقرر کیا گیا ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 18 اپریل، صفحہ 20)

غذائی فصلیں

- گندم

وزارت قومی غذائی تحفظ و تحقیق کے مطابق سال 19-2018 کے لیے گندم کی بوائی کا 97.17 فیصد ہدف مکمل کیا جاچکا ہے۔ ملک بھر میں مقرر کردہ ہدف 8.833 ملین ہیکٹر کے مقابلے 8.583 ملین ہیکٹر رقبے پر گندم کاشت کیا گیا ہے۔ پنجاب اور خیبر پختونخوا میں گندم کی بوائی مکمل ہوچکی ہے جبکہ سندھ میں سات فیصد اور بلوچستان میں 29 فیصد گندم کی بوائی ابھی باقی ہے۔ گندم کے زیر کاشت کل رقبے کا 88 فیصد پنجاب اور سندھ میں ہے جس سے گندم کی کل پیداوار کا 92 فیصد حاصل ہوتا ہے۔ وفاقی زرعی کمیٹی نے سال 19-2018 کے لیے گندم کی پیداوار کا ہدف 25.57 ملین ٹن مقرر کیا ہے۔ مقررہ ہدف میں سے پنجاب میں 19.5 ملین ٹن، سندھ میں 3.8 ملین ٹن، خیبر پختونخوا میں 1.36 ملین ٹن اور بلوچستان میں 0.900 ملین ٹن گندم کی پیداوار ہوگی۔ (بزنس ریکارڈر، 19 جنوری، صفحہ 17)

SAB (ایس اے بی) کے صدر عبدالمجید نظامانی نے سندھ حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ باردانہ کی تقسیم یقینی بنانے کے لیے یکم مارچ تک گندم کی خریداری کے مراکز قائم کیے جائیں اور محکمہ خوراک سندھ میں 220 ملین روپے کی مالی بے قائدگی کی تحقیقات کی جائے۔ انھوں مزید کہا کہ ہرسال جان بوجھ کر گندم کی خریداری کے مراکز قائم کرنے میں تاخیر کی جاتی ہے۔ کسانوں میں باردانہ تقسیم نہیں کیا جاتا اور زیادہ تر سیاسی شخصیات کو باردانہ فراہم کیا جاتا ہے۔ (ڈان، 6 فروری، صفحہ 17)

محکمہ موسمیات نے گندم کاشت کرنے والے کسانوں کو اپنے کھیتوں سے جڑی بوٹیاں صاف کرنے کا مشورہ دیا ہے کیونکہ ملک کے وسطی علاقوں میں فصل اب پکنے کے مراحل میں داخل ہوگئی ہے۔ کسانوں سے مزید کہا گیا ہے کہ موسم کو مدنظر رکھتے ہوئے ربیع کی فصلوں کے لیے آبپاشی کی منصوبہ بندی کریں۔ اس کے علاوہ کسانوں کو فصلوں کو سرد موسم سے بچانے کے لیے اقدامات کرنے کا مشورہ دیا گیا ہے۔ (بزنس ریکارڈر، 10 فروری، صفحہ 2)

وزیر خزانہ پنجاب مخدوم ہاشم جوان بخت نے کہا ہے کہ حکومت پنجاب گزشتہ 10 سالوں میں کسانوں سے گندم کی خریداری، اسے ذخیرہ اور فروخت کرنے کے عمل میں 447 بلین روپے کی مقروض ہوئی ہے۔ غذائی اجناس کے اس سارے عمل سے زیادہ سے زیادہ ہر دس میں سے ایک کسان کو فائدہ پہنچتا ہے لیکن حکومت کو اس کی بھاری قیمت چکانی پڑتی ہے۔ گندم کی حکومتی خریداری سے کسانوں کو کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ انھوں نے مزید کہا کہ ''ہم نجی شعبے کے کردار میں اضافے پر یقین رکھتے ہے اور حکومت کو ایک سہولت کار کے طور پر دیکھتے ہیں''۔ (ڈان، 21 فروری، صفحہ 2)

ایس سی اے نے صوبے میں گندم کی خریداری کے مراکز کے قیام میں تاخیر پر تحفظات کا اظہار کیا ہے۔ قبول محمد کاتھیان کی سربراہی میں ہونے والے اجلاس میں ایس سی اے کے عہدیداران کا کہنا تھا کہ صوبے میں گندم کی کٹائی کا عمل شروع ہوچکا ہے لیکن اب تک محکمہ خوراک سندھ کی جانب سے گندم کی خریداری کے مراکز نہیں کھولے گئے۔ اجلاس میں مطالبہ کیا گیا ہے کہ گندم کی امدادی قیمت 1,500 روپے فی من مقرر کی جانی چاہیے۔ حکومت پر زور دیا گیا کہ گندم کی کٹائی کرنے والے کسانوں کو باردانہ فراہم کیا جائے۔ اجلاس میں حکومت سندھ کو یاد دہانی بھی کروائی گئی کہ کسان زرتلافی منصوبہ کے تحت ٹریکٹر کی قیمت ادا کرچکے ہیں، تاہم ایک سال گزر جانے کے باوجود بھی کاشتکاروں کو ٹریکٹر نہیں دیئے گئے ہیں۔ (ڈان، 4 مارچ، صفحہ 15)

کسانوں نے رواں موسم کے لیے گندم کی خریداری مہم کے اعلان میں تاخیر پر تحفظات کا اظہار کرتے ہوئے حکومت پر زور دیا ہے کہ خریداری مہم جنوبی پنجاب میں 15 اپریل سے اور وسطی پنجاب میں 20 اپریل سے شروع کی جائے۔ پنجاب واٹر کونسل کے بانی رہنماء فاروق باجوہ کا کہنا ہے کہ اس موسم میں ملک اور صوبہ پنجاب میں بارشیں اچھی ہوئی ہیں اور نمی میں بھی اضافہ ہوگیا ہے جس کی وجہ سے کسانوں کو فصل کو بیماریوں اور پھپھوندی سے محفوظ رکھنے کے لیے مزید اخراجات کرنے پڑیں گے۔ انھوں نے خدشہ کا اظہار کیا کہ اس سال محکمہ خوراک پنجاب گندم میں نمی کی سطح میں اضافے کے بہانے اس کی خریداری کا عمل مؤخر کرسکتا ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ کسانوں کو فصل کے لیے حاصل کیے گئے قرضوں کو واپس کرنے اور آئندہ فصل کے لیے بیج و مداخل خریدنے کے لیے ایک خاص وقت میں پیداوار کو فروخت کرنا ضروری ہوتا ہے۔ (بزنس ریکارڈر، 12 مارچ، صفحہ 18)

وزیر زراعت پنجاب نعمان احمد لنگریال نے امید ظاہر کی ہے کہ پنجاب میں اس سال گندم کی پیداوار مقررہ ہدف سے تجاوز کر جائے گی۔ گندم کے پیداواری علاقوں کے زرعی افسران سے بات کرتے ہوئے صوبائی وزیر نے کہا ہے کہ کچھ علاقوں میں گندم کی فصل کو بھاری بارشوں کی وجہ سے پھپھوندی (رسٹ) سے بچانے کے لیے اقدامات کرنے کی ضرورت ہے۔ اجلاس میں بتایا گیا کہ پھپھوندی سے متاثرہ فصل 10 فیصد سے زیادہ نہیں ہے اور درجہ حرارت میں اضافہ کے ساتھ ہی فصل پر پھپھوندی کا حملہ بھی ختم ہوجائے گا۔ (بزنس ریکارڈر، 21 مارچ، صفحہ 16)

وزیر اعلیٰ پنجاب عثمان بزدار نے آئندہ ماہ (100 بلین روپے مالیت کی) گندم خریدنے کے لیے 382 گندم کی خریداری کے مراکز پر 800 سے زائد ملازمین کی تعیناتی کے لیے محکمہ خوراک سے افسران کی قابلیت سے متعلق رپورٹ طلب کی ہے۔ پنجاب کے تمام 36 اضلاع کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے جن میں ماضی کی کارکردگی کے حساب سے ضلعی فوڈ کنٹرولرز تعینات کیے جائیں گے۔ محکمہ خوراک پنجاب نے گزشتہ سال گندم کی خریداری کے 384 مراکز قائم کیے تھے۔ تاہم اس سال 382 مراکز قائم کیے

جائیں گے۔ (دی ایکسپریس ٹریبون، 21 مارچ، صفحہ 11)

ایک خبر کے مطابق پانی کی کمی اور کھاد کے استعمال میں کمی کی وجہ سے کسانوں نے کم رقبے پر گندم کاشت کی جس کی وجہ سے اس سال 25.6 ملین ٹن گندم کی پیداوار کا ہدف پورا نہ ہونے کا خدشہ ہے۔ اسٹیٹ بینک کی جاری کردہ دوسری سہ ماہی رپورٹ کے مطابق ملک میں 24.8 ملین ٹن گندم کی پیداوار متوقع ہے جو گزشتہ پانچ سالوں کی کم ترین پیداوار ہے۔ پیداوار میں کمی کی ایک اہم وجہ سندھ ہے جہاں کم رقبے پر گندم کاشت کی گئی ہے اور کسانوں نے کاشت کے دوران ڈی اے پی اور دوسرے ضروری اجزاء کا استعمال کم کیا ہے۔ گندم کے کل زیر کاشت رقبے میں 2.9 فیصد کمی کا اندازہ لگایا گیا ہے۔ زیر کاشت رقبے میں سب سے زیادہ کمی سندھ میں دیکھی گئی ہے۔ تاہم گندم کی پیداوار میں کمی سے ملکی غذائی تحفظ کے حوالے سے کوئی خطرہ نہیں کیونکہ ملک میں وافر ذخیرہ پہلے سے ہی موجود ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 28 مارچ، صفحہ 13)

وزیر اعلیٰ پنجاب عثمان بزدار کی سربراہی میں ہونے والے اجلاس میں گندم کی خریداری پالیسی کی منظوری دے دی گئی ہے۔ تاہم گندم خریداری کا کوئی ہدف مقرر نہیں کیا گیا ہے۔ گندم کی فی من کی قیمت 1,300 روپے برقرار رکھی گئی ہے۔ اجلاس میں فیصلہ کیا گیا ہے کہ باردانے کے حصول کے لیے درخواستیں آٹھ اپریل سے وصول کی جائیں گی جس کی آخری تاریخ 15 اپریل ہوگی۔ باردانے کی تقسیم کا عمل 21 اپریل سے شروع ہوگا۔ پنجاب میں 6.35 ملین ایکڑ رقبے پر گندم کاشت ہوتی ہے اور تقریباً ہر سال چھوٹے کسان یہ شکایت کرتے ہیں کہ باردانہ صرف بااثر لوگوں کو فراہم کیا جاتا ہے۔ محکمہ خوراک پنجاب تین سے چار ملین ٹن گندم خریدتا ہے جبکہ وفاقی ادارہ پاکستان ایگریکلچرل اسٹوریج اینڈ سروسز کارپوریشن (PASSCO) کسانوں سے 1.2 سے 1.5 ملین ٹن گندم خریدتا ہے۔ (ڈان، 28 مارچ، صفحہ 2)

ایس اے بی نے گندم کی خریداری پالیسی کے نفاذ میں غیر ضروری تاخیر پر سندھ حکومت کو سخت تنقید کا نشانہ

بناتے ہوئے کہا ہے کہ کسان پہلے ہی نصف سے زائد پیداوار کھلی منڈی میں سرکاری قیمت سے کہیں کم پر فروخت کرچکے ہیں۔ مقامی پریس کلب میں پریس کانفرنس کرتے ہوئے ایس اے بی کے رہنماؤں کا کہنا تھا کہ پنجاب حکومت نے گندم کی خریداری پالیسی کا اعلان کردیا ہے لیکن سندھ حکومت نے اب تک کوئی اعلان نہیں کیا ہے۔ سندھ حکومت گندم کی خریداری نہیں کررہی ہے جس کی وجہ سے کھلی منڈی میں اس کی قیمت گرتی جارہی ہے جو اس وقت 850 سے 900 روپے فی من تک کم ہوگئی ہے۔ اگر کسان سرکاری قیمت سے کم پر گندم فروخت کرتے ہیں تو انھیں مجموعی طور ہر 25 سے 30 بلین روپے کا نقصان ہوگا۔ موجودہ صورتحال میں کہ جب روپے کی قدر میں کمی کا سامنا ہے، اگر حکومت درست وقت پر گندم کی برآمد شروع کرے تو اس کے لیے گندم کی فصل منافع بخش ہوسکتی ہے۔ لیکن اگر کھلی منڈی میں گندم کی قیمت انتہائی کم ہوئی تو آڑھتی اور ذخیرہ اندوز اس سے فائدہ اٹھائیں گے اور صارفین ایک بار پھر کم قیمت آٹے تک رسائی سے محروم رہیں گے۔ (ڈان، 7 اپریل، صفحہ 17)

وزیر خوراک پنجاب سمیع اللہ چودھری نے دعویٰ کیا ہے کہ صوبائی حکومت اس سال 130 بلین روپے کی لاگت سے گندم خریدے گی اور اس مقصد کے لیے رقم کی منظوری دی جاچکی ہے۔ صوبے بھر میں 384 گندم کی خریداری کے مراکز قائم کیے جاچکے ہیں جہاں 1,300 روپے فی من قیمت پر گندم خریدی جائے گی جبکہ کسانوں کو نو روپے فی بوری ترسیلی اخراجات بھی ادا کیے جائیں گے۔ باردانے کے لیے درخواستوں کی وصولی آٹھ اپریل سے 17 اپریل تک جاری رہے گی۔ درخواستوں کی تصدیق کے بعد 21 اپریل کو کسانوں کی فہرست خریداری مراکز پر آویزاں کی جائے گی اور 22 اپریل سے کسانوں کو باردانے کی فراہمی شروع ہوگی۔ (ڈان، 9 اپریل، صفحہ 2)

ایک خبر کے مطابق گندم کی خریداری کے ہدف اور اس کے لیے مالی ضروریات کے حوالے سے وزارت خوراک نے فروری میں ویٹ ریویو کمیٹی کا ایک اجلاس منعقد کیا تھا جس میں تمام صوبوں کے حکام نے شرکت کی اور 6.90 ملین ٹن گندم کی مجموعی خریداری کا ہدف مقرر کیا تھا۔ تاہم سندھ اور پنجاب حکومت

اب تک وفاقی حکومت کو گندم کی خریداری کے ہدف سے آگاہ کرنے میں ناکام ہیں۔ خیبر پختونخوا حکومت نے آگاہ کیا ہے کہ وہ اپنے ہی وسائل سے اس سال 0.3 ملین ٹن گندم خریدے گی۔ دوسری طرف PASSCO (پاسکو) نے 1.1 ملین ٹن گندم کی خریداری کے لیے منظوری دینے کی سفارش کی ہے۔ تفصیلات کے مطابق گندم کا موجودہ سرکاری ذخیرہ 4.4725 ملین ٹن ہے جو گزشتہ سال اسی عرصے کے دوران 7.287 ملین ٹن تھا۔ (ڈان، 9 اپریل، صفحہ 10)

لاہور کی ضلعی انتظامیہ نے باردانے کے لیے درخواستیں وصول کرکے گندم کی خریداری مہم کا آغاز کردیا ہے۔ اس سلسلے میں انتظامیہ نے چار گندم کے خریداری مراکز قائم کیے ہیں۔ ڈپٹی کمشنر لاہور صالحہ سعید نے کچا منڈی گندم خریداری مرکز کا افتتاح کیا۔ ان کا کہنا تھا کہ کسانوں کو زیادہ سے زیادہ مدد فراہم کرنے کے لیے تمام مراکز میں ہر ممکن انتظامات کیے گئے ہیں۔ (بزنس ریکارڈر، 9 اپریل، صفحہ 8)

ایس اے بی نے وزیر اعلیٰ سندھ سید مراد علی شاہ کو لکھے گئے خط میں مطالبہ کیا ہے کہ اگر حکومت گندم کی خریداری مراکز قائم کرنے کی طاقت نہیں رکھتی تو کسانوں کو بھاری نقصان سے بچانے کے لیے گندم کی بین الصوبائی نقل وحرکت پر پابندی کو ختم کردے۔ اخبار سے بات کرتے ہوئے ایس اے بی کے بانی رکن گاڈاحسین مہیسر کا کہنا تھا کہ سندھ میں 4.1 ملین ایکڑ رقبے پر گندم کی فصل کاشت کی گئی تھی۔ اس سال 6.2 ملین ٹن گندم کی شاندار پیداوار متوقع ہے اور سندھ حکومت نے اب تک نہ گندم کی خریداری پالیسی کا اعلان کیا ہے اور نہ ہی گندم کی سرکاری قیمت کا اعلان کیا ہے۔ اس صورتحال میں کسانوں کو مجبور کردیا گیا ہے کہ وہ اپنی پیداوار مقامی تاجروں کو 1,050 سے 1,120 روپے فی من کی انتہائی کم قیمت پر فروخت کردیں۔ (ڈان، 16 اپریل، صفحہ 17)

محکمہ خوراک پنجاب کو باردانے کے حصول کے لیے کل 850,000 درخواستیں موصول ہوئی ہیں۔ پنجاب انفارمیشن ٹیکنالوجی بورڈ (PITB) اور پنجاب لینڈ ریکارڈز اتھارٹی (PLRA) نے درخواستوں کی جانچ شروع

کردی ہے۔ خبر کے مطابق مقامی ریونیو افسران کی ملی بھگت سے باردانے کے حصول کے لیے بڑی تعداد میں جعلی درخواستیں موصول ہوئی ہیں اور یہ امکان ہے کہ جانچ پڑتال کے دوران 250,000 سے زائد درخواستیں جعلی اور نامکمل ہونے کے بناء پر تین دن کے اندر مسترد ہوجائیں گی اور تقریباً 550,000 درخواست گزار کسانوں کو باردانہ فراہم کیا جائے گا۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 19 اپریل، صفحہ 11)

پھل سبزی

- آلو

آلو کے کاشتکاروں کو مدد فراہم کرنے کے لیے وزارت قومی غذائی تحفظ و تحقیق نے پاسکو کے ذریعے ایک لاکھ ٹن آلو خریدنے کی تجویز دی ہے۔ ابتدائی طور پر وزارت خزانہ نے اس تجویز کو مسرد کردیا تھا جسے اب منظوری کے لیے وزیر اعظم کو بھیج دی گئی ہے۔ تجویز میں کہا گیا ہے کہ پاسکو کسانوں سے آلو 11 روپے فی کلوگرام خریدے گا جو مئی میں ماہ رمضان اور گندم کی کٹائی کے موقع پر فروخت ہوں گے۔ اس وقت کسان چھ روپے فی کلو آلو فروخت کررہے ہیں۔ پاسکو کی جانب سے آلو کی خریداری سے کسان مکئی اور چاول کی اگلی فصل کی تیاری کرسکیں گے۔ اس سال پاکستان میں آلو کی 4.6 ملین ٹن پیداوار متوقع ہے جبکہ ملک میں آلو کی کھپت 3.1 ملین ٹن (15.4 کلوگرام فی کس) ہے۔ (ڈان، 25 جنوری، صفحہ 10)

- آم

آم کے کاشتکاروں اور برآمد کنندگان کے مطابق نامناسب موسمی حالات کی وجہ سے آم کی پیداوار میں 20 سے 25 فیصد کمی ہوسکتی ہے۔ مینگو گروور ایسوسی ایشن ملتان کے صدر طارق خان کا کہنا ہے کہ پچھلے سال کے مقابلے اس سال آم کی پیداوار میں 300,000 سے 400,000 ٹن کمی کا خدشہ ہے۔ اس سال آم کی پیداوار میں کمی موسمی تبدیلی کی وجہ سے آنے والی شدید موسمی آفات ہیں۔ ملک کی کل 1.7 ملین ٹن آم کی پیداوار میں پنجاب کا حصہ 72 فیصد ہے۔ (دی نیوز، 21 اپریل، صفحہ 17)

نقد آور فصلیں

- کپاس

ایک خبر کے مطابق گزشتہ سات سالوں کے دوران کپاس کے زیر کاشت رقبے میں مسلسل کمی کی وجہ سے پیداوار اس سال کم ہوکر 10 ملین گانٹھوں تک آ گئی ہے جو سال 2011-12 میں 15 ملین گانٹھیں تھی۔ سال 2011-12 میں کپاس کا زیر کاشت رقبہ نو ملین ایکڑ تھا جو سال 2018-19 میں 5.9 ملین ایکڑ تک محدود ہوگیا ہے جبکہ حکومت نے 7.5 ملین ایکڑ رقبے پر کپاس کی کاشت کا تخمینہ لگایا تھا۔ گزشتہ سالوں میں کسان تیزی سے کپاس سے گنے کی فصل پر منتقل ہوئے ہیں۔ کپاس نا صرف نقد آور فصل ہے بلکہ پانی کی قلت کا سامنا کرنے والے پاکستان جیسے ممالک کے لیے موزوں بھی ہے۔ ملک میں کپاس کی پیداوار اس حد تک کم ہوگئی ہے کہ مقامی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے ایک سے 1.5 بلین ڈالر کی کپاس درآمد کرنا پڑتی ہے۔ (ڈان، 4 جنوری، صفحہ 10)

سینیٹ کی قائمہ کمیٹی برائے قومی غذائی تحفظ و تحقیق نے گزشتہ کچھ سالوں سے کپاس کے زیر کاشت رقبے میں ہونے والی کمی پر سخت تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ اس سے قومی معیشت کو بھاری نقصان ہورہا ہے۔ حکومت کو چاہیے کہ وہ ملک کو اس طرح کے نقصانات سے بچانے کے لیے فوری طور پر اقدامات کرے۔ کمیٹی کو مختصر جائزہ پیش کرتے ہوئے کاٹن کمشنر ڈاکٹر خالد عبداللہ نے بتایا کہ کپاس کی پیداوار جو سال 2011-12 میں 13.595 ملین گانٹھیں تھی سال 2017-18 میں کم ہوکر 11.980 ملین گانٹھیں ہوگئی ہے۔ انھوں نے مزید کہا کہ منظور شدہ بیجوں کی کمی، کپاس کی پیداوار سے آمدنی میں کمی جیسے مسائل کپاس کی پیداوار میں کمی کی بنیادی وجوہات ہیں۔ کپاس کی مجموعی پیداوار بڑھانے کے لیے خیبر پختونخوا اور بلوچستان میں بھی کپاس کی پیداوار میں اضافہ کرنا چاہیے۔ اس کے علاوہ ارسا کی جانب سے کپاس کے پیداواری اضلاع کو (پانی کی فراہمی میں) ترجیح دینے اور زرعی ٹیوب ویلوں کے لیے بجلی کی قیمت میں کمی بھی کپاس کی پیداوار کو فروغ دینے میں معاون ہوگی۔ (بزنس ریکارڈر، 24 جنوری، صفحہ 7)

کوٹ سبزل، رحیم یارخان میں منعقد کی گئی ایک تقریب میں بلوچستان نے پاکستان کی پہلی نامیاتی کپاس کی گانٹھ کی تصدیق کا اعزاز حاصل کرلیا ہے۔ وزیر زراعت بلوچستان انجینئر زمرک خان کا کہنا تھا کہ حکومت صوبہ بھر میں نامیاتی زراعت کے فروغ کے لیے پرعزم ہے اور جلد بلوچستان نامیاتی زراعت کی پالیسی مرتب کرے گا۔ اس موقع پر ورلڈ وائڈ فنڈ پاکستان (WWF-P) کے ڈائریکٹر جنرل حماد نقی خان کا کہنا تھا کہ ملکی کپاس کے شعبہ میں یہ ایک اہم پیش رفت ہے جس سے شراکتداروں اور ملک کی مجموعی معیشت کو فائدہ ہوگا۔ WWF-P (ڈبلیو ڈبلیو ایف پی) نے 2015 میں سی اینڈ اے فاؤنڈیشن (C&A Foundation) کی مالی معاونت اور ڈائریکٹوریٹ آف ایگریکلچرل ایکسٹینشن بلوچستان کے ساتھ مل کر ''آرگینک کاٹن کلٹی ویشن پروموشن ودھ اسمال اینڈ مارجینل ٹرائبل فارمرز ان پاکستان'' کے نام سے اس منصوبے پر کام کا آغاز کیا تھا۔ نامیاتی کپاس کی کاشت میں کسی قسم کی کیمیائی کھاد یا کیڑے مار زہر کا استعمال نہیں کیا گیا ہے اور ایک ایسی زمین پر کاشت کی گئی جس پر کم ازکم تین سالوں سے کیمیائی کھاد یا کیڑے مار زہر استعمال نہیں کیا گیا۔ نامیاتی کپاس کی کاشت میں جینیاتی بیج کے استعمال سے بھی گریز کیا گیا ہے۔ (ڈان، 31 جنوری، صفحہ 10)

ایک خبر کے مطابق کپاس کے زیر کاشت رقبے میں کمی، ناقص معیار کے بیج اور زرعی زہر کے استعمال سے بری طرح متاثر ہونے کے بعد 15 فروری تک گزشتہ سال کے مقابلے کپاس کی پیداوار 6.83 فیصد کم ہوکر 10.7 ملین گانٹھ کی سطح پر ہے۔ یہ مسلسل ساتواں سال ہے جب ملک کو سال 12-2011 میں ریکارڈ 15 ملین گانٹھوں کی پیداوار کے مقابلے 4.8 ملین گانٹھوں کی کمی کا سامنا ہے۔ کپڑے کی صنعتیں کپاس کی طلب پوری کرنے کے لیے 3.5 سے چار ملین گانٹھیں کپاس درآمد کررہی ہیں۔ چیئرمین پاکستان کاٹن جنرز ایسوسی ایشن (PCGA) میاں محمود احمد کا کہنا ہے حکومت کو ملک میں کپاس کی بہتر فصل کے لیے جنگی بنیادوں پر اقدامات کرنے پڑیں گے۔ اعداد و شمار کے مطابق پنجاب میں 9.41 فیصد جبکہ سندھ میں پانی کی کمی کی وجہ سے کپاس کی کاشت میں 2.44 فیصد کمی دیکھنے میں آئی ہے۔ (ڈان، 19 فروری، صفحہ 10)

ایوان صنعت و تجارت لاہور سے خطاب کرتے ہوئے وزیر زراعت پنجاب ملک نعمان احمد لنگریال نے کہا ہے کہ حکومت نے کسانوں کو کپاس کی کاشت کی طرف راغب کرنے کی منصوبہ بندی کی ہے اور پانچ ملین ایکڑ رقبے پر کپاس کی کاشت کا ہدف مقرر کردیا گیا ہے۔ کسانوں کی حوصلہ افزائی کے لیے 100,000 ایکڑ زمین کے لیے حکومت معیاری بیج فراہم کرے گی کیونکہ کسان زیادہ آمدنی کے حصول کے لیے گندم، چاول اور روغنی بیج کی کاشت کو ترجیح دے رہے ہیں۔ وزیر زراعت نے مزید کہا کہ رواں سال کپاس کی فی ایکڑ پیداوار 18 من سے بڑھ کر 25 من ہوجائے گی۔ (بزنس ریکارڈر، 26 فروری، صفحہ 7)

ایک خبر کے مطابق وزیر اعظم عمران خان آئندہ ماہ کپاس کی اشارتی قیمت 3,500 روپے فی من کا اعلان کریں گے۔ اس اقدام کا مقصد کپاس کے زیر کاشت رقبے میں تیزی سے ہونے والی کمی پر قابو پانا ہے۔ وزارت قومی غذائی تحفظ و تحقیق نے کپاس کی اشارتی قیمت 3,500 روپے فی من مقرر کرنے اور ٹریڈنگ کارپوریشن آف پاکستان (TCP) کے ذریعے کسانوں سے 500,000 ٹن کپاس خریدنے کی تجویز دی تھی۔ وفاقی وزیر قومی غذائی تحفظ و تحقیق صاحبزادہ محبوب سلطان نے سینیٹ کی قائمہ کمیٹی سے بات کرتے ہوئے کہا ہے کہ کپاس کی اشارتی قیمت اس کے زیر کاشت رقبے میں اضافے میں اہم کردار ادا کرے گی۔ (بزنس ریکارڈر، 28 فروری، صفحہ 1)

غیر معیاری بیج اور کیڑے مار زہر کے استعمال کے ساتھ ساتھ کپاس کے زیر کاشت رقبے میں کمی کے منفی اثرات کی وجہ سے یکم مارچ تک کپاس کی پیداوار 10.47 ملین گانٹھیں ہوئی ہے جو گزشتہ سال اس ہی مدت کے مقابلہ میں 6.80 فیصد کم ہے۔ تجزیہ کاروں کے مطابق اس سال کپاس کی پیداوار گزشتہ آٹھ سالوں کے عرصہ میں دوسری سب سے کم پیداوار ہے۔ کپاس کی سب سے کم پیداوار 16-2015 میں 9.7 ملین گانٹھیں ہوئی تھی۔ تاہم کپاس کی کم پیداوار کے ان دونوں واقعات کی وجوہات بالکل مختلف ہیں۔ تین سال پہلے کپاس کی پیداوار میں کمی کا سبب لشکری سنڈی (آرمی ورم) اور گلابی سنڈی کا زبردست حملہ تھا جبکہ رواں موسم میں کپاس کی پیداوار میں کمی کی وجہ اس کے زیر کاشت رقبے میں کمی اور غیر معیاری بیج و

کیڑے مار زہر ہے۔ غیر سرکاری اعداد و شمار کے مطابق سال 2018-19 میں مقررہ ہدف نو ملین ایکڑ کے مقابلہ چھ ملین ایکڑ رقبے پر کپاس کاشت کی گئی ہے۔ (ڈان، 5 مارچ، صفحہ 10)

پی کے آئی نے حکومت سے پر زور مطالبہ کیا ہے کہ کپاس کی 15 ملین گانٹھوں کی پیداوار کا ہدف حاصل کرنے کے لیے پھٹی کی 4,000 روپے فی من امدادی قیمت کا اعلان کرکے کسانوں کی حوصلہ افزائی کی جائے۔ پی کے آئی کے صدر خالد کھوکھر کا کہنا تھا کہ دیگر ممالک کے مقابلے پاکستان میں کپاس کی پیداوار کے لیے مداخل پر آنے والی لاگت زیادہ ہے۔ دیگر ممالک سے کپاس کی بلامحصول درآمدی پالیسی اور زمینی راستوں سے بھی کپاس کی درآمد کی وجہ سے مقامی کپاس کی قیمت پر بہت زیادہ دباؤ ہے۔ یہاں تک کہ انٹرنیشنل کاٹن ایڈوائزری کمیٹی (ICAC) نے پاکستان میں کپاس کی پیداواری لاگت بھارت، ترکی، تنزانیہ، ارجنٹائن، آسٹریلیا برازیل کے مقابلہ زیادہ قرار دے دی ہے۔ ان ممالک سے کپاس کی درآمد کی وجہ سے اس کی مقامی قیمت متاثر ہورہی ہے اور کسانوں کی آمدنی کم ہورہی ہے۔ (بزنس ریکارڈر، 29 مارچ، صفحہ 12)

PCGA (پی سی جی اے) کے جاری کردہ تازہ اعداد و شمار کے مطابق رواں سال 15 مارچ تک گزشتہ سال کے مقابلے کپاس کی مجموعی پیداوار 6.84 فیصد کمی کے بعد 10.762 ملین گانٹھیں ہوئی ہے۔ پھٹی کی آمد میں سست روی اس بات کا واضح اشارہ ہے کہ اپریل میں کپاس کے موسم کے اختتام تک پیداوار 10.8 ملین گانٹھوں سے زیادہ ہونے کا امکان نہیں ہے۔ گزشتہ سال کے مقابلے میں پنجاب میں کپاس کی پیداوار میں 9.39 فیصد، سندھ میں 2.45 فیصد کمی ہوئی ہے۔ وزیر اعظم نے متعلقہ محکموں کو کپاس کی پیداوار 15 ملین گانٹھوں تک بڑھانے کی ہدایت کی ہے تاہم پیداوار میں اضافے کے لیے ابھی تک کسی قسم کی مراعات کا اعلان نہیں کیا گیا ہے۔ (ڈان، 19 مارچ، صفحہ 10)

پی سی جی اے کے جاری کردہ اعداد و شمار کے مطابق ملک میں یکم اپریل تک 10.772 ملین گانٹھیں کپاس کی پیداوار ہوئی ہے جو پچھلے سال کے مقابلے 6.90 فیصد کم ہے۔ تفصیلات کے مطابق پنجاب میں کپاس

کی پیداوار میں 9.50 فیصد جبکہ سندھ میں 2.45 فیصد کمی ہوئی ہے۔ جنرز کے پاس اس وقت غیر فروخت شدہ 809,195 گانٹھیں کپاس کا ذخیرہ موجود ہے جو گزشتہ سال اسی عرصے میں 486,963 گانٹھیں تھا۔ کپاس سے جڑے شراکت داروں کا کہنا ہے کہ ضروری ہے کہ حکومت فوری طور پر ایک مراعاتی پیکج کے ساتھ کسانوں کی حوصلہ افزائی کرے تاکہ کسان (پھٹی کی اشارتی قیمت کے ذریعے) کپاس کی کاشت کی طرف واپس آئیں۔ (ڈان، 4 اپریل، صفحہ 10)

کابینہ کمیٹی برائے قانونی امور نے کپاس کی فصل پر حملہ آور ہونے والی گلابی سنڈی کے خاتمے میں مدد کے لیے حیاتیاتی کیڑے مار مواد گوسی پلور (Gossyplure) برآمد کرنے کی منظوری دیدی ہے۔ پنجاب حکومت اور کپاس کے کاشتکاروں نے حکومت پر اس مواد کی درآمد پر زور دیا تھا جس کی درآمد پر کچھ قانونی مسائل کی وجہ سے پابندی عائد تھی۔ کمیٹی نے پاکستان ایگریکلچرل پیسٹی سائڈ ایکٹ 1971 کے تحت بطور ایک عام کیمیکل اس مواد کو درآمد کرنے کی منظوری دی ہے۔ تاہم اس فیصلے پر عمل درآمد کے لیے وفاقی کابینہ کی منظوری ابھی باقی ہے۔ گوسی پلور نر کیڑوں کو اپنی جانب متوجہ کرتا ہے۔ اس مادے کو کھیتوں میں (بذریعہ ڈسپنسر) رکھا جاتا ہے جو نر اور مادہ میں اختلاط کا عمل متاثر کرتا ہے اور ان کی آبادی کم کرتا ہے۔ اس مواد کے ذریعے کاشتکاروں کو گلابی سنڈی پر بغیر کیمیائی زہر کے قابو پانے میں مدد ملے گی جو منڈی میں مناسب قیمت پر دستیاب ہوگا۔ (ڈان، 6 اپریل، صفحہ 10)

- گنا

ایس اے بی نے کاشتکاروں کو گنے کی مقررہ قیمت ادا نہ کرنے اور انھیں کم قیمت پر گنا فروخت کرنے کے لیے دھمکانے کی سخت مزمت کی ہے۔ بورڈ کے اجلاس میں کاشتکاروں کے خلاف مختلف اضلاع میں جھوٹے مقدمات بنانے کی دھمکیوں پر شدید تحفظات کا اظہار کیا گیا ہے۔ اجلاس میں مختلف اضلاع کے کاشتکاروں نے بتایا کہ انھیں گنے کی قیمت 140 سے 160 روپے فی من ادا کی جارہی ہے جبکہ کچھ کاشتکاروں کو گزشتہ سال کے واجبات کی ادائیگی اس سال کی فصل کی پیشگی رقم کے نام سے کی جارہی ہے۔ اجلاس میں یہ

بات بھی سامنے آئی ہے کہ حبیب شوگر مل 30 سے 40 فیصد وزن میں کٹوتی کررہی ہے جبکہ النور شوگر مل اور حبیب شوگر مل کاشتکاروں کو گنے کی قیمت کی رسید نہیں دے رہی ہیں۔ (ڈان، 8 جنوری، صفحہ 17)

ایوب ایگری کلچرل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ (AARI) فیصل آباد کے ڈائریکٹر جنرل عابد محمود کا کہنا ہے کہ ادارے نے گنے کی چار نئی اقسام متعارف کروائی ہیں جو موجود اقسام کے مقابلے میں 40 فیصد زیادہ پیداوار دیں گی۔ پاکستان گنا پیدا کرنے والا دنیا کا پانچواں بڑا ملک ہے لیکن کئی وجوہات کی وجہ سے اس کی اوسط پیداوار کم ہے۔ اس کے علاوہ پانی کی کمی اور موسمی تبدیلی نے گنے کی پیداوار کو شدید خطرے سے دوچار کیا ہے۔ ان حالات سے نمٹنے کے لیے ادارے نے گنے کی تین نئی اقسام CPF-250,CPF-251, اور CPF-253 متعارف کرائی ہیں جو نا صرف زیادہ پیداوار دیں گی بلکہ گنے کے پیداواری عمل میں 30 فیصد پانی کی بچت بھی ہوگی۔ پانی کی کمی کی وجہ سے گنے کا زیر کاشت رقبہ کم ہوتا جارہا ہے اور صرف پنجاب میں ہی گنے کی کاشت میں 27 فیصد کمی ہوئی ہے۔ (دی نیوز، 27 جنوری، صفحہ 17)

ایس اے آئی نے سندھ حکومت پر گنے کی کرشنگ کے موسم 2018-19 کے لیے صوبائی کابینہ کی منظوری کے بعد گنے کی قیمت کا اعلامیہ فوری طور پر دوبارہ جاری کرنے پر زور دیا ہے تا کہ چھوٹے کاشتکاروں کو گنے کی سرکاری قیمت 182 روپے فی من حاصل ہوسکے۔ ایس اے آئی کے صدر نواب زبیر تالپور کی سربراہی میں ہونے والے اجلاس میں شریک ارکان نے اعلامیہ کے دوبارہ اجراء میں غیر معمولی تاخیر پر تحفظات کا اظہار کیا ہے۔ پاکستان شوگر ملز ایسوسی ایشن (PSMA) نے عدالت میں سماعت کے دوران اعتراض اٹھایا تھا کہ اس اعلامیہ کی اس وقت تک کوئی اہمیت نہیں جب تک صوبائی کابینہ محکمہ زراعت کی جانب سے اس کے اجراء سے پہلے اس کی منظوری نہیں دیتی۔ اجلاس میں افسوس کا اظہار کیا گیا کہ اعلامیہ جاری نہ کرنے کی وجہ سے مل مالکان کاشتکاروں کو فی من گنے کی قیمت 130 سے 140 روپے ادا کررہے ہیں۔ (ڈان، 28 جنوری، صفحہ 15)

ایک مضمون کے مطابق اسٹیٹ بینک نے رواں مالی سال کی پہلی سہہ ماہی رپورٹ میں کہا ہے کہ جنوبی پنجاب اور سندھ میں کپاس کی کاشت کے اہم علاقوں میں شوگر ملوں کی تعداد میں اضافے نے کپاس کی پیداوار کو وسائل اور رقبے کے حوالے سے گنے سے مسابقت میں لاکھڑا کیا ہے۔ جب بھی کسی علاقہ میں نئی شوگر مل قائم ہوتی ہے تو کسانوں کو کپاس سے گنے کی فصل پر منتقل ہونے کا حوصلہ ملتا ہے۔ جب شوگر ملوں کے قیام میں اضافہ ہوا تو حکومت نے گنے کی کاشت پر اپنی توجہ مرکوز کی۔ 2008-9 میں آصف علی زرداری دور کے آغاز سے یہ رجحان نواز شریف دور تک جاری رہا۔ PSMA (پی ایس ایم اے) کے مطابق 2007-8 کے اختتام تک شوگر ملوں کی تعداد 78 تھی جو 2017-18 میں 89 تک پہنچ گئی۔ گنے کی پیداوار میں اضافہ کپاس کی فصل پر منفی اثرات کا سبب بنا جو کپڑے کی صنعت کے لیے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے۔ مقامی سطح پر کپاس کی پیداوار میں کمی کی وجہ سے 2012-13 سے 2017-18 تک پھٹی کی درآمدات 450,000 ٹن سے 610,000 ٹن تک پہنچ گئی ہے۔ کپاس کی درآمد پر ایک بلین ڈالر سے زائد رقم خرچ کی جاتی ہے۔ شوگر مل مالکان کا کہنا ہے کہ کپاس کی درآمد پر خرچ ہونے والا زرمبادلہ چینی کی برآمد سے واپس حاصل ہوجاتا ہے۔ 2017-18 میں چینی کی برآمد سے نصف بلین ڈالر کی آمدنی ہوئی جو چینی کی اضافی پیداوار کے بغیر ممکن نہیں تھا۔ گنے کی پیداوار میں تیزی سے اضافہ کا اندازہ ان اعداد و شمار سے لگایا جاسکتا ہے کہ 2014-15 کی 62.8 ملین ٹن پیداوار کے مقابلہ میں 2017-18 میں گنے کی پیداوار میں 31 فیصد اضافہ ہوا۔ گنے کی کاشت میں اضافے کا ایک دلچسپ پہلو یہ ہے کہ شوگر ملوں کو زرتلافی دیئے بغیر اضافی چینی برآمد نہیں کی جاسکتی ہے جس کی اہم وجوہات میں چینی کی برآمد کے حتمی فیصلے میں تاخیر، اضافی پیداواری لاگت اور عالمی منڈی (میں چینی کی قیمت میں کمی) کی صورتحال ہے۔ اسٹیٹ بینک کے مطابق گزشتہ مالی سال عالمی سطح پر چینی کی اوسط قیمت 330 ڈالر کے مقابلہ میں مقامی سطح پر چینی کی اوسط قیمت 448 ڈالر فی ٹن تھی۔ حکومت کو چینی کی برآمد پر 14 بلین روپے زرتلافی دینی پڑی تھی۔ ایک اور دلچسپ بات یہ ہے کہ گنے کی پیداوار میں اضافے کا کسانوں کو کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ مل مالکان کسانوں کو گنے کی مقرر کردہ امدادی قیمت سے بھی کم قیمت ادا کرتے ہیں جس سے چھوٹا کسان سب سے زیادہ متاثر ہوتا ہے۔ حکومت اب تک چینی پر زرتلافی کی مد میں کروڑوں روپے خرچ کررہی

ہے۔ بینک کی رپورٹ کے مطابق چینی کی برآمد حکومت کے لیے فائدے سے زیادہ نقصان دہ ثابت ہورہی ہے۔ (محی الدین عظیم، ڈان، 18 فروری، صفحہ 2، بزنس فنانس)

- مکئی

انٹرنیشنل میز اینڈ ویٹ امپروومنٹ سینٹر (CIMMYT) نے پاکستان کو ''فال آرمی ورم'' نامی سنڈی کے خطرے سے آگاہ کیا ہے اور فصلوں کو اس کے حملہ سے بچانے کے لیے اقدامات کرنے کے لیے کہا ہے۔ فال آرمی ورم (لشکری سنڈی) ایک مہلک کیڑا ہے جسے برصغیر میں پہلی بار دیکھا گیا ہے۔ اس وقت پاکستان کے دورے پر موجود CIMMYT (سی آئی ایم ایم وائی ٹی) کے ڈائریکٹر جنرل ڈاکٹر مارٹن کروپف نے وفاقی وزیر قومی غذائی تحفظ و تحقیق صاحبزادہ محبوب سلطان سے ملاقات میں اس کیڑے سے تحفظ کے لیے اپنے تعاون کی پیشکش کی ہے۔ امریکی خطے سے تعلق رکھنے والے اس کیڑے کو مغربی افریقہ میں پہلی بار 2016 میں نائجیریا میں دیکھا گیا جہاں یہ 40 افریقی ممالک تک تیزی سے پھیلا۔ بھارت میں اس کیڑے کی وجہ سے مکئی کی فصل متاثر ہونے کا واقعہ ایشیاء میں اس کی موجودگی کا پہلا واقعہ ہے۔ یہ کیڑا نا صرف پورے بھارت بلکہ دیگر پڑوسی ممالک تک تیزی سے پھیلنے کی صلاحیت بھی رکھتا ہے۔ (ڈان، 23 فروری، صفحہ 10)

- زیتون

محکمہ زراعت نے جدید ٹیکنالوجی کے ذریعے پیداوار میں اضافے اور زیتون کی کاشت کی اہمیت کے بارے کسانوں کو آگاہی دینے کے لیے اپر دیر میں ایک روزہ ورکشاپ کا انعقاد کیا۔ ورکشاپ میں زرعی ماہرین کا کہنا تھا کہ زیتون بہت قیمتی اور فائدہ مند ہے اور ضلع کی مٹی اور موسم زیتون کی کاشت کے لیے موزوں ہے جس سے کسان اچھی آمدنی حاصل کرسکتے ہیں۔ اس کے علاوہ کسان زیتون کے ساتھ ساتھ مختلف اقسام کی سبزیاں اور فصلیں بھی کاشت کرسکتے ہیں۔ (ڈان، 18 فروری، صفحہ 9)

IV۔ مال مویشی، ماہی گیری اور مرغبانی

وزیر مال مویشی و ماہی گیری سندھ عبد الباری پتافی نے اسمبلی کو بتایا ہے کہ 18 ویں ترمیم کے تحت اب تک مال مویشی اور ماہی گیری شعبہ مکمل طور پر صوبے کے حوالے نہیں کیا گیا ہے۔ وفاقی حکومت نے اب تک تمام انتظامات اور اثاثے سندھ حکومت کے حوالے نہیں کیے ہیں۔ ان اثاثوں میں کورنگی فش ہاربر، ہاکس بے پر جھینگوں کا سینالہ (ہیچری)، مال مویشی لیبارٹریاں اور دیگر بنیادی ڈھانچہ شامل ہے۔ صوبائی حکومت نے یہ مسئلہ وزارت بین الصوبائی تعاون کے سامنے اٹھایا ہے۔ (ڈان، 16 جنوری، صفحہ 16)

مال مویشی

وزیر مال مویشی و ماہی گیری سندھ عبد الباری پتافی نے کہا ہے کہ ان کا محکمہ مویشیوں کی مقامی نسلوں کی بڑھوتری کے لیے حیدرآباد میں مارچ کے پہلے ہفتے میں قومی سطح کی مال مویشی نمائش منعقد کرے گا۔ اس نمائش میں زرعی مشینری اور مال مویشی شعبہ سے متعلق مشینری تیار کرنے والی تمام کمپنیوں کو مدعو کیا جارہا ہے تاکہ کسان جدید مشینری کا استعمال سیکھ سکیں۔ صوبائی وزیر کا مزید کہنا تھا کہ محکمہ مقامی مویشیوں کی اقسام کے تحفظ کے لیے پرعزم ہے۔ مال مویشی شعبہ میں ترقی ہی غذائی تحفظ کو یقینی بناسکتی ہے۔ (ڈان، 1 فروری، صفحہ 17)

وزیر مال مویشی و ماہی گیری سندھ عبدالباری پتافی نے سندھ اسمبلی کو آگاہ کیا ہے کہ ٹھٹھہ اور بدین میں زیرو پوائنٹ کے مقام پر قبضہ چھڑا کر علاقہ مقامی ماہی گیروں کے حوالے کردیا گیا ہے۔ ایک اور سوال کے جواب میں ان کا کہنا تھا کہ آخری مویشی شماری 2006 میں ہوئی تھی اور اگلی شماریات 2016 ہونا تھی جو کئی وجوہات کی بنا پر نہیں ہوسکی۔ اندازوں کے مطابق 2008 میں مویشیوں کی تعداد 15,417,883 (15.4 ملین) تھی جبکہ 2018 میں مویشیوں کی تعداد کا اندازہ 22,796,419 (22.7 ملین) لگایا گیا تھا۔ (ڈان، 26 فروری، صفحہ 16)

- ڈیری

ایک خبر کے مطابق پاکستان دودھ پیدا کرنے والا دنیا کا پانچواں بڑا ملک ہے جہاں دودھ کی پیداوار سالانہ 50 بلین لیٹر ہے۔ اندازے کے مطابق ملک میں پنیر کی سالانہ طلب 5,000 ٹن ہے جبکہ پنیر کی مقامی پیداوار تقریباً 3,049 ٹن ہے۔ سرمایہ کاری کے لیے پنیر کی پیداوار ایک ابھرتا ہوا شعبہ ہے۔ اس حوالے سے چھوٹے اور درمیانے درجے کے کاروبار کو فروغ دینے والے ادارے اسمال اینڈ میڈیم انٹرپرائزز ڈیولپمنٹ اتھارٹی (SMEDA) نے ملکی اور غیر ملکی سرمایہ کاری کے لیے پنیر سے تیار کردہ ڈیری مصنوعات سے متعلق ایک دستاویز (چیز ویلیو ایڈڈ ڈیری پروڈکٹ: پروسپیکٹس فار پاکستان) کا اجراء کیا ہے۔ یہ دستاویز ملکی اور غیر ملکی سرمایہ کاروں کے لیے مستقبل میں اس شعبہ میں سرمایہ کاری کے لیے معاون ہوگی۔ (بزنس ریکارڈر، 1 اپریل، صفحہ 5)

ماہی گیری

وزیر مال مویشی و ماہی گیری سندھ عبدالباری پتافی نے وفاقی حکومت کی جانب سے گہرے سمندر میں شکار کے لیے اجازت ناموں (لائسنس) کے مسلسل اجراء اور سندھ میں ماہی گیری کی نگرانی کے نظام سے متعلق ٹھیکے پر تحفظات کا اظہار کیا ہے۔ صحافیوں سے بات کرتے ہوئے صوبائی وزیر کا کہنا تھا کہ اٹھارویں آئینی ترمیم سے پہلے ماہی گیری 12 بحری میل تک محدود تھی۔ اس سے آگے 20 بحری میل تک بفرزون تھا۔ اٹھارویں ترمیم کے بعد شعبہ ماہی گیری کے معاملات صوبوں کو منتقل ہوگئے اور سندھ بھی گہرے سمندر میں شکار کے اجازت نامے جاری کرنے کا مجاز ہوگیا ہے۔ تاہم وفاقی حکومت اب تک سندھ میں ماہی گیری کی نگرانی کے نظام کے لیے ٹینڈر جاری کررہی ہے۔ انھوں نے مزید کہا کہ ان کا ادارہ (سمندری نگرانی کے لیے) اپنی پولیس متعارف کروائے گا اور سندھ اسمبلی اس حوالے سے ضروری قانونی سازی کرے گی۔ (ڈان، 3 فروری، صفحہ 17)

وزیر اعلیٰ بلوچستان جام کمال خان نے پسنی کی بندرگاہ (فش ہاربر) کی دوبارہ جدید سہولیات کے ساتھ علاقے کے کسی اور مقام پر تعمیر کی تجویز دی ہے، کیونکہ موجودہ بندرگاہ کو فعال نہیں بنایا جاسکتا۔ پسنی بندرگاہ کے حوالے سے منعقد کیے جانے والے اجلاس کی صدارت کرتے ہوئے وزیر اعلیٰ نے گزشتہ 10 سالوں سے بندرگاہ کے غیر فعال ہونے اور ملازمین کو تنخواہوں کی مد میں 1.5 بلین روپے کی ادائیگی پر برہمی کا اظہار کیا۔ وزیر اعلیٰ نے متعلقہ حکام کو ہدایت کی ہے کہ صوبے کی تمام بندر گاہیں اور جیٹیوں کو ایک اتھارٹی کے تحت نجی سرکاری شراکت داری میں چلانے پر غور کریں اور دلچسپی رکھنے والے سرمایہ کاروں کو راغب کرنے کے لیے اخبارات میں اس منصوبہ بندی کا اشتہار شائع کریں۔ (ڈان، 19 فروری، صفحہ 5)

ایک مضمون کے مطابق آبی ماحولیات (ایکواکلچر) غذائی شعبوں میں دنیا میں سب سے تیزی سے ابھرتا ہوا شعبہ ہے۔ عالمی سطح پر ماہی گیری مصنوعات (فش پروڈکٹس) کی مانگ میں سالانہ نو فیصد اضافہ ہورہا ہے۔ تاہم پاکستان میں میٹھے پانی کا آبی ماحول مچھلی کی پیداوار کے حوالے سے کم پیداوار اور کم قدر کا شکار ہے جبکہ سمندر اور ساحلی ماحول میں جھینگوں کی پرورش کا رجحان پایا ہی نہیں جاتا ہے۔ آبی ماحولیات کا پڑوسی ممالک سے موازنہ اس کی خراب کارکردگی کو ظاہر کرتا ہے۔ بھارت اور بنگلہ دیش میں آبی ماحولیات کی بالترتیب 6.8 اور 9.5 فیصد بڑھوتری کے مقابلہ میں پاکستان میں یہ شرح 1.5 فیصد ہے۔ سمندری ماہی گیری کا شعبہ جس کا مرکز سندھ ہے، مچھلیوں کے حد سے زیادہ شکار کی وجہ سے تنزلی کا شکار ہے جہاں 137,000 افراد براہ راست ماہی گیری جبکہ 29,000 افراد آبی ماحولیات کے دیگر شعبوں سے وابستہ ہیں۔ سندھ میں ماہی گیروں کے 60 فیصد سے زائد گھرانے خط غربت سے نیچے زندگی گزار رہے ہیں۔ ماہی گیری میں اضافے کی مدد سے ان کی آمدنی اور خوراک کو بہتر بنایا جا سکتا ہے۔ (امین احمد، ڈان، 11 مارچ، صفحہ 2، بزنس اینڈ فنانس)

کینجھر جھیل، ٹھٹھہ میں ماہی گیری کا اجازت نامہ (لائسنس) رکھنے والے 400 سے زائد ماہی گیروں کو قرعہ اندازی کے ذریعے کشتی کے انجن، جال، سائیکل اور برف رکھنے کے ڈبے دیے گئے ہیں۔ وزیر مال مویشی

و ماہی گیری سندھ عبدالباری پتافی نے یہ سامان ماہی گیروں میں تقسیم کیا۔ صوبائی وزیر کا اس موقع پر کہنا تھا کہ جھیل میں مختلف مچھلیوں کے 450,000 بیج (سیڈلنگ) بھی چھوڑے گئے ہیں جبکہ جون کے مہینے میں مزید 260,000 بیج جھیل میں چھوڑے جائیں گے۔ (ڈان، 30 مارچ، صفحہ 17)

پاکستان نے جذبہ خیر سگالی کے تحت 100 بھارتی ماہی گیروں کو رہا کردیا ہے۔ بھارتی ماہی گیروں کو کراچی جیل سے آزاد کیا گیا ہے۔ ایدھی فاؤنڈیشن نے ان ماہی گیروں کے لیے کراچی تا واہگہ سرحد تک سفری انتظامات کیے ہیں۔ محکمہ داخلہ سندھ کے افسر کے مطابق اس ماہ کے دوران پاکستان مزید 260 بھارتی ماہی گیروں کو رہا کرے گا۔ اس سے پہلے محکمہ خارجہ کے ترجمان ڈاکٹر محمد فیصل نے ہفتہ وار جائزے میں کہا تھا کہ پاکستان ماہ اپریل میں 360 بھارتی قیدیوں کو رہا کرے گا جن میں 355 ماہی گیر اور پانچ دیگر شہری شامل ہیں۔ (ڈان، 8 اپریل، صفحہ 13)

وزیر مال مویشی و ماہی گیری سندھ عبدالباری پتافی نے سندھ اسمبلی کو بتایا ہے کہ پاکستان مرین فشریز ڈپارٹمنٹ، جو وفاقی حکومت کا ماتحت ادارہ ہے، ساحل پر غیر قانونی طور پر مچھلیوں کا شکار کو روکنے میں ناکام رہا ہے۔ محکمہ کی خامیوں کی وجہ سے سمندر میں مچھلیوں کا غیر قانونی شکار جاری ہے جس کا کام ساحلی علاقوں میں غیر قانونی ماہی گیری کا نگرانی کرنا ہے لیکن وہ اپنا کام کرنے میں ناکام ہے۔ انھوں نے مزید کہا کہ ''مجھے نہیں پتا کہ انھوں نے غیر قانونی ماہی گیروں سے کوئی سمجھوتہ کیا ہے یا وہ ان کی نگرانی کی صلاحیت نہیں رکھتے''۔ ایوان میں پوچھے گئے ایک اور سوال پر صوبائی وزیر کا کہنا تھا کہ ''منچھر جھیل میں ماحولیات اور پانی کے معیار سے آبی حیات کو کسی قسم کا خطرہ لاحق نہیں ہے اور آلودہ ماحول کی وجہ سے منچھر جھیل میں کوئی مچھلی ہلاک نہیں ہوئی''۔ (ڈان، 17 اپریل، صفحہ 16)

پاکستان نے جذبہ خیر سگالی کے تحت مزید 100 بھارتی ماہی گیروں کو کراچی سینٹرل جیل سے رہا کردیا ہے۔ ان ماہی گیروں کو مختلف کارروائیوں کے دوران پاکستانی سمندری حدود میں غیر قانونی شکار کرتے ہوئے

گرفتار کیا گیا تھا۔ ماہی گیروں کو ریل گاڑی کے ذریعے لاہور روانہ کیا جائے گا جہاں سے انھیں واہگہ سرحد پر بھارتی حکام کے حوالے کردیا جائے گا۔ پاکستان گزشتہ ایک ماہ میں خیرسگالی کے طور پر 360 بھارتی ماہی گیروں کو رہا کرچکا ہے۔ (بزنس ریکارڈر، 22 اپریل، صفحہ 15)

مرغبانی

حسن ابدال کے علاقے جلو میں واقع مرغی خانوں میں گزشتہ کچھ ہفتوں میں رانی کھیت کی بیماری سے ہزاروں مرغیاں ہلاک ہوگئی ہیں۔ رانی کھیت ایک وبائی بیماری ہے جو مرغیوں اور ہر عمر کے پرندوں کو متاثر کرتی ہے۔ متاثرہ مرغی خانوں کے مالکان کا کہنا ہے کہ تین اقسام کی بیماریاں ایک ماہ میں ہزاروں مرغیوں کی ہلاکت کی وجہ ہیں۔ مالکان نے خدشے کا اظہار کیا ہے کہ موجودہ صورتحال مقامی منڈیوں میں مرغیوں کی قلت کا سبب بنے گی۔ مالکان کا کہنا ہے کہ متعلقہ حکام نے متاثرہ علاقے میں اس بیماری کی روک تھام اور علاج کے لیے کوئی اقدامات نہیں کیے ہیں۔ (ڈان، 14 مارچ، صفحہ 4)

- شتر مرغبانی

وزیر مال مویشی پنجاب سردار حسنین دریشک نے لاہور میں یونیورسٹی آف ویٹری اینڈ اینمل سائنسس (UVAS) کی شتر مرغ کے گوشت کی دکان کا افتتاح کیا ہے۔ محکمہ مال مویشی پنجاب نے صوبے بھر میں گوشت کی دکانوں پر شتر مرغ کے گوشت کی ترسیل کو یقینی بنانے کا فیصلہ کیا ہے۔ محکمہ ویٹری یونیورسٹی اور اوسٹرچ ایسوسی ایشن آف پاکستان کے اشتراک سے شتر مرغ کے گوشت کی فروخت کو فروغ دینے کے منصوبے پر کام کررہا ہے۔ صوبائی وزیر کا اس موقع پر کہنا تھا کہ پنجاب میں شتر مرغ کے 400 باڑوں کا اندراج کیا جاچکا ہے جہاں 20,000 شتر مرغ پالے گئے ہیں۔ شتر مرغ کا گوشت 1,300 سے 1,500 روپے فی کلو فروخت ہوگا۔ انھوں نے مزید کہا کہ ''حکومت عوام کو سستا اور معیاری گوشت فراہم کرنے کے لیے کام کررہی ہے''۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 16 جنوری، صفحہ 11)

۷۔ تجارت

برآمدات

وفاقی وزیر قومی غذائی تحفظ و تحقیق صاحبزادہ محبوب سلطان نے پاکستان و تاجکستان کے درمیان تجارت میں اضافے کی خواہش کا اظہار کیا ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ پاکستان دنیا کا بہترین کینو اور آم پیدا کرنے والا ملک ہے۔ تاجک سفیر سے ملاقات کے دوران وفاقی وزیر نے اس سال اپریل میں زرعی شعبہ میں دوطرفہ فوائد پر بات چیت کے لیے اجلاس منعقد کرنے پر اتفاق کیا ہے۔ وفاقی وزیر کا مزید کہنا تھا کہ تاجکستان پاکستانی آم بھی درآمد کرنے پر غور کرے جو پہلے ہی ڈیری مصنوعات، چینی اور آلو پاکستان سے درآمد کررہا ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 10 جنوری، صفحہ 20)

پاکستان میں چین کے سفیر یاؤ جنگ نے وفاقی وزیر قومی غذائی تحفظ و تحقیق صاحبزادہ محبوب سلطان سے ملاقات میں کہا ہے کہ چین پاکستان کے ساتھ سماجی معاشی تعلقات کو مستحکم کرنے اور پاکستان سے چین کو برآمدات مزید بڑھانے کا خواہشمند ہے۔ چیری، آلو، گندم، کینو، چاول اور آم چین کے لیے پرکشش غذائی اشیاء ہیں۔ چین ہائبرڈ چاول کے بیج کی مہارت کی جانچ کے لیے باضابطہ طور پر پاکستانی ماہرین کو چین مدعو کرے گا۔ اس موقع پر وفاقی وزیر کا کہنا تھا کہ دونوں ممالک مویشیوں میں منہ کھر کی بیماری سے محفوظ زون قائم کرنے کے لیے باہمی اشتراک کی طرف بڑھ رہے ہیں اور اس حوالے سے دونوں جانب سے بات چیت جاری ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 12 جنوری، صفحہ 13)

وزیر اعظم کے مشیر برائے تجارت، ٹیکسٹائل، صنعت و پیداوار عبد الرزاق داؤد نے چاول کے برآمد کنندگان سے بات چیت کے دوران کہا ہے کہ پاکستان سی پیک کے تحت بنیادی ڈھانچوں اور توانائی منصوبوں کے بجائے زرعی بڑھوتری اور برآمدات میں اضافے کے لیے چین سے مدد چاہتا ہے۔ ان کا مزید کہنا تھا کہ ''ہم سی پیک کے تحت مزید توانائی کی پیداوار اور شاہراہوں کے منصوبے نہیں چاہتے ہیں، ہمیں زرعی اور

برآمدی شعبوں کے لیے چین کے تعاون کی ضرورت ہے''۔ گزشتہ کچھ سالوں میں چاول کی برآمدات 300 ملین ڈالر سے دو بلین ڈالر تک پہنچ گئی ہے اور یہ سب رائس ایکسپورٹرز ایسوسی ایشن آف پاکستان (REAP) کی قیادت کی دور اندیشی کی وجہ سے ممکن ہوا۔ انھوں نے REAP (ریپ) کو یقین دہانی کروائی ہے کہ وہ کوشش کریں گے کہ چاول صفر درجہ محصول شعبہ جات میں شامل ہو تاکہ اس کے برآمد کنندگان مزید فوائد حاصل کرسکیں۔ (بزنس ریکارڈر، 3 فروری، صفحہ 12)

ڈائریکٹر جنرل ٹریڈ ڈیولپمنٹ اتھارٹی آف پاکستان (TDAP) اظہر علی ڈاہر کے مطابق مرغبانی شعبہ نے مرغبانی مصنوعات کی برآمد کے لیے نقل حمل پر 50 فیصد زرتلافی دینے کا مطالبہ کیا ہے۔ اس کے علاوہ مرغبانی شعبہ نے قیمت کے حوالے سے مصنوعات کو مسابقت کے قابل بنانے کے لیے درآمدات پر عائد ڈیوٹی، مقامی سطح پر عائد محصولات کو بھی ختم کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔ پاکستان دنیا کا دودھ پیدا کرنے والا چھٹا، گوشت اور مرغبانی مصنوعات پیدا کرنے والا آٹھواں بڑا ملک ہے۔ تاہم بین الاقوامی حلال منڈی میں ممکنہ مواقع سے اب تک فائدہ اٹھانا باقی ہے۔ اظہر علی ڈاہر نے متعلقہ اداروں پر زور دیا ہے کہ وہ اپنے حلال معیارات اور سند جاری کرنے کے لیے ایک ادارہ قائم کریں جو عالمی حلال کونسل سے منسلک ہو۔ اس کے علاوہ حلال پارکس، حلال خصوصی برآمدی زون جیسے بنیادی ڈھانچے بھی قائم ہونے چاہیے جہاں محصولات کے حوالے سے مراعات حاصل ہوں۔ (بزنس ریکارڈر، 6 مارچ، صفحہ 3)

ایک خبر کے مطابق کامرس ڈویژن کے ایک افسر نے تصدیق کی ہے کہ چینی حکومت نے آخر کار پاکستان کو رواں مالی سال میں تین اجناس چاول، چینی اور دھاگہ (یارن) کی ایک بلین ڈالر مالیت کی چینی منڈی تک رسائی دینے کی پیشکش کی ہے۔ حکام کا کہنا ہے کہ چین کو چاول کی ترسیل پہلے ہی شروع ہوگئی ہے جو وزیر اعظم عمران خان کے گزشتہ سال نومبر میں دورہ چین کے دوران ہونے والے معاہدے کا حصہ ہے۔ معاہدے کے تحت رواں سال پاکستانی برآمد کنندگان کو 300 ملین ڈالر مالیت کے 200,000 ٹن چاول اور 300,000 ٹن چینی چین برآمد کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔ اس کے علاوہ معاہدے میں 700 ملین ڈالر

مالیت کے سوتی دھاگے کی چینی منڈی تک ترجیحی رسائی بھی شامل ہے۔ چینی حکام متعدد بار درخواست کے باوجود پاکستان سے ان اشیاء کی درآمد میں اضافے کے حق میں نہیں تھے۔ حکام کے مطابق برآمد کنندگان کے پاس اس سہولت سے فائدہ اٹھانے کے لیے صرف نو ماہ کا وقت ہے کیونکہ یہ سہولت 31 دسمبر کو ختم ہورہی ہے۔ (ڈان، 22 مارچ، صفحہ 10)

وزیر اعظم کے مشیر برائے صنعت و تجارت اور ٹیکسٹائل عبدالرزاق داؤد نے سینیٹ کی قائمہ کمیٹی برائے تجارت کو آگاہ کیا ہے کہ چین کی جانب سے ایک بلین ڈالر کے ٹیکس فری پیکج کے تحت اب تک 150,000 ٹن چینی برآمد کی جاچکی ہے جبکہ 200,000 ٹن چاول کی برآمد جون تک مکمل ہو جائے گی۔ چین نے پاکستان کو چاول، چینی اور 350,000 ٹن سوتی دھاگہ (محدود مدت کے لیے) بلامحصول چین برآمد کرنے کی سہولت دی تھی۔ سینیٹ کمیٹی کے چیئرمین مرزا محمد آفریدی نے خدشہ ظاہر کیا کہ سوتی دھاگے کی برآمد سے مقامی کپڑے کی صنعت کو نقصان ہوگا اور پاکستانی منڈی میں اس کی قیمت بڑھے گی۔ اس خدشہ پر مشیر تجارت کا کہنا تھا کہ پاکستان میں سوتی دھاگے کی وافر پیداوار ہے اس لیے ایسی صورتحال پیدا نہیں ہوگی۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 24 اپریل، صفحہ 20)

- گندم

پاسکو کے جاری کردہ اعلامیہ کے مطابق کابینہ کی اقتصادی رابطہ کمیٹی نے 500,000 ٹن گندم برآمد کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ پاسکو پہلے سے موصول شدہ قیمت فروخت 32,759 روپے فی ٹن پر 400,000 ٹن گندم بحری راستے سے اور 100,000 ٹن گندم زمینی راستے سے برآمد کرے گی۔ جنوری میں پاسکو کو 100,000 ٹن گندم کی برآمد کے لیے کیے گئے نیلام عام میں 32,759 روپے فی ٹن کی بولی موصول ہوئی تھی۔ اب پاسکو مزید 500,000 ٹن گندم اسی قیمت پر فروخت کرنا چاہتی ہے۔ ادارہ شماریات پاکستان کے مطابق پاکستان نے موجودہ پیشکش 234 ڈالر (32,759 روپے) فی ٹن کے مقابلے میں گزشتہ چھ ماہ (جولائی تا دسمبر 2018) میں اوسطاً 210.5 ڈالر فی ٹن کے حساب سے گندم برآمد کی تھی۔ ایگری فورم پاکستان کے

چیئرمین ڈاکٹر ابراہیم مغل کے مطابق ملک میں اندازاً 4.5 ملین ٹن ضرورت سے زائد گندم موجود ہے۔ گزشتہ سال 25.5 ملین ٹن گندم کی پیداوار ہوئی تھی جبکہ ملکی طلب 24.4 ملین ٹن ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 15 فروری، صفحہ 13)

یورپی تاجروں کے مطابق پنجاب حکومت کی جانب سے 100,000 ٹن گندم کی فروخت اور برآمد کے لیے دیے جانے والے ٹینڈر میں 250 ڈالر فی ٹن قیمت نے خریداروں کو متوجہ کیا ہے۔ ٹینڈر کا اجراء حکومتی سطح پر گندم کے برآمدی پروگرام کا حصہ ہے۔ تاجروں کے مطابق گندم کی قیمت زیادہ ہے جس کا مطلب ہے کہ گندم بغیر زرتلافی برآمد ہوسکتی ہے۔ حکومت پاکستان نے نومبر میں 500,000 ٹن گندم زرتلافی کے ساتھ برآمد کرنے کی منظوری دی تھی۔ (بزنس ریکارڈر، 21 فروری، صفحہ 15)

حکومت نے گندم کے اضافی ذخیرے کو کم کرنے اور عالمی منڈی میں قیمتوں میں اضافے کے تناظر میں پاسکو کو 0.5 ملین ٹن اضافی گندم برآمد کرنے کی منظوری دیدی ہے۔ اس سے قبل حکومت نے پاسکو، سندھ اور پنجاب کو ایک ملین ٹن گندم اور اس سے بنی مصنوعات برآمد کرنے کی منظوری دی تھی۔ وزارت قومی غذائی تحفظ وتحقیق کے مطابق پاسکو اور سندھ و پنجاب کے محکمہ خوراک نے کسانوں سے 0.9 ملین ٹن گندم خریدی تھی جبکہ ان کے پاس پہلے ہی 5.94 ملین ٹن گندم کا ذخیرہ موجود تھا۔ سال 2018 کا آغاز 11.93 ملین ٹن گندم کے بھاری ذخائر کے ساتھ ہوا تھا اور اس وقت ملک میں 7.43 ملین ٹن گندم کا ذخیرہ موجود ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 24 فروری، صفحہ 20)

سندھ کابینہ نے کھلی فروخت کے ذریعے 500,000 ٹن گندم برآمد کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس حوالے سے وزیر خوراک ہری رام اور سیکریٹری خزانہ و دیگر ارکان پر مشتمل کمیٹی قائم کی گئی ہے جسے گندم کی برآمد کے لیے برآمد کنندگان سے بات کرنے اور انھیں سہولیات فراہم کرنے کا ہدف دیا گیا ہے۔ اجلاس میں کابینہ کے زیادہ تر ارکان نے گندم کی خریداری مہم کی مخالفت کرتے ہوئے کہا ہے کہ اس مہم سے چھوٹے کسانوں

کو کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔ کابینہ ارکان کا کہنا تھا کہ گندم کی نئی قیمت کا تعین منڈی پر چھوڑ دیا جائے۔ کابینہ نے فیصلہ کیا ہے کہ پہلے برآمد کنندگان سے گندم کی برآمد کے لیے بات کی جائے اس کے بعد کابینہ کے اگلے اجلاس میں گندم کی خریداری کا ہدف مقرر کیا جائے گا۔ محکمہ خوراک سندھ کے پاس اس وقت 800,000 ٹن اضافی گندم موجود ہے۔ (بزنس ریکارڈر، 28 فروری، صفحہ 15)

وفاقی وزیر اطلاعات ونشریات فواد چوہدری نے ذرائع ابلاغ سے بات کرتے ہوئے کہا ہے کہ وفاقی کابینہ نے ایک ملین ٹن گندم برآمد کرنے کی منظوری دیدی ہے۔ اس کے علاوہ شماریات ڈویژن (اسٹیٹسٹک ڈویژن) کا نام تبدیل کرکے ''سوشل پروٹیکشن اینڈ پاورٹی ایلیویشن ڈویژن'' کرنے اور اس کے انتظامی اختیارات وزارت منصوبہ بندی وترقی کے سپرد کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ (بزنس ریکارڈر، 3 اپریل، صفحہ 1)

- چاول

وزیر اعظم عمران خان کے حالیہ دورہ قطر کے دوران قطر حکومت نے پاکستانی چاول کی درآمد پر عائد پابندی ختم کرنے پر رضامندی ظاہر کردی ہے۔ پاکستان کی وزارت تجارت وصنعت نے قطر کے ساتھ چاول کے درآمدی ممالک کی فہرست سے پاکستان کے انخلا کے مسئلے کو دوبارہ اٹھایا تھا جو آخر کار وزیراعظم پاکستان کے دورے کے بعد حل ہوا۔ چاول برآمد کرنے کے لیے قطر کی ٹھیکہ جاری کرنے والی مرکزی کمیٹی (سینٹرل ٹینڈرنگ کمیٹی) نے 12-2011 کے دوران سوائے بھارت کے پاکستان سمیت دیگر تمام ممالک سے چاول کی برآمد پر پابندی عائد کردی تھی۔ اس پابندی کی وجہ 12-2011 میں برآمد کنندگان کی جانب سے قطر حکومت کے سرکاری ٹھیکے کے بدلے کم معیار کے پاکستانی چاول کی برآمد تھی۔ اس پابندی کا فائدہ بھارتی چاول برآمد کنندگان کو ہوا اور قطر کو بھارتی چاول کی برآمد جو 2011 میں 18,774 ٹن تھی سال 2017 میں 142,000 ٹن تک پہنچ گئی۔ اس پابندی کے خاتمے سے پاکستان سے قطر کو 40 سے 50 ملین ڈالر مالیت کے چاول کی برآمد متوقع ہے اگر معیار کو برقرار رکھا گیا۔ قطر سالانہ 200,000 ٹن چاول درآمد کرتا ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 24 جنوری، صفحہ 20)

- کینو

وفاقی وزیر قومی غذائی تحفظ و تحقیق صاحبزادہ محبوب سلطان نے کہا ہے کہ کینو کی برآمدات میں یورپی یونین اور دیگر ترقی یافتہ ممالک سے مسابقت کے لیے پاکستانی کاشتکاروں کو کیڑوں کی روک تھام کے مربوط معیاری اصولوں کو اپنانا لازمی ہے۔ امریکہ، جاپان، جنوبی کوریا اور وسطی ایشیاء کے دیگر ممالک پاکستان سے کینو درآمد نہیں کررہے ہیں اور جو ممالک کینو درآمد کررہے ہیں وہ اس کی مناسب قیمت ادا نہیں کررہے ہیں۔ تاہم اب چین اور فلپائن پاکستانی کینو برآمد کیے جاسکتے ہیں۔ ان دونوں ممالک کے ذریعے کینو کی برآمدات کو 20 فیصد بڑھایا جاسکتا ہے۔ پاکستانی کینو 58 سے زائد ممالک کو برآمد کیا جاتا ہے۔ (ڈان، 4 جنوری، صفحہ 4)

ایک خبر کے مطابق پاکستان نے دسمبر 2018 سے اب تک 125,000 ٹن کینو 500 ڈالر فی ٹن کے حساب سے برآمد کیا ہے۔ اس سال 350,000 ٹن کینو برآمد کرنے کا ہدف مقرر کیا گیا ہے جو مارچ اپریل تک مکمل ہوگا۔ آل پاکستان فروٹ اینڈ ویجی ٹیبل ایکسپورٹرز، امپورٹرز اینڈ مرچنٹس ایسوسی ایشن (PFVA) کے سربراہ وحید احمد کا کہنا ہے کہ اگر بارشوں سے باغات کو نقصان نہ ہوا اور کینو کی ترسیل کا عمل معمول کے مطابق جاری رہا تو کینو کی برآمد کا ہدف حاصل کرلیا جائے گا۔ گزشتہ سال 200 ملین ڈالر مالیت کا 375,000 ٹن کینو برآمد کیا گیا تھا۔ زیادہ تر کینو روس، فلپائن، انڈونیشیاء اور متحدہ عرب امارات کو برآمد کیا گیا۔ (ڈان، 9 جنوری، صفحہ 11)

2015-16 کے اعداد و شمار کے مطابق پاکستان میں 206,569 ہیکٹر رقبے پر تقریباً 2.5 ملین ٹن ترش پھل (سٹرس فروٹ) کی پیداوار ہوتی ہے۔ ترش پھل کا 80 فیصد کینو پر مشتمل ہے جو ایک اہم برآمدی جنس ہے۔ پاکستان کینو پیدا کرنے والا دنیا کا 12 واں بڑا ملک ہے لیکن مختلف بیماریوں، کم پیداوار، ناقص معیار، عالمی منڈی میں بغیر بیج کا کینو پسند کیے جانے کی وجہ سے مسابقت نہ کرپانے کی بدولت یہ پھل ملک میں اپنی توانائی بخش افادیت سے محروم ہورہا ہے۔ کاشتکار اور برآمد کنندگان کینو کے جینیاتی وسائل کے معیار و

طاقت کے حوالے سے مسائل کا شکار ہیں۔ 1950 میں منڈارین قسم کے کینو کے جینیاتی وسائل متعارف کرائے گئے تھے جو اب ناصرف پیداوار بلکہ کیڑوں کے حملہ سے مزاحمت رکھنے کے حوالے سے بھی اپنی طاقت و معیار کھو چکے ہیں۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 14 جنوری، صفحہ 20)

- آلو

ایک ایسے وقت میں کہ جب کاشتکار آلو کی قیمت کم ہونے کی وجہ سے بحران کا شکار ہیں اور پیداوار جاری رکھنے کے لیے زرتلافی کا مطالبہ کررہے ہیں، چین نے پاکستانی سفارتکار کے ساتھ اجلاس میں پاکستانی آلو درآمد کرنے میں دلچسپی کا اظہار کیا ہے۔ چین جو مختلف ممالک سے ایک ملین ٹن آلو درآمد کرتا ہے، صفائی و معیاری تقاضے (سینٹری اینڈ فائٹو سینٹری) پورے کرنے کے بعد پاکستان سے آلو درآمد کرے گا۔ فیڈریشن آف پاکستان چیمبرز آف کامرس اینڈ انڈسٹری (FPCCI) کے سابق نائب صدر وحید احمد کا کہنا ہے کہ آلو کی پیداوار کے حوالے سے وثوق سے کچھ نہیں کہا جاسکتا ہے تاہم اندازوں کے مطابق چھ ملین ٹن آلو کی پیداوار ہوئی ہے۔ پاکستان سالانہ 300,000 سے 400,000 ٹن آلو برآمد کرتا ہے۔ آلو کی برآمد کو فروغ دینے کے لیے حکومت نے اس کی برآمد پر عائد تمام محصولات ختم کردیے ہیں۔ پاکستان وسط ایشیائی ریاستوں، روس، ملیشیا، خلیجی ممالک اور سری لنکا کو آلو برآمد کرتا ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 18 جنوری، صفحہ 20)

قومی اسمبلی کی قائمہ کمیٹی برائے قومی غذائی تحفظ و تحقیق نے آلو کے بحران کا مسئلہ وزیر اعظم کے سامنے اٹھانے کا فیصلہ کیا ہے جس کی وجہ سے وسطی پنجاب کے آلو کے کاشتکار (قیمت میں کمی کی وجہ سے) بحرانی صورتحال کا سامنا کررہے ہیں۔ کمیٹی نے خدشہ ظاہر کیا ہے کہ اس صورتحال میں کسان اگلے سال آلو کے بجائے دوسری فصلوں کی کاشت کی طرف راغب ہوسکتے ہیں۔ کمیٹی کے اجلاس میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ آلو کے بحران پر وزیر اعظم کو آگاہ کیا جائے گا اور اس کے حل کے لیے تجاویز پیش کی جائیں گی۔ اجلاس میں بتایا گیا کہ مارچ میں 160,000 ٹن آلو برآمد کیا جائے گا جس کے لیے برآمدی طلب (آڈر) موصول

ہو چکی ہے۔ (ڈان، 13 مارچ، صفحہ 5)

- حلال گوشت

ایوان صنعت و تجارت کراچی (KCCI) کے دورے کے دوران ملائیشیاء کے صوبے ٹیرنگانو کے اقتصادی مشیر حاجی روسلن عبدالرحمٰن نے پاکستان کی کاروباری برادری پر زور دیا ہے کہ وہ ملائیشیاء گوشت برآمد کرنے کے امکانات پر سنجیدگی سے غور کریں۔ ملائیشیاء میں گوشت کی دو بلین ڈالر کی منڈی ہے جس میں سے صرف 24 فیصد گوشت ہی مقامی طور پر ترسیل ہوتا ہے اور باقی گوشت کئی ممالک سے برآمد کیا جارہا ہے۔ ملائیشیاء کی گوشت کی آدھی ضرورت غیر مسلم ممالک آسٹریلیا، برازیل، نیوزی لینڈ، چین اور تھائی لینڈ سے برآمد شدہ گوشت سے پوری ہوتی ہے۔ پاکستان اور ملائیشیاء کے درمیان کئی سالوں سے برادرانہ تعلقات کے باوجود گوشت کا ایک کنٹینر بھی پاکستان سے ملائیشیاء برآمد نہیں کیا گیا ہے۔ (بزنس ریکارڈر، 12 جنوری، صفحہ 13)

چیئرمین آل پاکستان میٹ ایکسپورٹرز اینڈ پروسیسرز ایسوسی ایشن (APMEPA) ناصب احمد سیفی نے دعویٰ کیا ہے کہ کویت نے غیر معیاری گوشت کی فراہمی کی وجہ سے کچھ بڑے بھارتی گوشت برآمد کنندگان پر پابندی عائد کردی ہے جس کے بعد اب پاکستانی گوشت برآمد کنندگان کے لیے کویت، سعودی عرب اور ایران کی منڈی پر قبضہ کرنے کا نادر موقع ہے۔ جن کمپنیوں پر پابندی عائد کی گئی ہے وہ صرف سعودی عرب کو ہی یومیہ تقریباً 200 ٹن گوشت برآمد کررہی تھیں۔ حکومت کی مدد سے پاکستان اپنی گوشت کی برآمد کو سالانہ دو بلین ڈالر تک بڑھا سکتا ہے۔ اس موقع سے فائدہ اٹھانے کے لیے حکومت کو برآمد کنندگان کو مراعات دینی ہوں گی۔ حکومت کو گوشت کی برآمد پر آٹھ سے 10 فیصد (ٹیکس میں) چھوٹ دینی چاہیے۔ (بزنس ریکارڈر، 18 اپریل، صفحہ 7)

درآمدات

- کپاس

کابینہ کی اقتصادی رابطہ کمیٹی نے وزیر خزانہ اسد عمر کی سربراہی میں بغیر محصول کپاس درآمد کرنے کی اجازت دے دی ہے۔ کپڑے کی صنعتوں کے مطالبے پر حکومت نے کپاس کی درآمد پر کسٹم ڈیوٹی، ایڈیشنل کسٹم ڈیوٹی، سیلز ٹیکس پر یکم فروری تا 30 جون، 2019 تک کے لیے چھوٹ دی ہے۔ (ڈان،16 جنوری، صفحہ10)

ملک میں اعلیٰ معیارکی کپاس نہ ہونے کے باعث مقامی کپڑے کی صنعت کا انحصار درآمدی کپاس پر بڑھتا جارہا ہے۔ امریکہ سے درآمد ہونے والی کپاس کپڑے کی صنعت کے لیے پیداواری لاگت میں اضافے اور کپاس کی دستیابی جیسے مسائل پر قابو پانے کے لیے بہت مددگار ثابت ہورہی ہے۔ نتیجے میں امریکہ سے کپاس کی درآمد تیزی سے بڑھتی جارہی ہے۔ امریکی کپاس کے فروغ کے ادارے کاٹن کونسل انٹرنیشنل (CCI) کے اعداد و شمار کے مطابق گزشتہ چھ سالوں کے دوران امریکہ سے کپاس درآمد کرنے والی ملوں اور ملبوسات کے کارخانوں کی تعداد میں اضافہ ہوا ہے۔ 2012 میں امریکی لائسنس رکھنے والے کپاس، سوتی دھاگہ اور کپڑا بنانے والے بڑے کاخانوں کی تعداد چھ سے سات تک محدود تھی جو 2018 میں 36 تک پہنچ گئی ہے۔ امریکہ سے کپاس درآمدکرنے والے سرفہرست ممالک میں پاکستان پانچویں نمبر پر ہے۔ پاکستان امریکہ سے 1.5 ملین گانٹھیں کپاس درآمد کررہا ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 17 جنوری، صفحہ20)

ملک میں 1.2 بلین ڈالر مالیت کی 3.5 سے چار ملین گانٹھیں کپاس کی درآمد متوقع ہے کیونکہ کپاس کی سالانہ طلب 15 ملین گانٹھوں کے مقابلے سال 19-2018 میں کپاس کی 10.8 ملین گانٹھوں کی پیداوار کا اندازہ لگایا گیا ہے۔ پی سی جی اے کے جاری کردہ اعداد و شمار کے مطابق 15 جنوری تک پاکستان کی کپاس کی پیداوار میں 7.74 فیصد کمی ہوئی ہے۔ سب سے زیادہ کپاس پیدا کرنے والا صوبہ پنجاب سب

سے زیادہ متاثر ہوا ہے جہاں پیداوار میں گزشتہ سال کے مقابلے میں 10.79 فیصد کمی ہوئی ہے جبکہ سندھ میں کپاس کی پیداوار میں گزشتہ سال کے مقابلے 2.66 فیصد کمی ہوئی ہے۔ غیر معیاری بیج، زہریلے اسپرے اور کپاس کے زیر کاشت رقبے میں کمی کی وجہ سے کپاس کی کاشت پچھلے پانچ چھ سال سے متاثر ہورہی ہے۔ (ڈان، 19 جنوری، صفحہ 10)

ایک خبر کے مطابق پی ٹی آئی کی حکومت نے کپڑے کی صنعت کو کپاس کی درآمد پر محصولات اور ڈیوٹی کا خاتمہ کرکے ایک اور 29 بلین روپے کا امدادی پیکج دیا ہے۔ پی ٹی آئی کی حکومت مسلم لیگ ن کی گزشتہ حکومت کی طرح بڑے سرمایہ داروں کو مدد فراہم کررہی ہے جنہوں نے اربوں روپے کے امدادی پیکج حاصل کیے ہیں۔ حکومت نے حال ہی میں صفر درجہ ٹیکس کے حامل پانچ صنعتی شعبہ جات کے لیے گیس پر 25 بلین روپے کی زرتلافی فراہم کی ہے جس سے سب سے زیادہ فائدہ کپڑے کی صنعت کو ہوا۔ حکومت نے کپڑے کی صنعتوں کے لیے GIDC (جی آئی ڈی سی) کی شرح میں 50 فیصد کمی کرکے ایک اور امدادی پیکج دیا ہے جس کا حجم 40 بلین روپے بنتا ہے۔ کپاس کی درآمد پر چھوٹ دینے سے حکومت کو کسٹم ڈیوٹی کی مد میں 14.6 بلین روپے، ایڈیشنل کسٹم ڈیوٹی کی مد میں 6.9 بلین اور سیل ٹیکس کی مد میں 7.7 بلین روپے کا نقصان ہوگا۔ ان مراعات سے ملک کے کپڑے کے بڑے صنعتکار اور پاکستان کو کپاس برآمد کرنے والے ممالک کے کسان فائدہ اٹھائیں گے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 2 فروری، صفحہ 20)

- دالیں

سرکاری اعداد و شمار کے مطابق ملک میں دالوں کی درآمد (جولائی تا جنوری 2018-19) تین فیصد اضافے کے بعد 324.386 ملین ڈالر تک بڑھ گئی ہے۔ دالوں کی درآمدی لاگت میں 8.948 ملین ڈالر اضافہ ہوا ہے جو گزشتہ سال اسی مدت کے دوران 315.448 ملین ڈالر تھی۔ (بزنس ریکارڈر، 19 فروری، صفحہ 5)

- پھل سبزی

بھارت اور پاکستان کے درمیان کشیدگی میں کمی کے بعد بھارت سے سبزیوں کی غیرقانونی درآمد دوبارہ شروع ہوگئی ہے۔ بھارت سے غیر قانونی طور پر لایا گیا لہسن لاہور کی سبزی منڈی میں کھلے عام دستیاب ہے۔ ذرائع کے مطابق دو ٹرکوں پر لدا بھارتی لہسن بادامی باغ سبزی منڈی پہنچنے کے بعد گھنٹوں میں ہی فروخت ہوگیا۔ سرینگر۔مظفرآباد راستے سے مقبوضہ کشمیر اور آزاد کشمیر کے درمیان تجارت کا آغاز ہوچکا ہے اور بھارتی ٹماٹر اور دیگر سبزیوں سے لدے ٹرک راولپنڈی اور لاہور کی سبزی و پھل منڈیوں تک پہنچ گئے ہیں۔ بادامی باغ پھل و سبزی منڈی کی تجارتی انجمن کے جنرل سیکریٹری چودھری خالد محمود کا کہنا ہے کسٹم حکام کو تحریری طور پر اطلاع دیے جانے کے باوجود غیرقانونی درآمد بلا رکاوٹ جاری ہے۔ انھوں نے دعویٰ کیا کہ مبینہ طور پر بھارتی سبزیوں سے لدے ٹرک پنجاب کی منڈیوں تک کسٹم حکام کو رشوت دینے کے بعد پہنچتے ہیں۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 10 مارچ، صفحہ 2)

- ڈیری

ادارہ شماریات پاکستان کے مطابق ملک میں جولائی تا فروری 19-2018 کے دوران ڈیری مصنوعات کی درآمد چھ فیصد کمی کے بعد 158.143 ملین ڈالر ہوگئی ہے۔ ڈیری مصنوعات کی درآمد میں ہونے والی کمی کی مالیت 9.984 ملین ڈالر ہے۔ (بزنس ریکارڈر، 30 مارچ، صفحہ 3)

- مرغبانی

ایک خبر کے مطابق جاپان کی حکومت نے پاکستان کی جانب سے مرغی اور مرغبانی مصنوعات کی درآمد کی اجازت نہ دینے پر پاکستانی حکومت سے احتجاج کیا ہے۔ کامرس ڈویژن نے 18 اپریل، 2016 میں درآمدی پالیسی میں مرغیوں میں ہونے والی بیماری ایوین انفلوائنزہ کی وجہ سے جاپان سے مرغیوں اور مرغبانی سے متعلق مصنوعات کی درآمد پر پابندی عائد کی تھی۔ جاپانی سفارتخانے کے مطابق جاپان نے 15 اپریل، 2018 کو جانوروں کی صحت کی عالمی تنظیم (OIE) کو آگاہ کردیا ہے کہ ان کا ملک ایویان انفلوائنزہ

سے مکمل طور پر پاک ہے۔ (بزنس ریکارڈر، 3 فروری، صفحہ 1)

- کھاد

وزیر خزانہ اسد عمر کی زیر صدارت اقتصادی رابطہ کمیٹی کے اجلاس میں ہنگامی بنیادوں پر 100,000 ٹن یوریا درآمد کرنے کی منظوری دی گئی ہے۔ کمیٹی کو آگاہ کیا گیا تھا کہ بیجائی کا موسم شروع ہوتے ہی منڈی میں یوریا کی قیمت 1,850 روپے تک پہنچ گئی ہے۔ کمیٹی کو بتایا گیا کہ مارچ میں یوریا کی 50 کلو بوری کی قیمت میں 150 روپے تک کا اضافہ کردیا گیا ہے جبکہ اس کی سرکاری قیمت 1,700 سے 1,720 روپے فی بوری ہے۔ (ڈان، 4 اپریل، صفحہ 1)

VI۔ کارپوریٹ شعبہ

زرعی کمپنیاں

نشاط ایگریکلچرل فارمنگ (پرائیوٹ) لمیٹڈ کے فارم منیجر لوئس لیٹگن کا کہنا ہے کہ پاکستان میں زراعت کے لیے زمین زرخیز اور موسم سازگار ہے۔ تاہم طریقہ زراعت خصوصاً صدیوں پرانے آبپاشی طریقوں کو جدید مشینی زراعت کو فروغ دے کر بہتر کرنے کی ضرورت ہے، جس سے پانی کے استعمال، آبپاشی اور بیجائی پر وقت اور افرادی قوت پر آنے والے اخراجات میں کمی ہوگی۔ جنوبی افریقہ سے تعلق رکھنے والے لوئس نشاط گروپ کے زرعی فارموں پر فصلوں کو پانی دینے کے بالائی فوارہ آبپاشی نظام (پیویٹ سسٹم) کی نگرانی کررہے ہیں جو ان کے مطابق روایتی پانی دینے کے طریقے کے مقابلے بہترین آبپاشی نظام ہے۔ نشاط ایگری کلچرل فارمنگ لمیٹڈ کا یہ منصوبہ 1,200 ایکڑ زمین پر مشتمل ہے جس پر یہ آبپاشی نظام نصب کیا گیا ہے جبکہ مزید زمین کے حصول کا عمل جاری ہے۔ کمپنی اس زمین پر کاشت کی جانے والی روڈس گھاس برآمد بھی کررہی ہے۔ (بزنس ریکارڈر، 14 اپریل، صفحہ 3)

غذائی کمپنیاں

بین الاقوامی غذائی و زرعی کمپنی کارگل نے آئندہ تین سے پانچ سالوں میں پاکستان میں 200 ملین ڈالر کی سرمایہ کاری کرنے کا اعلان کیا ہے۔ یہ اعلان کارگل کمپنی کے اعلیٰ افسران کی وزیر اعظم عمران خان اور دیگر اعلیٰ سرکاری افسران سے ملاقات کے بعد کیا گیا۔ کمپنی کی حکمت عملی میں پاکستان بھر میں مختلف شعبہ جات میں اپنے کاروبار کو وسعت دینا شامل ہے۔ ان کاروباری شعبہ جات میں زرعی تجارت و ترسیلی نظام، خوردنی تیل، ڈیری مصنوعات، گوشت اور جانوروں کی خوراک کے شعبے شامل ہیں۔ اس کے علاوہ حفاظت (سیفٹی) اور پیداوار سے لے کر منڈی تک کے تمام مراحل میں خوراک کی نشاندہی کے عمل (فوڈ ٹریسبلٹی) کو یقینی بنانا شامل ہے۔ کارگل پاکستان کے ڈیری شعبہ کی مدد کے لیے عالمی معیار کی جدت متعارف کروائے گی جو پہلے ہی جدیدیت کی جانب گامزن ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ کمپنی خوردنی تیل کی بڑھتی ہوئی طلب اور مرغبانی کی صنعت کی ترقی کی وجہ سے جانوروں کی خوراک کی پھیلتی ہوئی منڈی کے لیے بھی مدد فراہم کرے گی۔ کارگل نے پاکستان میں 1948 میں کام شروع کیا تھا اور آج صاف تیل (ریفائنڈ آئل)، جانوروں کی خوراک، اجناس و خوردنی تیل، کپاس، شکر اور دھات کے کاروبار سے جڑی ہے۔ کارگل پاکستان میں سویابین، پام آئل اور کوکو پاؤڈر ترسیل کرنے والے بڑے ترسیل کاروں میں سے ایک ہے۔ (بزنس ریکارڈر، 18 جنوری، صفحہ 1)

- اینگرو کارپوریشن

ایک خبر کے مطابق اینگرو کارپوریشن نے 31 دسمبر، 2018 کو ختم ہونے والے سال میں 23.6 بلین روپے منافع کا اعلان کیا ہے۔ کمپنی کا حاصل کردہ منافع گزشتہ سال کے منافع 16.3 بلین روپے کے مقابلے 45.1 فیصد زیادہ ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 21 فروری، صفحہ 20)

کھاد کمپنیاں

- فوجی فرٹیلائزر

فوجی فرٹیلائزر کمپنی نے سال 2018 میں 14.44 بلین روپے خالص منافع کا اعلان کیا ہے جو گزشتہ سال کے مقابلے 35 فیصد زیادہ ہے۔ کمپنی کی جاری کردہ پریس ریلیز کے مطابق کمپنی نے یوریا کی 2,522,000 ٹن پیداوار حاصل کی جو 2016 میں کمپنی کی حاصل کردہ اب تک کی بلند ترین پیداوار سے صرف 1,000 ٹن کم ہے۔ (بزنس ریکارڈر، 1 فروری، صفحہ 7)

آنے والے خریف کے موسم میں کھاد کی طلب میں ممکنہ اضافے کے تناظر میں فوجی فرٹیلائزر کمپنی نے یوریا کی قیمت میں اضافہ کردیا ہے۔ منڈی کے ذرائع کے مطابق کمپنی نے یوریا کی قیمت میں 80 روپے فی بوری اضافہ کردیا ہے جس کے بعد قیمت 1,820 روپے فی بوری ہوگئی ہے۔ تجزیہ کاروں کے مطابق اینگرو فرٹیلائزر، فاطمہ فرٹیلائزر اور ایگری ٹیک لمیٹڈ فی الحال فوجی فرٹیلائزر کی جانب سے قیمت میں کیے گئے اضافے کا منڈی پر پڑنے والے اثر کا جائزہ لے رہے ہیں۔ صنعتی ذرائع کا کہنا ہے کہ فوجی فرٹیلائزر نے قیمت میں 80 روپے اضافہ کیا ہے جس کے بعد قیمت 1,792 روپے بنتی ہے لیکن اس وقت منڈی میں خوردہ قیمت 1,820 روپے ہے کیونکہ تاجر منڈی میں یوریا کی طلب و رسد میں فرق کا فائدہ اٹھارہے ہیں۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 20 مارچ، صفحہ 20)

- اینگرو فرٹیلائزر

ایک خبر کے مطابق اینگرو فرٹیلائزر کا منافع سال 2018 میں 56 فیصد اضافے کے بعد 17.4 بلین روپے تک پہنچ گیا ہے۔ سال 2017 میں کمپنی کا منافع 11.5 بلین روپے تھا۔ کمپنی کے منافع میں اضافہ اس کی فروخت میں اضافے کی وجہ سے ہوا ہے جو گزشتہ سال کی فروخت 77 بلین روپے سے بڑھ کر سال 2018 میں 109 بلین روپے ہوگئی ہے۔ کمپنی کی فروخت میں اضافے کی شرح 42 فیصد ہے۔ (دی

ایکسپریس ٹریبیون، 9 فروری، صفحہ 20)

کارپوریٹ لابی

وزارت تجارت و ٹیکسٹائل نے درآمدی پالیسی میں ترمیم کر کے درآمد شدہ غذائی اشیاء پر اردو اور انگریزی زبان میں چھپے ہوئے لیبل کو لازمی قرار دے دیا ہے جس میں غذائی معلومات اور اشیاء کے استعمال کی ہدایات درج ہوں۔ وزارت کی طرف سے جاری کردہ اعلامیے میں درآمدکنندگان کو یہ بھی کہا گیا ہے کہ اشیاء پر ''حلال'' کی علامت (لوگو) چسپاں ہونی چاہیے اور اس سلسلے میں حلال کی سند جاری کرنے والے ادارے سے تصدیق نامہ بھی لیا گیا ہو جو انٹرنیشنل حلال ایکریڈیشن فورم (IHAF) اور دی اسٹینڈرڈز اینڈ میٹرولوجی انسٹی ٹیوٹ فار دی اسلامک کنٹریز (SMIIC) کا رکن ہو۔ غذائی اشیاء کے درآمدکنندگان کی تنظیم پاکستان ایف ایم سی جی امپورٹرز ایسوسی ایشن (PFIA) کے چیئرمین انجم نثار اور دیگر عہدیداروں کا کہنا ہے کہ انھیں ان قوانین پر کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن درآمدکنندگان کو ان ضوابط پر عمل درآمد کے لیے مناسب وقت ضرور دیا جائے۔ (بزنس ریکارڈر، 21 فروری، صفحہ 16)

- چاول

ہائبرڈ چاول کی اقسام کے کامیاب اجراء کے بعد گارڈ ایگری کلچرل ریسرچ اینڈ سروس پرائیوٹ لمیٹڈ چاول کی پیداوار پر پانی کی کمی کے منفی اثرات کو روکنے کے لیے جلد خشک سالی برداشت کرنے والی چاول کی اقسام متعارف کرے گی۔ کمپنی کے سربراہ شہزاد علی ملک کے مطابق ان کی حرارت برداشت کرنے والی چاول کی قسم گرم ترین علاقے لاڑکانہ میں بھی نتائج دے رہی ہے۔ کمپنی نے معیاری بیج بنانے کے لیے جدید زرعی ٹیکنالوجی کے حصول اور اس کی درآمد پر 1999 میں کام کا آغاز کیا تھا۔ اب تک کمپنی PARC (پارک) سے مختلف اقسام کی سات ہائبرڈ چاول کی منظوری حاصل کرچکی ہے جس کی کاشت سندھ اور ملک کے دیگر علاقوں میں کامیابی سے جاری ہے۔ (بزنس ریکارڈر، 20 جنوری، صفحہ 11)

- جینیاتی مکئی

بائیر پاکستان کی جانب سے کسانوں کے ساتھ قصور، پنجاب میں منعقد کردہ ایک مذاکرے میں کمپنی کے ایشیاء و افریقہ کے سربراہ لوئس کماچو (Luis Camacho) نے کسانوں پر زور دیا ہے کہ وہ پیداوار میں اضافہ، کاروبار میں بڑھوتری اور اپنے روزگار میں بہتری کے لیے خود کو ضروری علوم اور مہارت سے لیس کریں۔ انھوں نے مزید کہا کہ کسانوں کے لیے جدید زرعی ٹیکنالوجی متعارف کروانے کے وعدے کے مطابق ''ہم بائیوٹیک ہائبرڈ مکئی متعارف کروائیں گے جو کیڑے مکوڑوں کے حملوں کے خلاف مزاحمت کی حامل ہے اور جڑی بوٹیوں کے خلاف بہتر کنٹرول فراہم کرتی ہے جس کے نتیجے میں مداخل پر اخراجات کی مد میں کسانوں کو بچت ہوتی ہے اور پیداوار بڑھتی ہے''۔ کمپنی کی جانب سے 500 سے زائد کسان پنجاب کے 14 اضلاع سے بطور نمبردار منتخب کیے گئے ہیں جن کی تعداد منتخب علاقوں میں 30,000 تک بڑھنے کی توقع ہے۔ منتخب اضلاع میں اکاڑہ، پاکپتن، ساہیوال، گجرانوالہ، گوجرہ، چنیوٹ، دیپالپور، قصور، بسیر پور، بورے والا، عارف والا، میاں چنوں، چیچہ وطنی اور میلسی شامل ہیں۔ (بزنس ریکارڈر، 2 فروری، صفحہ 17)

- باغبانی

ایک خبر کے مطابق سیکریٹری جنرل بزنس مین پینل (BMP) اور FPCCI (ایف پی سی سی آئی) کی قائمہ کمیٹی کے سابق چیئرمین احمد جاوید نے تجویز دی ہے کہ باغبانی شعبہ کو مکمل طور پر صنعت کا درجہ دیا جانا چاہیے۔ ان کا مزید کہنا تھا کہ اس حوالے سے پالیسی بنانے اور سالانہ بجٹ میں مراعات دینے کے لیے وہ لابینگ کررہے ہیں۔ 2023 تک کپاس کا پیداواری ہدف 25 ملین گانٹھ ہونا چاہیے۔ کپاس کی پیداوار میں کمی کی مختلف وجوہات میں بی ٹی کپاس کی چوتھی جنریشن کے بجائے پہلی جنریشن کا استعمال، اعلیٰ معیار کے بیج کی عدم دستیابی، پتہ مڑور بیماری کا خاتمہ نہ ہونا، جننگ کا معیار کم ہونا اور کپاس کی پیداوار میں آلودگی شامل ہے۔ انہی وجوہات کی وجہ سے کپاس کی فصل سے کسانوں کی آمدنی کم ہوئی اور کپاس کے زیر کاشت رقبے میں 2004 سے 2016 کے درمیان 20 فیصد کمی ہوئی۔ (بزنس ریکارڈر، 7 مارچ، صفحہ 16)

• پانی

دنیا میں 70 فیصد پانی زرعی شعبے میں استعمال ہوتا ہے جبکہ پاکستان میں یہ شرح 90 فیصد ہے جہاں ناقص طریقہ آبپاشی کی وجہ سے 50 فیصد پانی ضائع ہوجاتا ہے۔ پانی کے تحفظ اور پیداوار میں اضافے کے لیے نیسلے پاکستان حکومت اور کسانوں کے ساتھ شراکت داری بڑھا کر قطرہ قطرہ آبپاشی نظام کو فروغ دے رہی ہے۔ نیسلے واٹر کے نائب صدر پیٹر ہیگ مین نے شیخوپورہ کے نزدیک ''نیسلے پاکستانز ایگری کلچرل ایفیشنسی پروجیکٹ'' کے تحت قطرہ قطرہ آبپاشی نظام کی تنصیب کا افتتاح کیا ہے۔ اس نظام کی تنصیب نیسلے پاکستان نے پنجاب حکومت کی شراکت سے کی ہے جس میں کسان کی اس پر آنے والی لاگت کا 40 فیصد حصہ نیسلے اور 60 فیصد حکومت پنجاب نے برداشت کیا ہے۔ یہ منصوبہ 54 ملین لیٹر سالانہ پانی بچانے میں مدد دینے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ (بزنس ریکارڈر، 6 فروری، صفحہ 12)

• آٹا

پاکستان فلور ملز ایسوسی ایشن (PFMA)، پنجاب کے چیئرمین حبیب الرحمٰن اور دیگر ارکان نے گندم کی خریداری پالیسی میں بطور نجی شراکت دار ان کا واضح کردار نہ ہونے کی شکایت کی ہے۔ ارکان کا کہنا تھا کہ حکومت نے ان کے لیے مسائل کھڑے کردیئے ہیں اور یہ خدشہ ہے کہ اس عمل سے گندم کی خریداری مہم متاثر ہوسکتی ہے۔ انھوں نے افسوس کا اظہار کیا ہے کہ حکومت اب تک (مل مالکان کو) گندم کی قیمت فروخت کا اعلان کرنے میں ناکام ہے۔ گندم کے نجی خریداروں کو مسائل کا سامنا ہوگا کیونکہ بینکوں کی عائد کردہ شرح سود بہت زیادہ ہے۔ محکمہ خوراک پنجاب اور پاسکو زیادہ قیمت پر گندم خریدیں گے اور پھر اس کی فروخت پر زرتلافی دیں گے جبکہ نجی شعبہ ایسا نہیں کرسکتا۔ (ڈان، 8 اپریل، صفحہ 2)

VII۔ بیرونی امداد

ایک خبر کے مطابق دی انٹرنیشنل فیڈریشن آف ریڈ کراس اینڈ ریڈ کریسنٹ سوسائٹیز (IFRC) نے کہا ہے کہ پاکستانی تاریخ کی بدترین خشک سالی سے سب سے زیادہ متاثر ہونے والے علاقوں میں غذائی کمی اور

بیماریوں کی شرح انتہائی خطرناک حد پر ہے۔ ان علاقوں میں لوگ کھارا اور آلودہ پانی پینے پر مجبور ہیں۔ جنوبی سندھ اور بلوچستان شدید متاثرہ علاقے ہیں جہاں پینے کا صاف پانی نہ ہونے کی وجہ سے عورتیں خصوصاً حاملہ اور دودھ پلانے والی ماؤں سمیت بچے آسانی سے اسہال (ڈائریا)، الٹی اور بخار کا شکار ہو جاتے ہیں۔ IFRC (آئی ایف آر سی) پاکستان میں عملے اور رضاکاروں میں اضافے کے لیے اور ہنگامی صورتحال سے نمٹنے کے لیے 316,000 ڈالر امداد دے رہی ہے۔ ادارہ بیماریوں کے خطرے سے دوچار اور خشک سالی سے شدید متاثرہ 15,000 افراد تک رسائی حاصل کرے گا۔ اس امداد کے ذریعے ادارہ شمسی توانائی کے حامل ٹیوب ویل کے ذریعے پینے کے صاف پانی تک رسائی، پانی کے ذخیرے، پانی صاف کرنے اور دیگر خدمات فراہم کرسکے گا۔ شدید متاثرہ افراد کو نقد رقم بھی فراہم کی جائے گی۔ (ڈان، 2 مارچ، صفحہ 3)

ایک خبر کے مطابق اقوام متحدہ کے وفد نے وزیر اعلیٰ بلوچستان جام کمال سے ملاقات میں صوبہ بھر میں خشک سالی جیسی صورتحال پر قابو پانے اور متاثرہ افراد کو امداد کی فراہمی کے لیے بھرپور معاونت فراہم کرنے کی یقین دہانی کروائی ہے۔ اقوام متحدہ کے وفد میں عالمی غذائی پروگرام (WFP)، یونیسیف (UNICEF)، عالمی ادارہ صحت (WHO)، یو این پاپولیشن فنڈ (UNFPA) اور UNDP (یو این ڈی پی) کے حکام شامل تھے۔ اجلاس میں بلوچستان میں اقوام متحدہ اور اس کے ذیلی اداروں کی مدد سے طویل اور مختصر مدت پر مبنی منصوبے شروع کرنے پر اتفاق کیا گیا ہے۔ وزیر اعلیٰ بلوچستان نے خشک سالی سے متاثرہ علاقوں میں جائزہ لینے کے لیے اقوام متحدہ کے اداروں کو مکمل تعاون اور مکمل رسائی دینے کی یقین دہانی کروائی ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 15 فروری، صفحہ 7)

امریکی امداد

وفاقی وزیر قومی غذائی تحفظ و تحقیق صاحبزادہ محبوب سلطان نے امریکی امدادی ادارہ برائے بین الاقوامی ترقی

(USAID) کی جانب سے منہ اور کھر کی بیماریوں سے تحفظ کے لیے منعقد کردہ ورکشاب سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ پاکستان حلال گوشت کی مقامی اور عالمی طلب پوری کرنے کے لیے جدید خطوط پر مال مویشی شعبہ کو ترقی دینے کے لیے پرعزم ہے۔ اس ورکشاپ کا مقصد یو ایس ۔ پاکستان پارٹنر شپ فار ایگریکلچرل مارکیٹ ڈیولپمنٹ (AMD) کے تحت مال مویشی شعبہ سے متعلق شراکت داروں کو اکھٹا کرنا، انھیں ملک میں منہ کھر کی بیماری کے خاتمہ پر پیش رفت سے آگاہ کرنا اور گوشت کی زیادہ طلب رکھنے والی منڈیوں تک اس کی تجارت میں اضافے کے لیے منہ کھر کی بیماری کی پائیدار روک تھام کے لیے لائحہ عمل پیش کرنا تھا۔ اس موقع پر USAID (یو ایس ایڈ) کے ڈائریکٹر جیف جیوبل کا کہنا تھا کہ زرعی معیشت میں مال مویشی شعبہ کا حصہ 58 فیصد ہے جو دنیا میں حلال گوشت کی مجموعی پیداوار کا پانچ فیصد گوشت پیدا کرتا ہے۔ مسلسل کوشش اور منہ کھر کی بیماری پر قابو پاکر پاکستان حلال گوشت کی عالمی طلب میں اپنا حصہ ڈال سکتا ہے جس کا حجم 600 بلین ڈالر ہے۔ پاکستان نے سال 2018 میں 6.598 ملین ڈالر کی لاگت سے منہ کھر کی بیماری کی روک تھام کا منصوبہ ''رسک بیسڈ کنٹرول آف فٹ اینڈ ماؤتھ ڈیزیز ان پاکستان 2018-2024'' شروع کیا ہے۔ (بزنس ریکارڈر، 7 فروری، صفحہ 3)

پاکستان میں زرعی منڈی کو فروغ دینے کا امریکی منصوبہ یو ایس ۔ AMD (اے ایم ڈی) نے پاکستان کے گوشت کے برآمد کنندگان کی عالمی منڈی تک رسائی بڑھانے کے لیے ایک نیا کمپیوٹر سوفٹ وئیر جاری کرنے کا اعلان کیا ہے۔ یہ سوفٹ وئیر مویشیوں کے (پیدائش و افزائش) مقام، اس کے گوشت کی عمل کاری کے مراحل (پروسیسنگ) کی نشاندہی کرے گا جو مویشیوں میں بیماریوں کے پھیلاؤ کو روکنے میں معاون ہوگا۔ یو ایس ایڈ پاکستان کے ڈائریکٹر (Leslie-An Nwokora) نے کہا ہے کہ یہ سوفٹ ویئر پاکستانی برآمد کنندگان کے لیے نئی عالمی منڈیوں کی تلاش میں بہت مددگار ثابت ہوگا۔ گوشت کے خریدار اس سے متعلق تمام معلومات حاصل کرسکیں گے جبکہ مویشیوں کی مناسب خوراک کا تعین کرنے والا یہ سافٹ ویئر کسانوں کی پیداواری لاگت میں کمی اور مویشیوں کو درست تناسب سے خوراک کی فراہمی کے ذریعے انھیں صحت مند رکھنے میں معاون ہوگا۔ یو ایس ایڈ (USAID) نے 2015 میں پاکستان میں تجارتی

زراعت اور مال مویشی شعبے کے لیے یہ منصوبہ شروع کیا تھا تاکہ پاکستان کی زیادہ قدر والی اور بے موسم سبزیوں، آم، کینو کی مقامی اور عالمی منڈیوں میں مسابقت کی صلاحیت کو بہتر بنایا جاسکے۔ (بزنس ریکارڈر، 19 اپریل، صفحہ 15)

برطانوی امداد

برطانوی امدادی ادارہ یو کے ایڈ (UKaid) اور تھر دیپ رورل ڈیولپمنٹ پروگرام (TRDP) کی جانب سے کراچی میں مشترکہ طور پر فوڈ فورٹیفیکیشن پروگرام (FFP) کے آغاز کے حوالے سے ایک تقریب کا اہتمام کیا گیا۔ تقریب میں شریک تمام شراکت داروں نے اتفاق کیا کہ ملک میں گھی، تیل اور آٹے میں اضافی غذائیت شامل کرنے (فوڈ فورٹیفیکیشن) کی شدید ضرورت ہے جہاں کئی ملین افراد بھوک، غذائی کمی اور غذائی عدم تحفظ کا شکار ہیں۔ FAO (فاؤ) کی سال 2017 کی رپورٹ کے مطابق پاکستان میں 37.5 ملین افراد کو مناسب غذائیت نہیں مل رہی۔ TRDP (ٹی آر ڈی پی) کے سربراہ اللہ نواز سموں نے اس موقع پر کہا کہ 2011 کے قومی غذائی سروے کے مطابق پاکستان میں 60 فیصد حاملہ عوتیں خون کی کمی کا شکار ہیں۔ 37 فیصد عورتیں فولاد کی کمی، 46.7 فیصد وٹامن اے کی کمی، 71 فیصد وٹامن ڈی جبکہ 44.5 فیصد عورتیں زنک کی کمی کا شکار ہیں۔ (ڈان، 2 جنوری، صفحہ 16)

عالمی بینک

سندھ حکومت کی درخواست پر وفاق نے 4.117 بلین روپے کے نیوٹریشن سپورٹ پروگرام (NSP) میں ڈیڑھ سال کی توسیع کردی ہے۔ سرکاری دستاویز کے مطابق سندھ حکومت اور عالمی بینک اس منصوبے کے لیے اداروں (ایجنسیوں) کو مالی وسائل فراہم کررہے ہیں۔ اس منصوبے کا بنیادی مقصد حاملہ عورتوں اور دو سال تک کی عمر کے بچوں میں بنیادی غذائیت سے بھرپور خوراک کے استعمال کو یقینی بنانا ہے۔ سندھ حکومت نے منصوبے میں بغیر کسی تبدیلی کے مزید ڈیڑھ سال کی توسیع کا منصوبہ وفاق کو پیش کیا تھا۔ سندھ

کے نو اضلاع کے لیے شروع کیے گئے اس منصوبے پر کام کا آغاز 2015 میں ہوا تھا۔ (بزنس ریکارڈر، 15 جنوری، صفحہ 8)

پنجاب میں ماحولیاتی انتظام کو مستحکم کرنے اور ماحول دوست سرمایہ کاری کے فروغ کے منصوبے پنجاب گرین ڈیولپمنٹ پراجیکٹ (PGDP) پر کام کی رفتار کا جائزہ لینے کے لیے عالمی بینک کا وفد پاکستان آرہا ہے۔ یہ منصوبہ گزشتہ سال مئی میں قابل عمل ہوگیا تھا لیکن اس پر عمل درآمد میں عام انتخابات کی وجہ سے تاخیر ہوگئی تھی۔ عالمی بینک منصوبہ پر عمل درآمد کے لیے ضروری اقدامات کے حوالے سے نئی حکومت کے ساتھ مسلسل رابطہ میں ہے۔ منصوبہ پر پانچ سال میں 273 ملین ڈالر خرچ ہوں گے۔ (ڈان، 31 جنوری، صفحہ 3)

عالمی بینک نے بلوچستان میں آبی وسائل کے انتظام اور ترقی کے منصوبے ''انٹی گریٹڈ واٹر ریسورسس مینجمنٹ اینڈ ڈیولپمنٹ پروجیکٹ'' انتظامی اور مالی طور پر کوئی پیشرفت نہ ہونے کی وجہ سے معطل کردیا ہے۔ 28 جون، 2016 کو عالمی بینک نے اس منصوبے کے لیے 200 ملین ڈالر قرض کی منظوری دی تھی۔ عالمی بینک نے اپنے بیان میں اگلے 30 دنوں میں بلوچستان حکومت کے ساتھ مل کر صوبے میں حقیقی پائیدار آبی ترقی کے لیے انتظامی معاملات کو دوبارہ ترتیب دینے کی پیشکش کی ہے۔ یہ منصوبہ نئے آبپاشی ڈھانچے اور اس کے انتظام میں بہتری کے ذریعے کسانوں کی آمدنی میں اضافے کے لیے ترتیب دیا گیا تھا۔ (ڈان، 30 مارچ، صفحہ 3)

ایشیائی ترقیاتی بینک

بلوچستان میں آبی وسائل کے انتظام اور آبپاشی نظام کو بہتر کرنے کے لیے بلوچستان حکومت اور ایشیائی ترقیاتی بینک (ADB) نے 107 ملین ڈالر کے ایک منصوبہ پر دستخط کیے ہیں۔ ADB (اے ڈی بی) کی

پاکستان میں ڈائریکٹر (Xiaohong Yang) کا کہنا تھا کہ زراعت کی بلوچستان کی معیشت میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رہی ہے۔ اس منصوبہ سے پانی کے مؤثر استعمال کا نظام رائج ہوگا اور کسانوں کو پیداوار اور آمدنی کو بہتر بنانے میں مدد ملے گی۔ صوبائی وزیر ظہور احمد بلیدی کے مطابق اس منصوبے کے تحت سارا تھوئی ڈیم تعمیر کیا جائیگا جس سے 50,000 ایکڑ زمین کو پانی فراہم کیا جائیگا۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 6 جنوری، صفحہ 7)

جاپانی امداد

جاپان کی حکومت نے پاکستان کو غذائی کمی سے نمٹنے، بہتر روزگار اور خیبر پختونخوا، سندھ و بلوچستان میں قدرتی آفات سے مطابقت کے لیے 10.6 ملین ڈالر کی مالی امداد کا اعلان کیا ہے۔ جاپان کی یہ امداد اس کی یو این ڈی پی اور WFP (ڈبلیو ایف پی) کے ساتھ ہونے والی شراکتداری کا حصہ ہے جس پر اسلام آباد میں دستخط کیے گئے تھے۔ 3.5 ملین ڈالر خیبر پختونخوا میں شدید غذائی کمی کی شکار 155,000 ماؤں اور بچوں کی ابتدائی تشخیص اور ان کے علاج کے لیے استعمال کیے جائیں گے۔ 3.55 ملین ڈالر یو این ڈی پی کے خیبر پختونخوا کے قبائلی علاقہ جات کے لیے منصوبے ''اسٹیبلائزیشن تھرو انکلوزو لائیولی ہڈ'' پر خرچ ہوں گے۔ اس منصوبے پر خیبر پختونخوا حکومت اور سابقہ فاٹا سیکریٹریٹ کے اشتراک سے عمل درآمد کیا جارہا ہے۔ اسکے ساتھ ساتھ جاپانی حکومت قدرتی آفات، سونامی کے خطرے سے پیشگی خبردار کرنے والا نظام، ساحلی آبادیوں کی آفات سے بحالی کی صلاحیت میں اضافہ کرنے کے لیے بھی پاکستان کی مدد کریگی۔ (ڈان، 20 فروری، صفحہ 3)

VIII۔ پالیسی

نیولبرل پالیسی

وفاقی وزیر قومی غذائی تحفظ و تحقیق صاحبزادہ محبوب سلطان نے کہا ہے کہ حکومت اس سال کے آخر تک

کپاس کی 15 ملین گانٹھوں کی پیداوار کا ہدف حاصل کرنے کے لیے حکمت عملی ترتیب دے رہی ہے۔ اس سلسلہ میں ترجیح زہریلے اسپرے پر صفر جنرل سیلز ٹیکس (GST)، کھاد پر زرتلافی اور بجلی کی قیمت میں کمی پر ہوگی۔ نئی حکمت عملی کا آنے والے دنوں میں اعلان ہوگا جو چھوٹے کسانوں کو قرضوں کی فراہمی کو بھی یقینی بنائے گی۔ حکومت زرعی تحقیق کے لیے مختص رقم کو 0.2 فیصد سے بڑھا کر ایک فیصد کرنے پر غور کررہی ہے۔ (ڈان، 8 جنوری، صفحہ 10)

محکمہ زراعت پنجاب عالمی سطح پر پاکستانی پھل و سبزیوں کو اجاگر کرنے کے لیے دو روزہ زرعی نمائش ''پاکستان ہورٹی کلچرل ایکسپو 2019'' کا اہتمام کررہی ہے۔ نمائش 21 اور 22 جنوری کو لاہور کے ایکسپو سینٹر میں منعقد ہوگی۔ نمائش کسانوں، درآمد کنندگان، برآمد کنندگان اور پھل سبزی شعبہ سے وابستہ کمپنیوں کو مواقع فراہم کرے گی۔ (بزنس ریکارڈر، 10 جنوری، صفحہ 2)

پنجاب بھر میں اعلیٰ معیار کے گلاب کی کاشت کو فروغ دینے کے لیے صوبائی حکومت جامع منصوبہ شروع کرنے کے لیے انتظامات کو حتمی شکل دے رہی ہے۔ پنجاب اور ملک کے دیگر علاقے معیاری گلاب کی پیداوار کے لیے انتہائی موزوں ہیں۔ حکام کے مطابق اس وقت کم معیار کا گلاب کاشت کیا جارہا ہے جو مقامی منڈی میں فروخت ہوتا ہے اور مشرق وسطی کے ممالک کو برآمد بھی کیا جاتا ہے۔ اس مجوزہ منصوبے کا مقصد پھولوں کی کاشت اور گلاب کی اعلیٰ معیار کی قلمی پیداوار کو فروغ دینا ہے تا کہ اس کی برآمد کا دائرہ کار یورپی ممالک تک بڑھایا جاسکے۔ (بزنس ریکارڈر، 28 جنوری، صفحہ 3)

پنجاب حکومت اگلے ہفتے زرعی پالیسی کا اعلان کرے گی جس میں زرعی شعبہ سے وابستہ محققین اور تحقیقی اداروں کے ہزاروں ملازمین کو مراعات دی جائیں گی۔ ذرائع ابلاغ سے بات کرتے ہوئے وزیر زراعت پنجاب ملک نعمان لنگریال کا کہنا تھا کہ وزیر اعلیٰ پنجاب 20 فروری کو زرعی پالیسی جاری کریں گے۔ پالیسی میں زرعی سائنسدانوں کے تیار کردہ بیج کی نیلامی سے حاصل ہونے والی آدھی رقم انھیں دینے جیسی مراعات

کا بھی اعلان کیا جائے گا۔ اس کے علاوہ ایک ہفتے کے اندر تحقیقی ڈھانچے میں تبدیلی بھی متعارف کروائی جائے گی اور اس سے جڑے 25,000 ملازمین کو بہتر تنخواہیں دی جائیں گی۔ وزیر زراعت کا مزید کہنا تھا کہ حکومت نے زرعی شعبے میں بڑھوتری کے لیے سال 19-2018 میں 36 بلین روپے مختص کیے ہیں۔ جبکہ ربیع کے موسم کے لیے بلاسود قرض کی حد 25 ہزار سے بڑھا کر 30 ہزار روپے کردی گئی ہے۔ یہ قرضہ جات 101,228 اندراج شدہ کسانوں کو فراہم کیے جائیں گے۔ وزیر زراعت نے چاول، کپاس اور گندم کاشت کرنے والے 30,000 کسانوں کے لیے نو اضلاع میں فصلوں کے لیے بیمہ (تکافل)، روغنی بیجوں کی کاشت پر فی ایکڑ 5,000 روپے زرتلافی، ڈی اے پی کھاد کے ہر تھیلے پر 500 روپے، نائیٹرو فاس پر 200 روپے اور سلفیٹ آف پوٹاش کھاد پر 800 روپے فی بوری زرتلافی کا بھی ذکر کیا۔ اس کے علاوہ حکومت مختلف اضلاع میں اندراج شدہ کسانوں کو کپاس کے بیج پر فی تھیلی 1,000 روپے زرتلافی فراہم کرے گی۔ (ڈان، 14 فروری، صفحہ 2)

وزیر اعلیٰ پنجاب سردار عثمان بزدار نے کہا ہے کہ حکومت مال مویشی شعبے کو جدید سائنسی بنیادوں پر ترقی دینے کے لیے کوششیں کررہی ہے۔ محکمہ مال مویشی پنجاب کے اشتراک سے UVAS (یو وی اے ایس)، لاہور کی جانب سے منعقد کردہ عالمی بھینس کانگریس 2019 (انٹرنیشنل بفیلو کانگریس 2019) کے افتتاح کے موقع پر وزیر اعلیٰ کا کہنا تھا کہ حکومت چاہتی ہے کہ ہر کسان جدید پیداواری طریقوں کو سیکھے اور اپنائے اور زیادہ سے زیادہ دودھ اور گوشت کی پیداوار حاصل کرے۔ وزیر اعلیٰ نے بھینسوں پر تحقیق کا مرکز سائنو ۔ پاک بفیلو ریسرچ سینٹر کا بھی افتتاح کیا۔ یہ مرکز چین اور پاکستان میں بھینسوں پر تحقیق کو فروغ دے گا۔ کانگریس میں امریکہ، بھارت، آسٹریلیا، ترکی اور متحدہ عرب امارات سمیت کئی ممالک سے 500 سے زائد مندوبین شرکت کررہے ہیں۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 19 فروری، صفحہ 11)

حکومت پنجاب کی پرونشل ڈیولپمنٹ ورکنگ پارٹی (PDWP) نے صوبے میں شترمرغبانی کے لیے 90.57 ملین روپے کی منظوری دے دی ہے۔ اس منصوبے کے تحت حکومت مویشی پالنے والوں کو شتر مرغبانی کے

لیے زرتلافی فراہم کرے گی اور ان کی صلاحیتوں میں اضافہ کرے گی۔ اس کے علاوہ حکومت یو وی اے ایس، پتوکی میں ایک مثالی فارم قائم کرے گی۔ منصوبے کے مطابق پنجاب بھر سے مویشی پالنے والے کسانوں کو منتخب کیا جائے گا اور انھیں شترمرغبانی کے لیے مدد فراہم کی جائے گی۔ منتخب شدہ کسانوں کے خریدے گئے شترمرغوں کا اندراج کیا جائے گا۔ تین ماہ بعد پہلی قسط کے طور پر ان کسانوں کو فی شترمرغ 2,000 روپے ادا کیے جائیں گے۔ آٹھ ماہ بعد دوسری قسط 3,000 روپے اور 12 ماہ بعد تیسری قسط 5,000 روپے فی شترمرغ ادا کی جائے گی۔ اس طریقہ کار کے تحت ابتدائی طور پر اندراج شدہ 5,000 شترمرغوں پر زرتلافی فراہم کی جائے گی۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 21 فروری، صفحہ 11)

ایک خبر کے مطابق پنجاب حکومت نے معاشی بڑھوتری اور عوام بلخصوص دیہی آبادی کے معیار زندگی میں اضافے کے لیے زرعی پالیسی جاری کردی ہے۔ پالیسی کا اجراء کرتے ہوئے وزیر زراعت پنجاب ملک نعمان لنگریال نے دعویٰ کیا ہے کہ یہ پالیسی تمام شراکت داروں، زرعی اداروں کے سربراہان اور یو ایس ایڈ کے ماہرین کی مشاورت سے بنائی گئی ہے۔ سرمایہ کاری میں نجی اداروں کی شراکت، بہتر انتظام اور زراعت میں مشینری کے استعمال کو فروغ دینا اس پالیسی کے بنیادی خدوخال ہیں۔ پالیسی میں دیہی عورتوں اور نوجوانوں کے زرعی پیداواری شعبے میں موثر کردار کے لیے مراعات پیش کی جائیں گی۔ ہدف کے مطابق کسانوں کو براہ راست زرتلافی کی فراہمی کے لیے حکومت انھیں نقد رقم جاری کرے گی۔ زرعی کاروباری منڈی کو جدید بنایا جائے گا، فصلوں کا بیمہ اور موسمی تبدیلی سے مطابقت رکھنے والی زراعت (کلائمٹ اسمارٹ ایگری کلچر) کے ذریعے کسانوں کے مفادات کا تحفظ کیا جائے گا۔ صوبائی وزیر کا مزید کہنا تھا کہ ملک میں صدیوں پرانا آبپاشی نظام رائج ہے جسے عالمی معیار کے مطابق ڈھالنے کی ضرورت ہے۔ (ڈان، 21 فروری، صفحہ 2)

محکمہ مال مویشی پنجاب کی کارکردگی اور مستقبل کی حکمت عملیوں کا جائزہ لینے کے لیے وزیر اعلیٰ پنجاب کی سربراہی میں منعقد کیے گئے اجلاس میں صوبے میں مال مویشی شعبہ کی ترقی و فروغ کے لیے جانوروں کی

صحت سے متعلق قانون ''انیمل ہیلتھ ایکٹ'' متعارف کرانے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ اجلاس میں ایک ملین جانوروں کے اندراج (رجسٹریشن) کا ہدف مقرر کیا گیا ہے۔ اجلاس میں بتایا گیا ہے کہ جانوروں کے اندراج سے بہتر نسل پیدا کرنے میں مدد ملے گی جس سے دودھ اور گوشت کی زیادہ پیداوار حاصل ہو سکے گی۔ افزائش نسل کے مصنوعی طریقے ان ویٹرو فرٹیلائزیشن (IVF) ٹیکنالوجی اپنا کر مختلف نسلوں کے آپس میں ملاپ سے جانوروں کی پیداوار کی جائے گی تا کہ دودھ اور گوشت کی پیداوار کو بڑھایا جا سکے۔ (بزنس ریکارڈر، 2 مارچ، صفحہ 5)

وزیر مال مویشی و ماہی گیری سندھ عبدالباری پتافی نے کہا ہے کہ محکمہ مال مویشی، مویشیوں کی افزائش کے حوالے سے خدمات فراہم کرنے والا ادارہ لائیو اسٹاک بریڈنگ سروس اتھارٹی قائم کرنے کے لیے اقدامات کر رہا ہے۔ اس اتھارٹی کے قیام کا مقصد افزائش نسل کے حوالے سے قوانین مرتب کرنا اور اس سے جڑے دیگر مسائل پر بات کرنا ہے۔ اس اتھارٹی کے تحت ایک تحقیقی لیبارٹری بھی قائم کی جائے گی جہاں مختلف نسلوں کے مویشی رکھے جائیں گے اور مقامی مویشیوں کی افزائش کرنے والوں کو یہ سہولت حاصل ہوگی کہ وہ اپنی مرضی کے مطابق افزائش نسل کے لیے مادہ منویہ (انسیمینیشن) حاصل کر سکیں۔ (بزنس ریکارڈر، 13 مارچ، صفحہ 16)

وزیر آبپاشی پنجاب محسن لغاری نے کہا ہے کہ پنجاب میں پانی کے استعمال کی نگرانی اور جانچ کے لیے پانی کے ایک جامع قانون ''واٹر ایکٹ'' کا مسودہ تیار ہے جسے اگلے دوماہ میں کابینہ میں منظوری کے لیے پیش کیا جاسکتا ہے۔ اس وقت یہ قانونی مسودہ نظرثانی کے مرحلے میں ہے اور امید ہے کہ یہ آبی وسائل کے منصفانہ اور موثر استعمال کو یقینی بنائے گا۔ اس مجوزہ قانون کے تحت زیر زمین پانے نکالنے کے عمل کی نگرانی کی جائے گی اور پانی کے اخراج اور اس کے استعمال کے لیے اجازت نامے جاری کیے جائیں گے۔ وزیر آبپاشی پانی کے بحران پر ذرائع ابلاغ میں آگاہی کے لیے ڈبلیو ڈبلیو ایف پی اور نیسلے کی جانب سے منعقد کردہ ایک روزہ ورکشاپ سے خطاب کر رہے تھے۔ (بزنس ریکارڈر، 28 مارچ، صفحہ 12)

ایک خبر کے مطابق لاہور میں کھلے دودھ کی فروخت پر پابندی اور جراثیم سے پاک دودھ (پیسچر ائزیشن) پالیسی کے نفاذ کا منصوبہ حتمی مرحلے میں داخل ہوگیا ہے۔ وزیر خوراک پنجاب سمیع اللہ چودھری اور ڈائریکٹر جنرل پنجاب فوڈ اتھارٹی (PFA) محمد عثمان کے درمیان ہونے والی ملاقات میں جراثیم سے پاک دودھ کے حوالے سے لاہور کو ایک مثالی شہر بنانے کے منصوبے پر بات چیت کی گئی۔ PFA (پی ایف اے) کے ترجمان کا کہنا ہے پہلے مرحلہ میں ترقی یافتہ ممالک کے مقرر کردہ معیار کے مطابق لاہور میں کھلے دودھ کی فروخت پر پابندی عائد ہوگی جس سے ملاوٹ پر قابو پانے میں مدد ملے گی۔ انھوں مزید کہا کہ کم لاگت سے جراثیم سے پاک دودھ کی ترسیل کے لیے جامع حکمت عملی تیار کی جارہی ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 12 اپریل، صفحہ 11)

پیداوار

کپاس کے کاشتکاروں کی حوصلہ افزائی کرنے اور اس کے زیر کاشت رقبے میں کمی پر قابو پانے کے لیے حکومت کپاس کی اشارتی قیمت مقرر کرنے کی منصوبہ بندی کررہی ہے۔ وزارت قومی غذائی تحفظ و تحقیق کے ڈاکٹر محمد ہاشم پوپلزئی کا کہنا ہے کہ حکومت گندم اور گنے کی طرح کپاس کی قیمت بھی مقرر کرنے کی منصوبہ بندی کررہی ہے۔ قومی اسمبلی کی قائمہ کمیٹی برائے قومی غذائی تحفظ و تحقیق کو کپاس کے حوالے سے مختصر جائزہ پیش کرتے ہوئے ان کا مزید کہنا تھا کہ حکومت کپاس کی پیداوار اور اس کے زیر کاشت رقبے میں اضافہ کے لیے مختلف اقدامات اٹھارہی ہے۔ گنے کی زیادہ پیداوار کے لیے کسانوں کو راغب کرنا کپاس کی پیداوار میں واضح کمی کا سبب ہے۔ کپاس کے زیر کاشت علاقوں میں بااثر چینی کی صنعت کی جانب سے شوگر ملوں کا قیام کپاس کے زیرکاشت رقبے میں کمی کی بنیادی وجہ ہے۔ کپاس کمشنر ڈاکٹر خالد عبداللہ کا کہنا تھا کہ ملک میں گندم اور گنے کی اضافی پیداوار گندم کی امدادی قیمت اور گنے کی اشارتی قیمت مقرر کرنے کی وجہ سے ہوتی ہے۔ لہذا کپاس کے کاشتکاروں کو تحفظ فراہم کرنے کے لیے انتہائی ضروری ہے کہ کپاس کی اشارتی قیمت متعین کی جائے۔ (بزنس ریکارڈر، 22 فروری، صفحہ 20)

کپاس کی پیداوار کو بہتر بنانے کے لیے تصدیق شدہ بیجوں کی فراہمی اور قطرہ قطرہ آبپاشی نظام کے لیے دو بلین روپے مختص کرنے کا اعلان کرتے ہوئے وزیر اعلیٰ پنجاب عثمان بزدار نے کہا ہے کہ زرعی پیدوار اور کسانوں کی آمدنی میں اضافے کے لیے جدت پر مبنی منصوبوں کا آغاز کیا جائیگا۔ وزیر اعلیٰ پنجاب ایک اجلاس کی سربراہی کررہے تھے جس میں زرعی کارکردگی اور دیگر معاملات پر مستقبل کی حکمت عملی کا تفصیلی جائزہ لیا گیا۔ اجلاس میں صوبے میں مرغیوں اور مچھلیوں کی افزائش کو فروغ دینے کے لیے جامع منصوبہ ترتیب دینے کا بھی فیصلہ کیا گیا ہے۔ (بزنس ریکارڈر، 27 فروری، صفحہ 16)

وفاقی حکومت نے زرعی ہنگامی منصوبے کے تحت 200 بلین روپے سے زائد کے 13 ترقیاتی منصوبوں کو حتمی شکل دے دی ہے۔ منصوبے کے تحت وفاقی حکومت کے ذریعے 180 بلین روپے کے پانی کے تحفظ کے منصوبے شروع کیے جائیں گے۔ اس کے علاوہ فصلوں، مال مویشی اور ماہی گیری پیداوار میں اضافے کے لیے بھی بڑے منصوبے شروع کیے جائیں گے۔ ذرائع کے مطابق وزارت قومی غذائی تحفظ وتحقیق نے ملک بھر میں خوراک کی کمی پر قابو پانے اور زرعی برآمدات کو فروغ دینے کے لیے زرعی منصوبوں کو حتمی شکل دی ہے۔ حکومت 2.6 بلین روپے کی لاگت سے چھوٹے اور درمیانے درجے پر مال مویشی پالنے والوں کے لیے دو منصوبے شروع کرے گی۔ ان منصوبوں کے تحت حکومت کسانوں کو گوشت کی پیداوار میں اضافے کے لیے اور بھینسیں پالنے کے لیے 4,000 روپے فراہم کرے گی۔ اسی طرح پنجاب میں ایک مرغا اور چار مرغیاں فراہم کرنے کے مرغبانی منصوبے کو اگلے مالی سال تک پانچ ملین سے زیادہ گھرانوں تک وسعت دی جائے گی۔ اس کے علاوہ روغنی بیجوں کی پیداوار میں بھی اضافہ کیا جائے گا۔ حکومت کئی شہروں میں جھینگا فارمنگ اور ماہی پروری (کیج فش فارمنگ) کے منصوبے شروع کرے گی جس میں شمالی علاقہ جات میں ٹراؤٹ مچھلی کی ماہی پروری بھی شامل ہے۔ یہ منصوبے اگلے سال کے ترقیاتی بجٹ میں منظوری کے لیے پیش کیے جائیں گے۔ (دی ایکسپریس ٹربیون، 14 مارچ، صفحہ 3)

سینیٹ کی قائمہ کمیٹی برائے منصوبہ بندی وترقی میں سیکریٹری منصوبہ بندی ظفر حسن نے کہا ہے کہ حکومت

کسان کی زیادہ سے زیادہ آمدنی کو یقینی بنانے کے لیے زرعی پیداوار میں آڑھتیوں (مڈل مین) کا کردار ختم کرنے کی منصوبہ بندی کررہی ہے۔ منڈیوں اور آڑھتیوں کی وجہ سے کسان اپنی پیداوار کی جائز قیمت حاصل نہیں کرپاتے جس سے ان کی حوصلہ شکنی ہوتی ہے اور وہ کم فصلیں اگانا شروع کردیتے ہیں۔ اس سلسلے میں آئندہ بجٹ میں PSDP (پی ایس ڈی پی) کی مد میں 12 سے 13 بلین روپے مختص کیے جائیں گے جبکہ گزشتہ سالوں میں ایک سے دو بلین روپے مختص کیے جاتے تھے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 3 اپریل، صفحہ20)

وفاقی حکومت نے آئندہ ہفتہ صوبائی حکومتوں کی مشاورت سے گندم کی خریداری و برآمد کی شفاف پالیسی مرتب کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ باخبر ذرائع کے مطابق یہ فیصلہ وزیر اعظم عمران خان کی سربراہی میں ایک اعلیٰ سطح کے اجلاس میں کیا گیا۔ اجلاس میں واضح کیا گیا کہ اس سال گندم کی زبردست پیداوار متوقع ہے جس کی خریداری کے لیے شفاف اور مناسب انتظامات ہونے چاہیے۔ اجلاس میں بتایا گیا ہے کہ پانچ اہم فصلوں اور مال مویشی شعبہ میں پیداوار میں اضافے، مقامی اور عالمی منڈی میں زرعی پیداوار کی بہتر طریقے سے تشہیر کے لیے ایک جامع زرعی پالیسی کی ضرورت ہے۔ (بزنس ریکارڈر، 6 اپریل، صفحہ17)

قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی برائے زراعت کے اجلاس کی صدارت کرتے ہوئے اسپیکر قومی اسمبلی اسد قیصر نے کہا ہے کہ خشک سالی کے خلاف مدافعت رکھنے والے بیجوں کو فروغ دیا جائے اور مزید ایسے بیج تیار کیے جائیں جو خشک سالی کے خلاف مدافعت رکھتے ہوں۔ اجلاس میں سیکریٹری قومی غذائی تحفظ وتحقیق کا کہنا تھا کہ 18 ویں ترمیم کے بعد زرعی شعبے کو نظر انداز کیا گیا ہے۔ زرعی بجٹ میں ملک بھر میں 60 فیصد کمی ہوچکی ہے۔ اس وقت ملک کا کل زرعی بجٹ 15 بلین روپے ہے۔ انھوں نے مزید کہا کہ جلد زرعی ہنگامی منصوبہ (ایگری کلچر ایمرجنسی پروگرام) مرتب کیا جائے گا۔ وفاق اور صوبے اگلے پانچ سالوں میں زراعت پر 287 بلین روپے خرچ کریں گے۔ اس منصوبے کے تحت گندم، چاول اور گنے کی پیداوار میں اضافہ ہوگا۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 18 اپریل، صفحہ3)

ایک خبر کے مطابق پنجاب حکومت نے صوبے میں سورج مکھی اور روغنی بیجوں کی دیگر اقسام کی کاشت کو فروغ دینے کا جامع منصوبہ تیار کیا ہے۔ اس منصوبے کے تحت صوبے کے مختلف علاقوں میں 210,000 ایکڑ زمین پر سورج مکھی کی فصل کاشت کی جائے گی۔ محکمہ زراعت کے ذرائع کا کہنا ہے کہ اس منصوبے کا مقصد خوردنی تیل کی پیداوار کو بڑھانا ہے تاکہ اس کی درآمدات کو کم کیا جا سکے۔ اس وقت ملک میں صرف 33 فیصد خوردنی تیل کی پیداوار ہوتی ہے جبکہ 66 فیصد خوردنی تیل درآمد کیا جاتا ہے۔ آبادی میں اضافے کی وجہ سے خوردنی تیل کی طلب بڑھتی جارہی ہے۔ ضلع سیالکوٹ کی تحصیل ڈسکہ، پسرور، سیالکوٹ اور سمبڑیال میں 4,700 ایکڑ زمین پر سورج مکھی کی فصل کاشت کی جائے گی۔ (بزنس ریکارڈر، 22 جنوری، صفحہ 8)

مال مویشی

سیکریٹری وزارت قومی غذائی تحفظ وتحقیق محمد ہاشم پوپلزئی نے کہا ہے کہ حکومت پانچ سالوں میں 290 بلین روپے کی لاگت سے زراعت کے پانچ اہم شعبہ جات پانی، فصلیں، منڈی، ماہی گیری اور مال مویشی میں مختلف منصوبے شروع کرنے کی منصوبہ بندی کررہی ہے۔ منصوبہ کے تحت گنا، چاول اور گندم کی پیداوار میں اضافے اور روغنی بیجوں کی پیداوار کو فروغ دینے کے منصوبے جولائی میں شروع کیے جائیں گے۔ انھوں نے مزید کہا کہ زرعی شعبے کی وفاق سے صوبوں کو منتقلی کے بعد اس شعبہ کی کارکردگی اور ترقی کے حوالے سے بجٹ میں 60 فیصد کمی ہوئی ہے۔ صوبوں کو زرعی شعبہ کی منتقلی سے پہلے وفاقی اور صوبائی بجٹ میں اس شعبہ کے لیے مختص رقم تقریباً 40 بلین روپے ہوا کرتی تھی جو اب کم ہوکر 20 سے 22 بلین روپے ہوگئی ہے۔ زرعی شعبے کی صوبوں کو منتقلی کے بعد سے پہلی بار وفاق کی جانب سے پانچ سالوں میں 18 منصوبوں کے ذریعے پانچ اہم زرعی شعبہ جات میں 92.5 بلین روپے خرچ کیے جائیں گے۔ وفاق کی جانب سے پانی کے شعبے کے لیے 71 بلین روپے، فصلوں کے لیے 1.65 بلین، ماہی گیری میں 3.51 بلین اور مال مویشی شعبہ میں 1.32 بلین روپے فراہم کیے جائیں گے۔ (ڈان، 3 اپریل، صفحہ 10)

پانی

وفاقی حکومت صوبائی حکومتوں اور دیگر شراکتداروں بشمول کسانوں کے ساتھ مل کر آبی وسائل میں ہونے والی کمی اور ملک بھر میں آبپاشی کے لیے پانی محفوظ کرنے کے حوالے سے ایک پالیسی مرتب کررہی ہے۔ وزارت قومی غذائی تحفظ وتحقیق کے اعلیٰ عہدیدار کے مطابق حکومت موجودہ 50,000 واٹرکورسوں کی مرمت و بحالی کے ساتھ ساتھ 73,000 نئے واٹر کورس تیار کرے گی۔ حکومت واٹرکورسوں کو بہتر بنانے اور نچلی سطح پر پانی ذخیرہ کرنے کے ٹینک کی تعمیر پر 178 بلین روپے خرچ کرنے کی منصوبہ بندی کررہی ہے۔ تحقیق کے مطابق ہر سال ملک میں 24 ملین ایکڑ فٹ پانی ضائع ہورہا ہے۔ پانی کے تحفظ کے پروگرام کے ذریعے سالانہ آٹھ ملین ایکڑ فٹ پانی کومحفوظ کیا جاسکتا ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 4 اپریل، صفحہ 7)

ماحول

وزیر جنگلات و جنگلی حیات سندھ سید ناصر حسین شاہ نے پائیدار جنگلات کے نظام پر مبنی سسٹین ایبل فوریسٹ مینجمنٹ پالیسی 2019 کے حوالے سے ہونے والے اجلاس میں کہا ہے کہ صوبے میں جنگلات میں اضافے کے لیے ایک جامع اور شفاف حکمت عملی وضع کی جائے گی۔ موسمی تبدیلی کے باعث درجہ حرارت اور فضائی آلودگی میں اضافہ ہورہا ہے جس کے لیے صوبے کا پہلا شہری جنگل (اربن فاریسٹ) کراچی میں بنایا جائے گا جس کے بعد اسے دوسرے شہروں تک وسعت دی جائے گی۔ سبز کراچی منصوبے کے تحت نجی سرکاری شراکت داری میں ملیر ندی اور ریل پٹڑی کے ساتھ ماحول دوست درخت لگائے جائیں گے۔ اس طرح کے جنگل کے قیام کا مقصد موسمی تبدیلی اور آلودگی کے منفی اثرات کوختم کرنا ہے۔ (بزنس ریکارڈر، 21 جنوری، صفحہ 3)

وزیر جنگلات و جنگلی حیات سندھ ناصر حسین شاہ نے کہا ہے کہ حکومت صوبے میں جنگلات کے فروغ و تحفظ کے لیے پالیسی تیار کررہی ہے۔ اس پالیسی کے اجراء کے بعد اس سے متعلق تمام اداروں (افراد) کو

پالیسی پر عمل کرنا ہوگا۔ تمام نئے ترقیاتی منصوبوں میں سڑک کے دونوں جانب درخت لگانا لازمی ہوگا۔ عنقریب شروع ہونے والی شجر کاری مہم میں مختلف اقسام کے سایہ دار اور پھلدار درخت لگائے جائیں گے جس کا آغاز شہید بے نظیر بھٹو پارک، کلفٹن سے کیا جائیگا۔ (بزنس ریکارڈر، 24 فروری، صفحہ 3)

ایڈیشنل سیکریٹری وزارت موسمی تبدیلی بابر حیات نے صحافیوں سے غیر رسمی گفتگو کرتے ہوئے کہا ہے کہ وزارت موسمی تبدیلی شجرکاری کے منصوبے ''بلین ٹری سونامی'' کو حتمی شکل دینے کے قریب ہے۔ اس منصوبے پر صوبائی حکومتوں کی مدد سے ایک بلین ڈالر خرچ ہوں گے۔ منصوبے کی لاگت کا آدھا حصہ صوبے فراہم کریں گے کیونکہ یہ منصوبہ پورے ملک کے لیے ہوگا۔ منصوبے کے تحت ملک بھر میں پودوں کی پنیری فراہم کرنے کے مراکز قائم کیے جائیں گے اور درختوں کی مقامی اقسام کی کاشت کو ترجیح دی جائے گی تاکہ حیاتیاتی تنوع کو یقینی بنایا جاسکے۔ (بزنس ریکارڈر، 30 مارچ، صفحہ 2)

موسمی بحران

وفاقی حکومت نے ملک میں ممکنہ خشک سالی جیسی صورتحال سے نمٹنے کے لیے جامع منصوبہ متعارف کروانے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس منصوبے پر کابینہ کے اجلاس میں بحث کی جائے گی۔ یہ منصوبہ نیشنل ڈیزاسٹر مینجمنٹ اتھارٹی (NDMA) کی جانب سے تیار کیا گیا ہے جس کے کابینہ سے منظور ہو جانے کا امکان ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 21 اپریل، صفحہ 3)

غربت

وزیر اعظم عمران خان نے غریب اور پسماندہ طبقے خصوصاً عورتوں کو بااختیار بنانے کے لیے غربت کے خاتمے اور سماجی تحفظ کے ایک منصوبے ''احساس'' کا آغاز کردیا ہے۔ منصوبے کا آغاز کرتے ہوئے ان کا کہنا تھا کہ حکومت آئین میں تبدیلی چاہتی ہے جس کے تحت تمام شہریوں کو بلاتفریق خوراک، کپڑا، مکان، تعلیم اور

طبی سہولیات کی ریاست کی طرف سے فراہمی یقینی ہو اور انھیں عوام کے بنیادی حقوق تصور کیا جاتا ہو۔ آئین کے آرٹیکل 38 (ڈی) کا حوالہ دیتے ہوئے انھوں نے مزکورہ پانچ بنیادی ضروریات آئین میں بطور بنیادی حقوق شامل کرنے کا عزم کیا۔ منصوبے کے حوالے سے ان کا کہنا تھا کہ حکومت نے ملک کے غریب طبقے کی بہتری کے لیے 80 بلین روپے مختص کرنے کا فیصلہ کیا ہے جسے اگلے سال بڑھا کر 120 بلین روپے کر دیا جائے گا۔ غربت کے خاتمے کے حوالے سے ایک نئی وزارت کے قیام کا علان بھی کیا گیا جس کا مقصد تمام متعلقہ محکموں اور اداروں کے درمیان روابط کو بڑھانا ہے۔ اس وقت بیت المال، پاورٹی ایلیویشن کونسل، بینظیر انکم سپورٹ پروگرام (BISP) اور زکوۃ کونسل ملک میں کام کررہے ہیں لیکن ان کے درمیان آپس میں کوئی تعاون نہیں ہے۔ بیت المال اگلے چار سالوں میں 10,000 یتیم بچوں کے لیے گھر جبکہ چار ضعیف افراد کے رہائشی مراکز تعمیر کرے گا۔ اس وقت غربت کے حوالے سے کوئی حتمی اعداد و شمار موجود نہیں ہیں جس کے لیے حکومت ایک نئے سروے کا آغاز کرے گی جو دسمبر میں مکمل ہوگا۔ (ڈان، 28 مارچ، صفحہ 1)

بین الاقوامی معاہدے

- سندھ طاس معاہدہ پاک بھارت تنازع

ایک خبر کے مطابق سندھ طاس معاہدے کے تحت بھارت کے حصے کا پانی جو اب تک بھارت استعمال نہیں کررہا تھا اور یہ پانی پاکستان کی طرف بہتا تھا اب بھارت میں ہی روک لیا جائیگا۔ کئی بھارتی وزیروں نے یمنا بیسن پر ڈیم کی تعمیر کے لیے مفاہمت کی ایک یادداشت پر دستخط کیے ہیں۔ یونین منسٹر نتن گوڑکرے (Nitin Godkari) کا کہنا ہے کہ بھارت کے حصے میں آنے والے دریا کے پانی کا کچھ حصہ اب بھی پاکستان کی طرف بہہ رہا ہے۔ اس پانی کو روک کر پنجاب، ہریانہ، اترپردیش، راجھستان اور دہلی ترسیل کیا جائے گا۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 13 جنوری، صفحہ 13)

ایک خبر کے مطابق پاکستانی ماہرین کا تین رکنی وفد دریائے چناب پر بھارت کے پن بجلی منصوبوں کی جانچ کے بعد پاکستان واپس پہنچ گیا ہے۔ وفد نے اپنے چھ روزہ دورے کے دوران سندھ طاس معاہدے کے

تحت مختلف منصوبوں کا جائزہ لیا۔ وفد کی قیادت کرنے والے پاکستان کے انڈس واٹر کمشنر سید مہر علی شاہ کے مطابق چار پن بجلی منصوبوں 1,000 میگاواٹ کے پاکل دل، 48 میگاواٹ کے لوئر کلنائی، 850 میگاواٹ کے رتلے اور 900 میگاواٹ کے بگلیہار ڈیم کا جائزہ لیا گیا ہے۔ وفد نے بگلیہار ڈیم کا بھی معائنہ کیا جو موسم سرما میں پانی کے بہاؤ میں کمی کی وجہ سے 150 میگاواٹ بجلی پیدا کر رہا تھا۔ سید مہر علی شاہ نے مزید کہا کہ ''ہمیں وہاں یہ دیکھنا تھا کہ (بگلیہار ڈیم) منصوبہ نقشہ کے مطابق چلایا جارہا ہے یا نہیں، معائنہ کے بعد ہم نے پایا کہ منصوبہ نقشہ کے مطابق چلایا جارہا ہے''۔ (ڈان، 2 فروری، صفحہ 1)

تحقیق وٹیکنالوجی

لاہور میں ایک تقریب میں صوبہ پنجاب کے لیے موسمی تبدیلی سے مطابقت رکھنے والی زراعت پر مبنی تحقیق (کلائمٹ اسمارٹ ایگری کلچر اسٹڈی) کا اجراء کردیا گیا ہے۔ اقوام متحدہ کا ادارہ فاؤ، انٹرنیشنل سینٹر فار ٹراپیکل ایگریکلچر (CIAT)، محکمہ زراعت پنجاب اور حکومت پنجاب نے مشترکہ طور پر یہ تحقیق مرتب کی ہے۔ اس تحقیق میں موسمی تبدیلی سے مطابقت رکھنے والی زرعی حکمت عملیوں کو اجاگر کیا گیا ہے جو پنجاب میں شدید موسمی واقعات سے مطابقت پیدا کرنے اور ان کے اثرات زائل کرنے میں مدد دے سکتی ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ تحقیق صوبہ میں خوراک کی پیداوار میں اضافہ اور غذائی تحفظ میں بھی کردار ادا کریگی۔ اس تحقیق میں متنوع زراعت، نقدآور فصلوں پر انحصار میں کمی اور زیادہ قدر رکھنے والی غذائیت سے بھرپور فصلوں کی کاشت پر منتقل ہونے کی ضرورت پر زور دیا گیا ہے۔ تحقیق میں پانی کے انتظام سے متعلق حکمت عملیوں کو فوری طور پر بہتر کرنے، آبپاشی نظام کی افادیت بڑھانے اور پانی کے زیاں کو کم کرنے کی ضرورت پر بھی زور دیا گیا ہے۔ یہ تحقیق صوبائی پالیسی کی جانچ اور موسمی تبدیلی سے مطابقت پر مبنی زراعت سے وابستہ اداروں کے لیے مددگار ہوگی جس سے اداروں کو درپیش رکاوٹوں کی نشاندہی ہوگی اور صوبائی و ضلعی سطح پر پالیسی سازی اور اس پرعمل درآمد کے لیے حل کی نشاندہی کی جاسکے گی۔ یہ تحقیق صوبائی سطح پر کلائمٹ اسمارٹ ایگری کلچر کے لیے سرمایہ کاری کے مواقع کی بھی نشاندہی کرتی ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون،

25 جنوری، صفحہ 11)

فاؤ کے اشتراک سے سندھ زرعی یونیورسٹی، ٹنڈو جام میں فاؤ ریسورس سینٹر کا افتتاح کردیا گیا ہے۔ اس مرکز کے قیام کا مقصد کسانوں اور محققین کے درمیان مضبوط روابط کے ذریعے جدید ٹیکنالوجی کے استعمال کو فروغ دینا ہے۔ اس موقع پر پاکستان میں فاؤ کی نمائندہ مینا ڈولاچی کا کہنا تھا کہ اس مرکز کے قیام سے زرعی شعبہ کی کارکردگی بہتر ہوگی اور صوبہ میں پائیدار زراعت کے لیے مشترکہ سرمایہ کاری و حکمت عملیوں کو فروغ دینے میں مدد ملے گی۔ غذائی تحفظ کو یقینی بنانے اور غذائی کمی کے خاتمہ کے لیے فاؤ زمین کے کرایہ داری نظام (لینڈ ٹینیور سسٹم) پر عمل درآمد کے لیے یورپی یونین کی مالی مدد سے سندھ کے آٹھ اضلاع میں ''امپروو لینڈ ٹیننسی ان سندھ پرونس'' نامی منصوبے کے تحت کام کررہی ہے جو زمین اور قدرتی وسائل تک پائیدار اور منصفانہ رسائی کو بہتر بناسکتا ہے اور پیداوار، غذائی تحفظ اور غذائیت میں بہتری ممکن بناتا ہے۔ اس کے علاوہ انڈس بیسن کے ساتھ واقع منتخب اضلاع میں موسمی تبدیلی سے مطابقت و بحالی کی صلاحیت پیدا کرنے اور چھوٹے کسانوں کی مدد کے لیے ایک اور منصوبے کو حتمی شکل دیدی گئی ہے جس سے 1.5 ملین افراد کو فائدہ ہوگا۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 18 فروری، صفحہ 5)

IX۔ ماحول

زمین

- آلودگی

پلاسٹک کی ناقابل تلف تھیلیاں بنانے اور اس کی خرید و فروخت پر پابندی کے باوجود ملک میں ان کا استعمال حد سے زیادہ ہے۔ ادارہ تحفظ ماحولیات (EPD) کے ایک سروے کے مطابق پاکستان میں ہر سال تقریباً 55 بلین پلاسٹک کی تھیلیاں استعمال ہوتی ہیں جبکہ پلاسٹک کے استعمال میں ہر سال 15 فیصد اضافہ ہورہا ہے۔ رپورٹ کے مطابق ملک میں پلاسٹک بنانے کے 8,000 سے زائد کارخانے موجود ہیں جن کی اوسط یومیہ پیداواری صلاحیت 250 سے 500 کلوگرام تک ہے۔ ملک بھر میں پلاسٹک کی کئی گھریلو صنعتیں

کام کررہی ہیں جن کے پاس ماحولیاتی تحفظ کی کوئی منصوبہ بندی اور غیر اعتراضی سند (NOC) بھی نہیں ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 18 فروری، صفحہ 10)

- جنگلی حیات

وفاقی حکومت نے خلیجی ریاستوں کے شاہی خاندان سے تعلق رکھنے والے ارکان کو سال 19-2018 میں بلوچستان میں نایاب پرندے تلور کے شکار کے 12 خصوصی اجازت نامے جاری کیے ہیں۔ انتہائی باوثوق ذرائع کے مطابق ان ارکان میں سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، قطر اور بحرین کے حکمران شامل ہیں۔ ذرائع کا کہنا ہے کہ پی ٹی آئی کی حکومت نے شکار کے خصوصی اجازت نامے جاری کیے ہیں حالانکہ وزیر اعظم عمران خان جب حزب اختلاف میں تھے تو سابقہ حکومت پر شکار کے اجازت نامے جاری کرنے پر تنقید کیا کرتے تھے۔ (ڈان، 11 فروری، صفحہ 12)

پانی

- آلودگی

پی ایف اے نے 10 کنال زمین پر نالہ لئی کے آلودہ پانی سے کاشت کی جانے والی فصلوں کو تلف کردیا ہے۔ ان فصلوں میں گوبھی، سلاد پتہ، پالک اور اجوائن شامل ہیں۔ کچھ کاشتکار نالہ لئی کے کنارے غیر قانونی طور پر کئی سالوں سے سبزیاں کاشت کررہے ہیں جنہوں نے نالے سے آلودہ پانی کھیتوں کی طرف موڑا ہوا ہے۔ محکمہ صحت راولپنڈی کے افسر ڈاکٹر نوید اختر کا اس حوالے سے کہنا ہے کہ نالہ لئی کے پانی میں پولیو اور ڈینگی کے جرثومے پائے جانے کا انتباہ جاری کیا جاچکا ہے۔ اس پانی سے فصلیں اگانا تو دور اس کے قریب سانس لینا بھی صحت کے لیے نقصان کا باعث ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 1 فروری، صفحہ 10)

لاڑکانہ کے علاقے رتوڈیرو میں زیر زمین پانی نمکین ہونے اور انسانی استعمال کے قابل نہ ہونے کی وجہ سے 75 فیصد رہائشی پینے کے صاف پانی سے محروم ہیں۔ پیپلز پارٹی کی رہنماء فریال تالپور اس حلقہ کی منتخب

رکن سندھ اسمبلی ہیں اور دو بار قومی اسمبلی کی رکن بھی منتخب ہوچکی ہیں لیکن تا حال عوام کو پینے کا صاف پانی فراہم کرنے کے لیے کچھ نہیں کیا گیا۔ رہائشی 20 روپے فی گیلن قیمت پر پانی خریدنے پر مجبور ہیں۔ وہ لوگ جن کے پاس پانی خریدنے کی گنجائش نہیں جیسے کہ مزدور طبقہ، آلودہ پانی پینے پر مجبور ہے جو انھیں جان لیوا بیماریوں میں مبتلا کررہا ہے۔ پیپلز پارٹی کے پہلے دور حکومت میں 120 ملین روپے کا پانی کی فراہمی کا منصوبہ منظور کیا گیا تھا جو ایک دن بھی فعال نہ ہوسکا۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 24 مارچ، صفحہ 5)

- آبی حیات

ایک خبر کے مطابق گزشتہ تین دہائیوں میں سائبیریا سے پاکستان ہجرت کرکے آنے والے پرندوں کی تعداد میں تیزی سے کمی آئی ہے۔ موسم سرما میں کیے گئے ایک سروے کے مطابق 12 آبی مقامات پر مقامی اور ہجرت کرکے آنے والے پرندوں سمیت تقریباً 150,000 پرندوں کی آمد کا اندازہ لگایا گیا ہے جو گزشتہ سال 18-2017 کے مقابلے میں 70 فیصد کم ہیں۔ پاکستان ہجرت کرکے آنے والے پرندوں کی آمد کا سلسلہ اگست کے آخر سے شروع ہو جاتا ہے۔ فروری کے مہینے سے ان پرندوں کی واپسی شروع ہو جاتی ہے اور مارچ تک تمام پرندے واپس چلے جاتے ہیں۔ محکمہ جنگلی حیات کے افسر کا کہنا ہے کہ یہ پرندے پاکستان میں 19 مقامات پر قیام کرتے ہیں جن میں سے 10 مقامات سندھ میں پائے جاتے ہیں۔ ماہرین نے انسانی مداخلت اور دیگر قدرتی وجوہات کو پاکستان میں ہجرت کرکے آنے والے پرندوں کی تعداد میں کمی کا سبب قرار دیا ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 11 فروری، صفحہ 5)

فضاء

- آلودگی

امریکہ کے ہیلتھ افیکٹز انسٹی ٹیوٹ اور یونیورسٹی آف برٹش کولمبیا (UBC) کی فضائی آلودگی سے متعلق رپورٹ ''اسٹیٹ آف گلوبل ائیر'' کے مطابق پاکستان ان 10 ممالک کی فہرست میں دوسرے نمبر پر ہے جہاں فضائی آلودگی سے ہونے والی شرح اموات سب سے زیادہ ہے جبکہ بھارت چین مجموعی طور پر پہلے

نمبر پر ہیں۔ سروے سے معلوم ہوا کہ چین اور بھارت میں مجموعی طور پر سال 2017 میں فضائی آلودگی سے 2.4 ملین افراد ہلاک ہوئے تھے۔ بھارت میں 60 فیصد گھرانے گھروں کے اندر فضائی آلودگی سے متاثر ہیں۔ اسی طرح چین میں یہ شرح 32 فیصد، بنگلہ دیش میں 79 فیصد جبکہ پاکستان میں 52 فیصد ہے۔ پاکستان میں 128,000، انڈونیشیاء میں 124,000، بنگلہ دیش میں 123,000، نائجیریا میں 114,000، امریکہ میں 108,000، روس میں 99,000، برازیل میں 66,000 اور فلپائن میں 64,000 ہلاکتوں کی وجہ فضائی آلودگی ہے۔ (ڈان، 4 اپریل، صفحہ 14)

آلودگی، صحت و تحفظ

پی ایف اے صوبے بھر میں کھلے مصالحہ جات کی فروخت کے خلاف کارروائی کررہی ہے۔ کارروائی کے دوران 29,712 کلوگرام کھلے مصالحے ضبط کر لیے گئے ہیں۔ پی ایف اے نے کھلے مصالحہ جات کی فروخت پر پابندی کے لیے دی جانے والی مدت کے خاتمے کے بعد کارروائی کا آغاز کیا ہے۔ (بزنس ریکارڈر، 3 جنوری، صفحہ 16)

خیبر پختونخوا کی فوڈ سیفٹی اینڈ حلال فوڈ اتھارٹی (FS&HFA) نے 20 مارچ سے کھلے مصالحہ جات پر پابندی عائد کرنے کا اعلان کیا ہے۔ ادارے کے ڈائریکٹر ریاض خان محسود نے مصالحوں کے تاجروں کو کھلے مصالحہ جات کے خلاف کارروائی کے آغاز سے پہلے بستہ بند (پیک) مصالحے متعارف کرنے پر زور دیا ہے۔ ان کا مزید کہنا تھا کہ کھلے مصالحہ جات صحت کے لیے مضر ہیں اور مہلک بیماریوں کی وجہ بن سکتے ہیں۔ گزشتہ سال اتھارٹی کی سائنٹفک کمیٹی نے اس پابندی کی سفارش کی تھی اور موجودہ کاروبار کو ضابطوں کے مطابق ڈھالنے کے لیے ایک سال کا وقت دیا گیا تھا۔ FS&HFA (ایف ایس اینڈ آیچ ایف اے) دی گئی مدت پوری ہوتے ہی کھلے مصالحہ جات کے خلاف کارروائی کرے گی۔ (ڈان، 5 مارچ، صفحہ 7)

عوام کو صوبے میں صاف خوراک کی فراہمی کے لیے بلوچستان فوڈ اتھارٹی (BFA) نے اپنا کام شروع کردیا ہے۔ حکومتی عہدیدار کے مطابق اتھارٹی ابتدا میں کوئٹہ میں خوراک کے کاروبار کو ضوابط اور نگرانی میں لائے گی اس کے بعد پورے صوبے میں اس حوالے سے کام شروع کیا جائے گا۔ حکومت نے BFA (بی ایف اے) کے ڈائریکٹر جنرل کا تقرر کردیا ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 10 مارچ، صفحہ 7)

حکام کی جانب سے وزیر اعظم عمران خان کو جمع کرائی جانے والی ایک رپورٹ میں انکشاف کیا گیا ہے کہ پنجاب کے شہری علاقوں میں فروخت ہونے والے 70 فیصد کھلے دودھ میں نقصان دہ کیمیائی اجزاء اور جراثیم پائے گئے ہیں۔ لاہور، ملتان، فیصل آباد، بھاولپور، گجرانوالہ اور راولپنڈی سے اکھٹے کیے گئے 601 نمونوں میں سے 422 نمونے استعمال کے لیے غیر موزوں پائے گئے ہیں۔ ان نمونوں میں فارمل ڈی ہائیڈ، امونیم سلفیٹ، ہائیڈروجن پر آکسائیڈ، یوریا اور صابن میں پائے جانے والے کیمیائی اجزاء پائے گئے ہیں۔ رپورٹ کے مطابق ملاوٹ مافیا شہروں میں دودھ کی طلب پوری کرنے کے لیے ایران سے درآمد شدہ مصنوعی خشک دودھ بھی فروخت کررہا ہے۔ رپورٹ کا جائزہ لینے کے بعد وزیر اعظم نے پی ٹی آئی کے رہنماء جہانگیر ترین کو پنجاب کے حکام کے ساتھ مل کر ترکی میں استعمال ہونے والی جراثیم سے پاک دودھ کی ''پیسچر ائزیشن پالیسی'' پر کام کرنے کی ہدایت کی ہے۔ ترکی نے 1995 میں دودھ کو جراثیم سے پاک کرنے کا عمل (پیسچر ائزیشن) لازمی قرار دیا تھا اور 2008 میں کھلے دودھ کی فروخت پر مکمل پابندی عائد کردی تھی۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 5 اپریل، صفحہ 11)

X۔ موسمی تبدیلی

سال 2019 میں موسمی تبدیلی پر آکسفام کی شائع ہونے والی ایک رپورٹ (Climate Induced Migration in Sindh, Pakistan) کے مطابق موسمی تبدیلی ایک حقیقت ہے اور مختلف خطوں میں اس کے تباہ کن اثرات پہلے ہی ظاہر ہونا شروع ہوگئے ہیں۔ موسمی تبدیلی سے انسانی زندگیوں، ماحولیاتی نظام یہاں تک کہ سطح سمندر کے ساتھ قائم زیریں ممالک کی خود مختاری بھی خطرے میں ہے۔ رپورٹ کے

مطابق 1997 تا 2016 کے دستیاب اعداد و شمار کے مطابق پاکستان موسم سے متعلق آفات سے سب سے زیادہ متاثر ہونے والا ساتواں ملک ہے۔ 20 سالوں کے دوران ملک میں شدید موسمی آفات کے 141 واقعات دیکھے گئے ہیں جن سے سالانہ اوسطاً 523 ہلاکتیں ہوئیں اور معیشت کو 3816.82 ملین ڈالر کا نقصان ہوا۔ صرف 2016 میں ہی موسمی آفات میں 566 ہلاکتیں ہوئیں اور قوم کو 47.31 ملین ڈالر کا نقصان ہوا تھا۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 31 جنوری، صفحہ 4)

ایک خبر کے مطابق اگرچہ ماحولیاتی شعبہ حکومتی ترجیحات میں شامل ہے۔ تاہم کلائمٹ کونسل کے قیام کے ایک ماہ بعد بھی حکومت کونسل کو فعال کرنے میں ناکام ہے۔ 26 دسمبر، 2018 کو وزیر اعظم کی منظوری کے بعد پاکستان کلائمٹ کونسل کا قیام عمل میں لایا گیا تھا۔ کونسل کے قیام کا مقصد موسمی تبدیلی پر قابو پانے کے لیے عالمی کنونشن کے تحت پاکستان کی ذمہ داریوں کو پورا کرنا ہے۔ اس کونسل میں 46 ارکان شامل ہیں۔ وزیر اعظم یا ان کا نامزد کردہ شخص کونسل کا سربراہ ہوگا۔ کونسل میں وزیر موسمی تبدیلی، خزانہ، قومی غذائی تحفظ و تحقیق، منصوبہ بندی، سائنس و ٹیکنالوجی، آبی وسائل، توانائی، خارجہ امور اور گلگت بلتستان سمیت چاروں صوبوں کے وزرائے اعلیٰ، آزاد کشمیر کے وزیر اعظم اور دیگر متعلقہ سرکاری اور غیر سرکاری شخصیات بھی شامل ہوں گی۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 31 جنوری، صفحہ 10)

اقوام متحدہ کے اعلیٰ سطح کے اجلاس میں پاکستان کی مستقل مندوب ملیحہ لودھی نے کہا ہے کہ موسمی تبدیلی کے مسائل سے نمٹنے کے لیے جامع حکمت عملی اپنانے کے لیے پاکستان کو سالانہ 14 بلین ڈالر کی ضرورت ہے۔ پاکستان موسمی تبدیلی سے سب سے زیادہ متاثر ہونے والے ممالک میں سے ایک ہے۔ ''کلائمٹ اینڈ سسٹین ایبل ڈیولپمنٹ فار آل'' کے عنوان سے منعقد ہونے والے اجلاس میں اعلیٰ سطح کے حکومتی نمائندگان نے شرکت کی۔ ملیحہ لودھی کا کہنا تھا کہ پاکستان میں آنے والی 90 فیصد قدرتی آفات کا تعلق موسمی تبدیلی سے ہے جس سے پاکستان کی ترقی کی استعداد اور پائیدار ترقی کے حصول کی صلاحیت پر زبردست بوجھ پڑ رہا ہے۔ اس تناظر میں پاکستان نے موسمی تبدیلی سے نمٹنے کے لیے ایک جامع حکمت عملی

مرتب کی ہے۔ پاکستان کو موسمی تبدیلی سے موافقت پیدا کرنے کے لیے سالانہ 14 بلین ڈالر کی ضرورت ہے۔ پاکستان نے اپنے شراکت داروں پر زور دیا ہے کہ وہ 2020 تک ہر سال 100 بلین ڈالر فراہم کرنے کے اپنے وعدے کی تکمیل کریں۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 31 مارچ، صفحہ 2)

موسمی بحران

- بارشیں

گزشتہ تین روز میں شدید بارشوں کی وجہ سے ڈیرہ غازی خان میں پہاڑی ندی نالوں میں پانی کے بہاؤ میں غیر معمولی اضافہ ہوگیا ہے۔ اس صورتحال کے تناظر میں ضلعی انتظامیہ نے علاقے میں سیلاب کا انتباہ جاری کردیا ہے۔ بارشوں سے سینکڑوں ایکڑ پر کھڑی گندم کی فصل بھی متاثر ہوئی ہے۔ کسانوں نے مطالبہ کیا ہے کہ حکومت انھیں اس بحران کے جاری رہنے تک مالی مدد فراہم کرے۔ کسانوں کا کہنا ہے کہ ضلعی انتظامیہ کی جانب سے گندم کی خریداری کا عمل تاخیر سے شروع کرنے کی وجہ سے ان کی پورے سال کی محنت بارش میں بہہ گئی ہے۔ انھوں نے حکومت سے متاثرہ علاقوں کا سروے کرکے کسانوں کو ہونے والے نقصانات کا اندازہ لگانے اور انھیں معاوضہ دینے کا مطالبہ کیا ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 16 اپریل، صفحہ 11)

پنجاب بھر میں حالیہ طوفانی بارشوں سے ضلع بھکر میں کھڑی فصلیں تباہ ہوگئی ہیں۔ لاکھوں ایکڑ پر گندم اور چنے کی فصل کو سخت نقصان پہنچا ہے۔ کسان حکومت سے اس صورتحال کا نوٹس لینے کا مطالبہ کررہے ہیں۔ ڈپٹی کمشنر وقاص رشید کا کہنا ہے کہ محکمہ ریونیو کا عملہ حالیہ بارشوں سے ہونے والے نقصان کا سروے کررہا ہے۔ اس کے علاوہ ضلع بھکر کے تمام اسسٹنٹ کمشنروں کو سروے رپورٹ تیار کرنے کی ہدایت کردی گئی ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 17 اپریل، صفحہ 11)

جنوبی پنجاب کے کپاس اور گندم کی پیداوار کرنے والے 14 اضلاع میں آندھی اور ژالہ باری کی وجہ سے

کھڑی فصلوں کو وسیع پیمانے پر نقصان پہنچا ہے۔ ضلع انتظامیہ کی جانب سے تاحال نقصان کا اندازہ لگانے کے لیے سروے جاری ہے۔ تاہم کسانوں اور سرکاری حکام کے مطابق گندم، مکئی، آم اور سبزیوں کی فصل کو شدید نقصان پہنچا ہے اور بعض مکمل طور پر تباہ ہوگئی ہیں۔ ضلع خانیوال کے زرعی افسر سردار جمیل کا کہنا ہے کہ ضلع میں 40,000 ایکڑ پر محیط سبزیوں، آم اور دیگر فصلوں کو شدید نقصان پہنچا ہے۔ بارشوں اور طوفان سے متاثرہ اضلاع میں میانوالی، بھکر، لیہ، راجن پور، ڈیرہ غازی خان، مظفر گڑھ، ملتان، لودھراں، بھاولنگر، بھاولپور، ویہاڑی، رحیم یارخان، خانیوال اور ساہیوال شامل ہیں۔ (ڈان، 18 اپریل، صفحہ 10)

ایک خبر کے مطابق پنجاب اور خیبر پختونخوا میں ہونے والی مسلسل بارشوں سے اس سال گندم کی 25.51 ملین ٹن پیداوار کا ہدف حاصل ہونے کا امکان نہیں ہے۔ پچھلے تین دنوں سے ملک کے مختلف علاقوں میں بارشوں نے پنجاب اور بلوچستان کے میدانی علاقوں میں گندم کی فصل کو اور پہاڑی علاقوں میں پھلوں کی پیداوار کو نقصان پہنچایا ہے۔ محکمہ زراعت پنجاب کے ابتدائی اندازے کے مطابق صرف پنجاب میں 200,000 ٹن گندم ضائع ہوگئی ہے۔ وفاقی وزیر قومی غذائی تحفظ وتحقیق صاحبزادہ محبوب سلطان نے صوبائی حکومتوں سے گندم کی فصل کو ہونے والے نقصانات کی رپورٹ طلب کی ہے۔ (ڈان، 18 اپریل، صفحہ 1)

ایک خبر کے مطابق ملک میں ہونے والی حالیہ بارشوں سے ہونے والے بھاری نقصان کی وجہ سے زرعی شعبہ شدید بحران کا شکار ہے۔ صرف پنجاب میں ہی کٹائی کے لیے تیار گندم اور مکئی کی 35,000 ایکڑ پر مشتمل فصلیں تباہ ہوگئی ہیں۔ ابتدائی اندازوں کے مطابق صوبے میں 200,000 ٹن گندم کی فصل کو نقصان پہنچا ہے۔ فیصل آباد میں گندم کی پانچ فیصد فصل متاثر ہوئی ہے۔ ڈائریکٹر محکمہ زراعت چوہدری عبدالحمید کے مطابق فیصل آباد میں 33,787 ایکڑ پر گندم، 510 ایکڑ پر سبزیاں جبکہ 342 ایکڑ پر مشتمل پھلوں کے باغات متاثر ہوئے ہیں۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 19 اپریل، صفحہ 3)

وزارت قومی غذائی تحفظ وتحقیق نے اعلان کیا ہے کہ ملک میں خوراک کے تحفظ کو کوئی خطرہ نہیں ہے اور

ناہی گندم کی قلت کا خطرہ ہے۔ حالیہ بارشوں اور آندھیوں کے باعث گندم، مکئی اور چنے کی فصلوں کو معمولی نقصان ہوا ہے۔ اس صورتحال میں گندم کی قلت کے حوالے سے افواہیں درست نہیں ہیں۔ وزارت حالیہ بارشوں سے فصلوں کو ہونے والے نقصانات کے حوالے سے صوبائی زرعی محکموں سے رابطے میں ہے۔
(ڈان، 20 اپریل، صفحہ 1)

- برفباری

ایک خبر کے مطابق شدید برفباری نے گلیات میں برفباری کا 35 سالہ ریکارڈ توڑ دیا ہے جہاں 20 دنوں میں 12 فٹ تک برفباری ریکارڈ کی گئی ہے۔ شدید برفباری سے ناصرف سیاحوں کی آمد رک گئی ہے بلکہ مقامی افراد بھی گھروں تک محصور ہوگئے ہیں۔ برفباری کی وجہ سے مری روڈ، ایوبیہ، نتھیا گلی اور دیگر اہم ذیلی شاہراہیں بند ہوگئی ہیں۔ (دی نیوز، 10 فروری، صفحہ 3)

XI۔ غربت اور غذائی کمی

فاؤ پاکستان میں غذائی تحفظ اور غذائیت کی صورتحال پر ایک رپورٹ مرتب کرے گا۔ یہ پہلی قومی رپورٹ ہوگی جو فاؤ کی عالمی سالانہ رپورٹوں کی طرز پر تیار ہوگی۔ اس رپورٹ کی تیاری میں سوئٹزرلینڈ کی سوئس ایجنسی فار ڈیولپمنٹ اینڈ کوآپریشن فاؤ کو تعاون فراہم کرے گی۔ رپورٹ حکومت کو خوراک کی فراہمی، طلب اور غذائی تحفظ کے حوالے سے بروقت معلومات فراہم کرے گی۔ (ڈان، 13 مارچ، صفحہ 5)

انٹرنیشنل فوڈ پالیسی ریسرچ انسٹی ٹیوٹ (IFPRI) کے اندازوں کے مطابق پاکستان کی 200 ملین سے زائد آبادی میں ہر پانچ میں سے تقریباً ایک فرد غذائی کمی کا شکار ہے اور ملک میں خوراک کی کمی بھی نہیں ہے۔ امریکی محکمہ زراعت (USDA) کے مطابق مئی 2018 سے اپریل 2019 تک پاکستان سے 500,000 ٹن گندم اور 7.4 ملین ٹن چاول برآمد کیے گئے ہیں۔ یہاں تک کہ ایک اخبار نے رواں مہینے آلو کی بے

تحاشہ پیداوار کی خبر دی۔ ماہرین کہتے ہیں کہ مسئلہ سماجی و اقتصادی ہے۔ خوراک کی دستیابی کا مطلب یہ نہیں کہ عوام تک اس کی رسائی ہے۔ ڈاکٹر امبرین فاطمہ کہتی ہیں کہ پاکستان میں خوراک کے تحفظ کے چار اہم ستون ہیں۔ پہلا خوراک کی دستیابی، اس تک رسائی، استعمال اور استحکام۔ تھرپارکر، سندھ میں ان چاروں ستونوں کا فقدان ہے۔ ماہر اقتصادیات ڈاکٹر قیصر بنگالی کا کہنا ہے کہ پاکستان میں اچھی خاصی گندم کی پیداوار ہوتی ہے جو زیادہ تر بیرونی ممالک کو فروخت کردی جاتی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ ہوسکتا ہے کہ عوام کو اس تک رسائی حاصل نہیں ہے اور اگر رسائی ہے بھی تو ان کے پاس گندم خریدنے کے لیے وسائل نہیں ہیں۔ پاکستان میں قوت خرید ایک بہت بڑا مسئلہ ہے۔ یہاں تک کہ کراچی جیسے بڑے شہروں میں بھی غربت اور محرومی کی تشویش ناک مثالیں ملتی ہیں۔''ایک سروے کے دوران ہمارا سامنا ایسے بچوں سے بھی ہوا جنہوں نے کبھی زندگی میں سیب نہیں کھایا تھا اور جب ہم نے سیب دیا تو بچہ کھانے سے ہچکچا رہا تھا اور حیران تھا کہ آیا یہ کھانے کی چیز ہے بھی یا نہیں''۔ (ڈان، 25 مارچ، صفحہ 3)

غربت

پاکستان پاورٹی ایلیویشن فنڈ (PPAF) ملک بھر کی 375 یونین کونسلوں میں 157,000 گھرانوں کو شدید غربت سے نکالنے کے لیے 150 ملین ڈالر کا نیشنل پاورٹی گریجویشن پروگرام (NPGP) شروع کررہی ہے۔ منتخب شدہ خاندان BISP (بی آئی ایس پی) سے مستفید ہورہے ہیں جنھیں NPGP (این پی جی پی) پروگرام کے تحت اپنا معیار زندگی بہتر بنانے کے لیے پیشہ ورانہ وفنی تربیت اور بلاسود قرضوں تک رسائی فراہم کی جائے گی۔ 2018-23 پر مشتمل اس منصوبے کو اقوام متحدہ کا زرعی ترقی کا عالمی ادارہ انٹرنیشنل فنڈ فار ایگری کلچرل ڈیولپمنٹ (IFAD) اور حکومت پاکستان کی مدد حاصل ہے۔ (بزنس ریکارڈر، 21 فروری، صفحہ 3)

سندھ یونین کونسل اینڈ کمیونٹی اکنامک اسٹرینتھنگ سپورٹ (SUCCESS) کے تحت حیدرآباد میں منعقد کیے

گئے ورکشاپ میں نیشنل رورل سپورٹ پروگرام (NRSP) کے سربراہ نے اس امید کا اظہار کیا ہے کہ صوبہ سندھ اگلی دہائی تک غربت سے چھٹکارا حاصل کرسکتا ہے اگر نئے متعارف کردہ پانی، حفاظتی ٹیکہ جات، نکاسی اور تعلیم کا منصوبہ واٹر ایمونائزیشن، سینی ٹیشن اینڈ ایجوکیشن (WISE) صوبے کے تمام اضلاع تک پھیلا دیا جائے۔ SUCCESS (سکسیز) کی ٹیم لیڈر کیتھرین انس کارٹر کا اس موقع پر کہنا تھا کہ سندھ حکومت نے 72.5 بلین روپے کی لاگت سے غربت میں کمی کی حکمت عملی کی منظوری دی ہے۔ سندھ کے آٹھ اضلاع میں شروع کیے گئے اس چھ سالہ پروگرام کے لیے سرمایہ یورپی یونین فراہم کررہا ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 21 فروری، صفحہ 5)

پلاننگ اینڈ ڈیولپمنٹ بورڈ پنجاب کی جانب سے جاری کردہ ملٹی پل انڈیکیٹرز کلسٹر سروے (MICS) رپورٹ 2018 کے مطابق پنجاب میں پانچ سال کی عمر تک کا تقریباً ہر تیسرا بچہ نشو ونما میں کمی کی وجہ سے قد میں کمی کا شکار (اسٹنٹڈ) ہے جن کی اکثریت کا تعلق جنوبی پنجاب کے 11 اضلاع سے ہے۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ دیہی علاقوں میں قد میں کمی کے شکار بچوں کی شرح 34.4 فیصد ہے جبکہ شہری علاقوں میں یہ شرح 26 فیصد ہے۔ اس ہی عمر کے بچوں میں تقریباً 21.2 فیصد بچے اپنی عمر کے مقابلے وزن میں کمی کا شکار (ویسٹڈ) ہیں۔ رپورٹ کے مطابق پنجاب میں 26.1 فیصد آبادی غربت (کثیرالجہتی غربت) کا شکار ہے جس میں سے 12.3 فیصد شہری اور 33.9 فیصد دیہی آبادی پر مشتمل ہے۔ (ڈان، 29 مارچ، صفحہ 2)

- انکم سپورٹ پروگرام

بینظیر انکم سپورٹ پروگرام:

ایک خبر کے مطابق بی آئی ایس پی غربت کا سروے کرنے میں ناکام ہوگیا ہے۔ سابقہ حکومت نے تین سال قبل بی آئی ایس پی کو سروے کرنے کے لیے کہا تھا۔ اس سروے کو دو مراحل میں مکمل ہونا تھا۔ پہلے مرحلہ کی لاگت 900 ملین روپے جبکہ دوسرے مرحلہ کی لاگت نو بلین روپے تھی۔ بی آئی ایس پی نے 2016 میں 16 اضلاع میں سروے کے ابتدائی مرحلہ کا آغاز کیا تھا جو اسی سال کے آخر تک مکمل ہونا تھا،

جبکہ جنوری 2017 سے تمام اضلاع میں سروے کا انعقاد کرنا تھا۔ نیشنل سوشیو اکنامک رجسٹری (NSER) نامی یہ سروے ملک کے 137 اضلاع میں کیا جانا تھا۔ تاہم ایک سال گزر جانے کے باوجود سروے اب تک مکمل نہیں کیا جاسکا۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 13 فروری، صفحہ 2)

غذائی کمی

سینیٹ کی قائمہ کمیٹی برائے پسماندہ علاقہ جات کے سربراہ محمد عثمان کاکڑ نے تھرپارکر میں سندھ اور وفاقی حکومت کی مایوس کن کارکردگی پر افسوس کا اظہار کیا ہے جہاں غذائی کمی اور موسمی بیماریوں کی وجہ سے سینکڑوں بچے جانبحق ہوچکے ہیں۔ تھر میں خشک سالی کی صورتحال کا جائزہ لینے کے لیے محمد عثمان کاکڑ نے دیگر رہنماؤں کے ہمراہ تھر کا دورہ کیا ہے۔ سرکاری حکام اور پیپلز پارٹی کی مقامی قیادت سے ملاقات کے بعد صحافیوں سے بات کرتے ہوئے ان کا کہنا تھا کہ تھر میں بچے بھوک سے مررہے ہیں اور بے روزگار افراد خودکشیاں کررہے ہیں جبکہ حکمران ایک ہی راگ آلاپ رہے ہیں کہ تھر پاکستان کو تبدیل کردے گا۔ انھوں نے مزید کہا کہ اگر تھر کے کوئلے کی ایک فیصد رائلٹی بھی تھرپارکر پر خرچ کی جائے تو آئندہ سالوں میں صورتحال بہت بہتر ہوگی۔ یہ کہنا ایک سنگین مزاق ہے کہ تھرپارکر جہاں 2,600 دیہات میں سے اب تک صرف 200 دیہات تک بجلی پہنچی ہے سارے پاکستان کو بجلی فراہم کرے گا۔ (ڈان، 10 جنوری، صفحہ 17)

دی نیٹورک فار کنزیومر پروٹیکشن کی جانب سے خوراک میں مصنوعی غذائی اجزاء شامل کرنے (فورٹیفیکیشن) کے حوالے سے آگاہی فراہم کرنے اور غیر سرکاری تنظیموں کی صلاحیت میں اضافے کے لیے ایک روزہ تربیتی پروگرام کا انعقاد کیا گیا۔ تربیتی پروگرام میں شرکاء کا کہنا تھا کہ پاکستان میں عورتوں کی آدھی سے زیادہ آبادی جبکہ بچوں کی دو تہائی آبادی غذائیت کی کمی (مائیکرو نیوٹرینٹ ڈیفشنسی)، وٹامن اے، وٹامن ڈی، زنک، فولک ایسڈ، فولاد اور خون کی کمی کی شکار ہے۔ دی نیٹورک فار کنزیومر پروٹیکشن کے سربراہ ندیم اقبال نے کہا کہ غذائی کمی کی وجہ سے (معیشت پر) پڑنے والے بوجھ کی وجہ سے پاکستان کو مجموعی قومی

پیداوار میں 3-2 فیصد نقصان کا سامنا ہے۔ فولاد، مختلف وٹامن اور نمکیات کی کمی کی وجہ سے بیماریوں کے خلاف لڑنے کی صلاحیت کم ہوجاتی ہے جو بچوں کی اموات میں اضافے کا سبب ہے۔ پاکستان میں نوزائیدہ بچوں کی شرح اموات 1,000 میں سے 42 جبکہ دیگر عمر کے بچوں میں 1,000 میں 74 ہے۔
(بزنس ریکارڈر، 11 جنوری، صفحہ 15)

خشک سالی کے شکار تھرپارکر میں غذائی کمی اور موسمی وبائی امراض سے تین روز کے دوران مزید 12 بچے جانبحق ہوگئے ہیں جس کے بعد گزشتہ 15 دنوں میں مرنے والے بچوں کی تعداد 36 ہوگئی ہے۔ جانبحق بچوں کے والدین نے ایک بار پھر علاقے میں طبی سہولیات نہ ہونے کی شکایت کرتے ہوئے کہا ہے کہ وہ کنوؤں کا انتہائی آلودہ پانی پینے پر مجبور ہیں جو انسانوں اور جانوروں میں پانی سے ہونے والی بیماریوں کی وجہ ہے۔ تاہم پیپلز پارٹی کے رکن قومی اسمبلی ڈاکٹر مہیش کمار ملانی نے ایک اخباری بیان میں کہا ہے کہ مرنے والے زیادہ تر بچے پیدائشی طور پر وزن میں کمی کا شکار تھے۔ انھوں نے دعویٰ کیا ہے کہ تھرپارکر میں سنگین خشک سالی کے باوجود صورتحال قابو میں ہے۔ ان کا مزید کہنا تھا سندھ حکومت نے معیاری طبی سہولیات کی فراہمی اور تھر کے عوام میں خاندانی منصوبہ بندی کے طریقوں پر رہنمائی کے لیے کئی منصوبے شروع کیے ہیں۔ (ڈان، 17 جنوری، صفحہ 17)

خشک سالی سے متاثرہ تھرپارکر میں گزشتہ دو دنوں میں خوراک کی کمی اور پانی سے ہونے والی بیماریوں کی وجہ سے مزید چار بچے جانبحق ہوگئے ہیں۔ ان بچوں کی اموات کے ساتھ اس سال تھر میں مرنے والے بچوں کی تعداد 76 ہوگئی ہے۔ ڈپٹی کمشنر تھرپارکر محمد آصف جمیل کا کہنا ہے کہ ضلع کے مختلف طبی مراکز میں 600 سے زائد بچے زیر علاج ہیں۔ تھرپارکر میں گندم کی مفت تقسیم کے تیسرے مرحلہ میں 1,681 خاندانوں کو فی کس 50 کلوگرام گندم فراہم کردی گئی ہے۔ (بزنس ریکارڈر، 11 فروری، صفحہ 11)

سندھ کے ضلع تھرپارکر میں بیماریوں اور غذائی کمی کی وجہ سے بچوں کی اموات کا سلسلہ جاری ہے جہاں

سول ہسپتال مٹھی میں مزید پانچ بچے جانبحق ہوگئے ہیں۔ ان ہلاکتوں کے بعد تھرپارکر میں رواں مہینے میں ہلاک ہونے والے بچوں کی تعداد 38 جبکہ اس سال کے آغاز سے اب تک مرنے والے بچوں کی تعداد 105 ہوگئی ہے۔ (بزنس ریکارڈر، 19 فروری، صفحہ 5)

محکمہ صحت سندھ کے مطابق غذائی کمی اور بیماریوں کی وجہ سے تھرپارکر میں مزید سات بچے جاں بحق ہوگئے ہیں۔ تفصیلات کے مطابق سول ہسپتال مٹھی میں سات بچوں کی موت کی تصدیق ہوئی ہے جبکہ درجنوں غذائی کمی اور بیماریوں کے شکار بچے زیر علاج ہیں۔ ان ہلاکتوں کے بعد مارچ کے مہینے میں جانبحق ہونے والے بچوں کی تعداد 38 جبکہ اس سال کے آغاز سے اب تک جانبحق ہونے والے بچوں کی تعداد 184 ہوگئی ہے۔ محکمہ صحت کے مطابق ہر سال تھرپارکر میں غذائی کمی اور بیماریوں کی وجہ سے 1,500 بچے ہلاک ہوجاتے ہیں۔ (بزنس ریکارڈر، 28 مارچ، صفحہ 3)

شدید گرم موسم میں بیماریوں اور غذائی کمی نے مٹھی سول ہسپتال، تھرپارکر میں مزید سات بچوں کی جان لے لی۔ محکمہ صحت کے حکام کے مطابق ان ہلاکتوں کے بعد اس سال مرنے والے بچوں کی کل تعداد 225 ہوگئی ہے۔ متاثرہ والدین کا کہنا ہے کہ انھیں بچوں کی لاشیں گاؤں لے جانے کے لیے مفت ایمبولنس بھی فراہم نہیں کی جارہی ہے۔ اس کے علاوہ ڈاکٹر ہسپتال سے مفت دوائیں فراہم کرنے کے بجائے انھیں نجی دکانوں سے ادویات خریدنے کے لیے کہہ رہے ہیں۔ والدین اور سماجی کارکنوں نے سندھ اور وفاقی حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ تھر کے لوگوں کو مفت ایمبولنس کی سہولت اور ادویات فراہم کی جائیں۔ (ڈان، 4 اپریل، صفحہ 17)

XII۔ قدرتی بحران

وزیر اطلاعات بلوچستان ظہور احمد بلیدی نے پریس کانفرنس کرتے ہوئے کہا ہے کہ بلوچستان میں بھاری

بارشوں، سیلابی ریلوں اور برف باری سے بڑے پیمانے پر تباہی ہوئی ہے۔ بارشوں سے متعلق ہونے والے مختلف حادثات میں کل 13 افراد ہلاک اور 12 زخمی ہوئے ہیں۔ امدادی کام جاری ہیں اور فوجی ہیلی کاپٹر امدادی سامان کی تقسیم میں معاونت کررہے ہیں۔ مقامی انتظامیہ اور فوج پھنسے ہوئے 28,000 افراد کو نکال چکی ہے۔ دو مارچ سے شروع ہونے والے بارش کے سلسلے نے بلوچستان کے بڑے حصہ کو متاثر کیا ہے۔ اب تک 5,000 خیمے اور غذائی اشیاء سمیت دیگر ضروری سامان متاثرین میں تقسیم کیا گیا ہے۔ (ڈان، 5 مارچ، صفحہ 5)

XIII۔ مزاحمت

پنجاب بھر کے کاشتکاروں کا مال روڈ، لاہور میں دوسرے روز بھی احتجاج جاری رہا۔ مظاہرین کا مطالبہ ہے کہ حکومت زرعی مداخل کی قیمتوں میں کمی کرے اور پیداوار کی بہتر قیمت کو یقینی بنائے۔ کاشتکار خاص طور پر آلو کے کاشتکاروں نے پیداوار کی قیمتیں گرنے پر احتجاجی مظاہرہ کیا اور پنجاب اسمبلی کے باہر آلو سے لدی ٹرالیاں خالی کردیں۔ مظاہرین نے منڈی میں مناسب قیمت نہ ملنے پر آلو کی بڑی مقدار کو احتجاجاً آگ لگادی۔ کسانوں نے آلو کی کم سے کم قیمت 12 روپے فی کلو مقرر کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔ کسانوں کا کہنا تھا کہ منڈی میں آلو کی قیمت پیداواری لاگت کے مقابلے تین گنا کم ہے۔ منڈی میں 100 کلو گرام کی بوری کی قیمت 600 سے 1,100 روپے کے درمیان ہے جبکہ اس کی نقل وحمل پر آنے والے اخراجات ہی ہزاروں میں ہیں۔ وزیر زراعت پنجاب نعمان احمد لنگریال نے کاشتکاروں کو یقین دہانی کروائی ہے کہ کسانوں کو نقصان سے بچانے کے لیے ہر ممکن کوشش کی جائے گی۔ ان کا مزید کہنا تھا کہ آلو کی رعایتی قیمت مقرر کرنے کے لیے صوبائی حکومت وفاقی حکومت کو خط لکھ چکی ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 17 جنوری، صفحہ 11)

کسانوں نے حکومت کی جانب سے پیش کردہ منی بجٹ کی مزمت کرتے ہوئے حکومت پر زور دیا ہے کہ

وہ نمائشی اقدامات کے بجائے زرعی شعبہ کی ترقی کے لیے حقیقی اقدامات کرے۔ وزیر خزانہ نے زرعی شعبہ کے لیے ڈیزل پر بھی ڈیوٹی کی شرح 17 فیصد سے کم کرکے پانچ فیصد کرنے کا اعلان کیا ہے۔ پی کے آئی کے رہنماء راؤ طارق اشفاق کا کہنا تھا کہ حکومت نے ہمیشہ کی طرح بجٹ میں 63 فیصد آبادی کو نظر انداز کیا ہے۔ اگر حکومت حقیقی معنوں میں زرعی شعبے کو اہمیت دیتی ہے تو اسے کھادوں کی قیمتوں میں کمی، زرعی کاروبار سے آڑھتی (مڈل مین) کا خاتمہ اور کسانوں کے لیے زرعی مداخل کی لاگت میں کمی کے لیے مراعات فراہم کرنے جیسے اقدامات کرنے چاہیے تھے۔ اس وقت کسانوں کو شدید مشکلات کا سامنا ہے اور وہ آڑھتی کی جانب سے کیے جانے والی استحصال کے خلاف سڑکوں پر سراپا احتجاج ہیں۔ (بزنس ریکارڈر، 24 جنوری، صفحہ 3)

سیکریٹری جنرل کسان بورڈ پاکستان (KBP) چوہدری شوکت نے حکومت کو خبردار کیا ہے کہ اگر حکومت نے کسانوں کے مسائل حل نہیں کیے تو KBP (کے بی پی) احتجاج کا اعلان کرے گا۔ زرعی مداخل کی قیمتوں میں اضافے نے کسانوں کو بری طرح متاثر کیا ہے اور حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ ان مسائل کو حل کرے۔ حکومت کو زرعی مداخل بشمول بیج، کیمیائی کھاد اور زرعی زہر کی قیمتوں پر قابو پانے کے لیے جنگی بنیادوں پر اقدامات کرنے چاہیے۔ انھوں نے مزید کہا کہ کے بی پی تمام ضلعی مراکز میں احتجاجی مظاہرے اور دھرنے کا اعلان کرے گا اور احتجاج کے بعد صورتحال کی ذمہ دار حکومت ہوگی۔ (بزنس ریکارڈر، 7 اپریل، صفحہ 11)

گنا

ایک خبر کے مطابق خیبر پختونخوا کے کسانوں نے گنے کی قیمت کے حوالے سے عدالتی حکم پر عمل درآمد پر حکومتی ناکامی پر شدید تشویش کا اظہار کیا ہے۔ کسانوں نے خبردار کیا ہے کہ اگر تین دنوں کے اندر ملوں کی جانب سے کسانوں کے بقایاجات ادا نہیں کیے گئے تو کسان خزانہ شوگر مل، پشاور کے سامنے احتجاجی دھرنا دیں گے۔ پی کے آئی کے رہنماؤں کا کہنا تھا کہ پنجاب میں کسانوں کو فی من گنے کی قیمت 180 سے

190 روپے فراہم کی جارہی ہے لیکن خیبر پختونخوا میں کسانوں کو ملوں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ شوگر ملیں کسانوں کو لوٹ رہی ہیں اور کسانوں کو سپریم کورٹ کی مقرر کردہ قیمت ادا نہیں کی جارہی ہے۔ زراعت کو ملکی معیشت میں ریڑھ کی ہڈی سے تشبیہ دی جاتی ہے لیکن کسانوں کو زرعی پیداوار کو بڑھانے کے لیے کوئی مراعات فراہم نہیں کی جاتی ہیں۔ (بزنس ریکارڈر، 13 جنوری، صفحہ 2)

ایس اے آئی نے گنے کی قیمت خرید کا اعلامیہ جاری کرنے میں تاخیر کے خلاف 25 فروری کو ٹنڈوالہ یار میں مہران شوگر مل کے سامنے دھرنا دینے کا اعلان کیا ہے۔ صدر ایس اے آئی نواب زبیر تالپور نے ایک اجلاس کے دوران کہا ہے کہ مل مالکان سندھ میں 2014 سے کاشتکاروں کا استحصال کررہے ہیں لیکن صوبائی حکومت تاحال خاموش اور پی ایس ایم اے کے سامنے بے بس نظر آتی ہے۔ محکمہ زراعت نے سندھ کابینہ سے 182 روپے فی من قیمت کے اعلامیہ کی منظوری حاصل کرلی ہے اس کے باوجود محکمہ زراعت کی طرف سے اعلامیہ (نوٹیفیکیشن) کے بجائے اعلانیہ (سرکلر) جاری کیا گیا جو پی ایس ایم اے کے لیے قابل قبول نہیں ہے۔ (ڈان، 23 فروری، صفحہ 17)

(نوٹ: قارئین نوٹیفیکیشن قانونی اہمیت رکھتا ہے جبکہ سرکلر صرف ایک اطلاع بیان کی حیثیت رکھتا ہے۔)

ماہی گیری

ماہی گیروں کی تنظیم گوادر فشرمین الائنس نے اعلان کیا ہے کہ وہ مقامی ماہی گیروں کے صدیوں پرانے روزگار کے تحفظ کے لیے یکم مارچ سے دوبارہ احتجاج شروع کریں گے۔ پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے تنظیم کے رہنماؤں کا کہنا تھا کہ پاکستان کی ترقی کے لیے مقامی ماہی گیروں نے اپنے آباؤ اجداد کا علاقہ ملا بند کی زمین کی ملکیت چھوڑ دی تھی۔ تاہم حکومت کی جانب سے ایسٹ بے ایکسپریس وے کی تعمیر شروع ہونے کے بعد انھوں نے وفاقی و صوبائی حکومتوں کے سامنے اپنے تحفظات کا اظہار کیا تھا کہ اس ایکسپریس وے کی تعمیر سے سمندر تک ان کی رسائی بند ہوجائے گی۔ ماہی گیروں نے اس پر احتجاج کا

فیصلہ کیا لیکن ضلعی انتظامیہ اور گوادر بندرگاہ کے حکام کی یقین دہانی پر فیصلہ واپس لے لیا گیا تھا۔ ماہی گیر رہنماؤں کا مزید کہنا تھا کہ انھیں بتایا گیا تھا کہ نئی جیٹی قائم کرنے کے لیے رقم کی منظوری دی جائے گی اور ہم اب تک منصوبہ بندی کمیشن کے حتمی فیصلے کے منتظر ہیں۔ ماہی گیروں نے 28 فروری تک انتظار کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اگر ان کے مطالبات پورے کرنے کے لیے اقدامات نہیں کیے گئے تو یکم مارچ سے احتجاج کا آغاز کیا جائیگا۔ ماہی گیروں کے مطالبات میں سمندر تک رسائی کے لیے بلوچ وارڈ پر ایک راستہ بنانے، نیلام گھر (آکشن ہال) کی تعمیر، ماہی گیروں کے بچوں کے لیے تعلیمی وظائف اور گیس، پانی و بجلی کی فراہمی شامل ہے۔ (ڈان، 18 فروری، صفحہ 5)

ایک خبر کے مطابق گوادر ایسٹ بے ایکسپریس وے کے نقشہ میں تبدیلی میں حکومتی ناکامی پر گوادر کے ماہی گیر دوبارہ احتجاج کا آغاز کریں گے۔ گوادر کے ماہی گیروں کی تنظیم فشرمین الائنس کمیٹی کے صدر خدائے داد واجو نے ایک پریس کانفرنس کے دوران کہا ہے کہ کمیٹی نے اپنا احتجاج تین ماہ پہلے وزیر اطلاعات بلوچستان ظہور احمد بلیدی اور دیگر حکام کی اس ضمانت پر منسوخ کردیا تھا کہ ماہی گیروں کے روزگار کے تحفظ کے لیے منصوبے کا نقشہ دوبارہ بنایا جائے گا۔ ماہی گیروں کو خدشہ ہے کہ اس منصوبے کے تحت جاری سڑک کی تعمیر سے ان کی سمندر تک رسائی بند ہو جائے گی۔ انھوں نے مزید کہا کہ تین مہینے گزرنے کے باجود اس منصوبے کے نقشے میں تبدیلی اور ماہی گیروں کے حقوق کے تحفظ کے لیے کوئی اقدامات نہیں کیے گئے۔ 18 مارچ سے ماہی گیر موسیٰ کارنر پر ایک احتجاجی کیمپ قائم کریں گے۔ 21 مارچ کو ہڑتال کی جائے گی اور احتجاجی ریلی نکالی جائے گی۔ (ڈان، 17 مارچ، صفحہ 5)

گوادر کے ماہی گیروں نے گوادر میں تعمیر ہونے والے ایسٹ بے ایکسپریس وے کے نقشے سے متعلق مسائل حل کرنے کے لیے حکام کو مزید وقت دینے سے انکار کردیا ہے۔ ماہی گیروں نے رواں ہفتہ کے آغاز پر اپنا احتجاج دوبارہ شروع کیا تھا۔ کمشنر مکران ڈویژن کیپٹن ریٹائرڈ طارق زہری نے فشرمین الائنس کمیٹی کے رہنماؤں سے مذاکرات کے لیے ماہی گیروں کے احتجاجی کیمپ کا دورہ کیا اور ماہی گیروں سے

مسائل کے حل کے لیے ایک ماہ کا وقت طلب کیا تھا۔ کمشنر کا کہنا تھا کہ وزیر اعظم عمران خان نے ان کے احتجاج اور مطالبات کا نوٹس لیا ہے اور متعلقہ حکام کو مسائل حل کرنے کی ہدایت کی ہے۔ ماہی گیر اپنا احتجاج ایک ماہ کے لیے ختم کردیں اس دوران اس مسئلہ کا حل ڈھونڈنے کے لیے اقدامات کیے جائیں گے۔ تاہم احتجاجی ماہی گیروں کا کہنا ہے کہ وہ حکومت کو مزید مہلت نہیں دے سکتے ہیں اور اپنے مطالبات کی منظوری تک احتجاج ختم نہیں کریں گے۔ (دی ایکسپریس ٹربیون، 21 مارچ، صفحہ 7)

پانی

وزیر زراعت سندھ اسماعیل راہو نے کہا ہے کہ وہ اور دیگر متعلقہ عہدیدار احتجاج کرنے والے کسانوں کے ساتھ بیٹھنے اور نہری پانی کی قلت سے متعلق ان کے مسائل پر بات کرنے کے لیے تیار ہیں۔ صوبائی وزیر نے مزید کہا کہ یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ ضلع بدین کو پانی کی بدترین قلت کا سامنا ہے جس نے کسانوں کی کمر توڑ دی ہے۔ حالیہ بارشوں کے بعد تمام بیراجوں پر صورتحال بہتر ہورہی ہے۔ انھوں نے وفاقی حکومت اور دیگر متعلقہ اداروں کو ایک بار پھر کہا ہے کہ وہ صوبوں کے درمیان پانی کی منصفانہ تقسیم کو یقینی بنائیں تاکہ کسان کپاس، مرچ سمیت خریف کی دیگر فصلیں وقت پر کاشت کرسکیں۔ (ڈان، 28 فروری، صفحہ 17)

ضلع بدین کے علاقے راجو خانانی میں کسانوں کی بڑی تعداد نے ماتلی۔تلہار شاہراہ پر پانی کی مسلسل قلت اور بااثر جاگیرداروں کی زمینوں کو سیراب کرنے کے لیے سیڈا حکام کی جانب سے سیلابی نہر میں پانی موڑنے کے خلاف احتجاجی مظاہرہ کیا۔ مظاہرین کا کہنا تھا کہ پانی کی قلت نے کسانوں کی کمر توڑ دی ہے جس کے ذمہ دار محکمہ آبپاشی اور سیڈا کے حکام ہیں۔ ضلع بدین کو تھرپارکر کی طرح خشک سالی کا سامنا ہے لیکن حکمران بدین کے حصے کا پانی دینے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ مظاہرین نے پورے ضلع بدین کو خشک سالی سے متاثرہ ضلع قرار دینے اور فصلوں کی کاشت کے لیے پانی کی فراہمی تک تمام زرعی محصولات کی وصولی معطل کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔ (ڈان، 3 مارچ، صفحہ 17)

بدین کے علاقے ٹنڈو باگو میں سینکڑوں کسانوں اور ان کے حامیوں نے 21 کلومیٹر طویل پیدل مارچ کے اختتام پر خبردار کیا ہے کہ اگر انھیں 15 دنوں میں پانی فراہم نہیں کیا گیا تو وہ ڈائریکٹر سیڈا اور اس کے بعد وزیر اعلیٰ ہاؤس، کراچی کا گھیراؤ کریں گے۔ کسانوں نے ڈائریکٹر سیڈا اور دیگر افسران کو برطرف کرنے کا مطالبہ کیا ہے جو مبینہ طور پر اکرم واہ اور پھلیلی کنال سے پیپلز پارٹی سے تعلق رکھنے والے بااثر جاگیرداروں کی زمینوں کے لیے پانی کا رخ موڑنے میں ملوث ہیں۔ (ڈان، 5 مارچ، صفحہ 17)

ترائی ٹاؤن، ضلع بدین میں کسانوں کی جانب سے منعقد کردہ عوامی کچہری نے پیپلز پارٹی کے ارکان اسمبلی، سیڈا اور محکمہ آبپاشی سندھ کے حکام کے ان دعوں کو مسترد کردیا ہے کہ بدین کے کسانوں کو اکرم واہ نہر میں نقص کی وجہ سے پانی نہیں مل رہا ہے۔ عوامی کچہری کے مقررین کا کہنا تھا کہ سیڈا اور محکمہ آبپاشی کے حکام کی مدد سے بااثر افراد سیلابی نہروں اور کوٹری بیراج کی نہروں میں رکاوٹیں کھڑی کرکے بدین کے حصہ کا پانی کھلے عام چوری کررہے ہیں۔ کسانوں کی جانب سے دو اپریل کو ضلع بدین کے تمام علاقوں میں ہڑتال کا اعلان بھی کیا گیا ہے۔ (ڈان، 1 اپریل، صفحہ 15)

کئی ماہ سے سندھ میں مسلسل پانی کے بحران کے خلاف بدین بچاؤ ایکشن کمیٹی (سیو بدین ایکشن کمیٹی) کی درخواست پر بدین میں مکمل ہڑتال کی گئی۔ ہڑتال کے دوران تمام دکانیں، تجارتی مراکز سات گھنٹے تک مکمل طور پر بند رہے۔ ضلع بدین سے تعلق رکھنے والے ہر شعبہ زندگی کے افراد نے بدر چوک پر احتجاجی مظاہرے میں شرکت کی۔ کسان رہنماء خلیل احمد بھرگڑی نے ڈائریکٹر سیڈا کو پانی کی شدید قلت کا ذمہ دار قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ اگر اگلے کچھ دنوں میں پانی فراہم نہیں کیا گیا تو وہ بدین سے وزیر اعلیٰ ہاؤس، کراچی تک لانگ مارچ کریں گے۔ انھوں نے مزید کہا کہ یہ شدید ناانصافی ہے کہ ان کے حصے کا پانی بااثر جاگیرداروں کی زمینوں کی طرف موڑ دیا گیا۔ (ڈان، 3 اپریل، صفحہ 17)

بدین میں مہینوں سے جاری پانی کے بحران کے خلاف احتجاج درج کرانے کے لیے کسانوں کی بڑی تعداد

نے سیرانی تا بدین 23 کلو میٹر پیدل مارچ کیا اور بدین پریس کلب کے سامنے دھرنا دیا۔ احتجاج کی قیادت کرنے والے سیو بدین ایکشن کمیٹی کے رہنماؤں کا کہنا تھا کہ بااثر افراد کی جانب سے آبی وسائل اور سیلابی نہروں سے بڑے پیمانے پر بلاروک ٹوک پانی کی چوری بدترین پانی کے بحران اور ساحلی علاقہ میں خشک سالی جیسی صورتحال کی ذمہ دار ہے۔ انھوں نے بااثر افراد کی جانب سے پانی کا رخ موڑنے کے لیے نصب کیے گئے آلات اور رکاوٹیں ہٹا کر پانی کی منصفانہ تقسیم کا مطالبہ کیا ہے۔ (ڈان، 7 اپریل، صفحہ 17)

پیداوار

گنے کے کاشتکاروں نے چارسدہ روڈ پر شوگر مل کے سامنے احتجاج کرتے ہوئے گنے کی قیمت 190 روپے فی من تک بڑھانے کا مطالبہ کیا ہے۔ کسانوں نے حکومت کو خبردار کیا ہے کہ وہ 24 گھنٹوں میں اس مسئلہ کو حل کرے ورنہ کسان اگلے دن دوبارہ احتجاجاً سڑک بند کردیں گے۔ کسان رہنماؤں کا کہنا تھا کہ سندھ اور پنجاب میں مل مالکان نے پہلے ہی سپریم کورٹ کے حکم پر عمل کرتے ہوئے 180 سے 190 روپے فی من قیمت کی ادائیگی شروع کردی ہے لیکن خیبر پختونخوا میں ملیں عدالتی حکم پر عمل درآمد پر تیار نہیں ہیں۔ (ڈان، 18 جنوری، صفحہ 7)

ب۔ بین الاقوامی زرعی خبریں

ا۔ زرعی پیداواری وسائل

زمین

افریقی ملک زمبابوے اگلے ماہ سے سفید فام کسانوں کو جزوی زرتلافی ادا کرے گا جن کی زمینیں 20 سال پہلے صدر رابرٹ موگابے کی زمینی اصلاحات کے نتیجے میں ضبط کرلی گئی تھیں۔ وزارت خزانہ و زراعت کے مطابق اس سلسلے میں 18 ملین ڈالر کی رقم مختص کی گئی ہے۔ ملک کے 4,500 میں سے 4,000 سفید فام کسانوں سے زمینی اصلاحات کے تحت زمین واپس لی گئی تھی۔ موگابے نے زمین کی واپسی کے عمل کو منصفانہ قرار دیا تھا کیونکہ یہ نوآبادیاتی دور کی زمینی تفریق کو ختم کرتی ہے جس میں سفید فام کو ترجیح دی گئی تھی اور یہ اصلاحات زمبابوے کے مقامی افراد کی معاشی بڑھوتری کی حوصلہ افزائی کرتی ہیں۔ (بزنس ریکارڈر، 9 اپریل، صفحہ 13)

اا۔ زرعی مداخل

صنعتی طریقہ زراعت

- زرعی قرضے

یورپی یونین نے نوجوان کسانوں کو ایک بلین یورو قرض دینے کا منصوبہ شروع کیا ہے جنہیں اکثر بینکوں کی طرف سے (قرض دیے بغیر) واپس کردیا جاتا ہے۔ زرعی کمشنر فل ہوگن (Phil Hogan) کا کہنا ہے کہ قرض تک رسائی اہم ہے، اکثر نوجوان جو زراعت کو اپنا چاہتے ہیں ان کے لیے ایک رکاوٹ بھی ہے۔ یورپی یونین کے 11 فیصد کسان 40 سال سے کم عمر ہیں، اس شعبے میں نوجوان کسانوں کی مدد یورپی کمیشن کی ترجیح ہے۔ یورپ کے 28 ممالک نوجوان کسانوں کو کم شرح سود پر قرض فراہم کریں گے جس پر پانچ سال تک کے لیے ادائیگی سے استثنٰی اور قرض کی مکمل ادائیگی کے لیے 15 سال تک کی سہولت ہوگی۔

(بزنس ریکارڈر، 30 اپریل، صفحہ 6)

III۔ غذائی فصلیں، پھل سبزی، نقد آور فصلیں و اشیاء

نقد آور فصلیں

- کپاس

ایک خبر کے مطابق بھارت میں کپاس کی درآمد گزشتہ سال کے مقابلے 80 فیصد بڑھ جانے کا امکان ہے کیونکہ بارشوں میں کمی کی وجہ سے کپاس کی پیداوار گزشتہ نو سالوں کی کم ترین سطح پر آ سکتی ہے۔ کاٹن ایسوسی ایشن آف انڈیا (CAI) کا کہنا ہے کہ کپاس کی مقامی طلب پوری کرنے کے لیے پیداوار ناکافی ہے اور مارچ سے کپاس کی درآمد میں اضافہ ہوگا۔ بھارت میں اس سال 33 ملین گانٹھیں کپاس کی پیداوار متوقع ہے جو گزشتہ سال 36.5 ملین گانٹھیں تھی۔ (بزنس ریکارڈر، 10 فروری، صفحہ 9)

اشیاء

- چینی

برازیل کی سرکاری ایجنسی کے مطابق ملک میں چینی کی پیداوار گزشتہ سال 37.86 ملین ٹن کے مقابلے سال 19-2018 میں 31.35 ملین ٹن ہوئی ہے کیونکہ ملیں بہتر قیمت کے حصول کے لیے چینی کے بجائے ایتھنول کی پیداوار کو ترجیح دے رہی ہیں۔ برازیل میں ایتھنول کی پیداوار گزشتہ سال 27.23 بلین لٹر کے مقابلے 33.58 بلین لیٹر ہوئی ہے۔ (بزنس ریکارڈر، 26 اپریل، صفحہ 8)

IV۔ مال مویشی، ماہی گیری اور مرغبانی

مندرجہ بالا شعبے میں ان چار ماہ میں کوئی خبر دستیاب نہیں۔

V۔ تجارت

برآمدات

- چینی

بھارت کی چینی کی برآمد مقرر کردہ ہدف پانچ ملین ٹن سے کم ہونے کا خدشہ ہے۔ حکومتی کوششوں کے باوجود بھارتی روپے کا استحکام اور عالمی منڈی میں چینی کی گرتی ہوئی قیمت کی وجہ سے اس کی برآمد پرکشش نہیں ہے۔ کاروباری اور صنعتی ذرائع کے مطابق سال 19-2018 میں 2.5 سے 3.5 ملین ٹن چینی کی برآمد متوقع ہے۔ سال 19-2018 میں بھارت میں ملکی طلب 26 ملین ٹن کے مقابلے 31.5 سے 32 ملین ٹن چینی کی پیداوار متوقع ہے۔ (بزنس ریکارڈر، 13 جنوری، صفحہ 1)

درآمدات

- گندم

یورپی تاجروں کے مطابق الجیریا کی حکومت نے ایک ٹھیکے کے ذریعے 247 ۔ 247.5 ڈالر فی ٹن کے حساب سے 600,000 ٹن گندم خریدا ہے۔ گندم کس ملک سے برآمد کیا جائے گا اس کا فیصلہ فروخت کنندہ کرے گا لیکن امکان ہے کہ زیادہ تر گندم فرانس سے برآمد ہوگا۔ الجیریا اجناس درآمد کرنے والے بڑے ممالک میں سے ایک ہے۔ الجیریا نے ٹھیکے کی تفصیلات ظاہر نہیں کی ہیں۔ فراہم کردہ نتائج یورپی تاجروں کے اندازوں پر مشتمل ہیں۔ (بزنس ریکارڈر، 17 فروری، صفحہ 8)

VI۔ کارپوریٹ شعبہ

زرعی کیمیائی کمپنیاں

- مونسانٹو

سان فرانسسکو، امریکہ کی عدالت نے بین الاقوامی بیج کمپنی مونسانٹو کو ایک ریٹائرڈ امریکی ایڈون ہارڈ مین

کو 80 ملین ڈالر ادا کرنے کا حکم دیا ہے۔ ایڈون ہارڈمین نے مونسانٹو کی نباتات کش راؤنڈ اپ ریڈی کو اپنے سرطان (non-Hodgkin's lymphoma) کی وجہ قرار دیا تھا جسے وہ 26 سالوں تک اپنی زمین پر استعمال کرتے رہے ہیں۔ عدالت نے کمپنی کو (راؤنڈ اپ ریڈی کے استعمال میں) مناسب حفاظتی اقدامات کے حوالے سے آگاہی فراہم کرنے میں غیر ذمہ دار پایا اور ایڈون ہارڈمین کو 75 ملین ڈالر ازالہ نقصان، پانچ ملین ڈالر ہرجانہ اور دو لاکھ ڈالرطبی اخراجات کی مد میں ادا کرنے کا حکم دیا۔ حالیہ مہینوں میں یہ مونسانٹو کے خلاف دوسرا عدالتی فیصلہ ہے۔ اس سے پہلے مونسانٹو ایسے ہی سرطان کے شکار کیلی فورنیا کے ایک مالی کا دائر کردہ مقدمہ ہارچکی ہے جس میں کمپنی کو کئی سوملین ڈالر ادا کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔ عدالت نے قرار دیا کہ راؤنڈ اپ کے ڈیزائن میں خامی ہے اور اس کے ممکنہ نقصانات کے حوالے سے انتباہ (وارننگ) ناکافی تھا۔ (بزنس ریکارڈر، 30 مارچ، صفحہ 21)

فرانس کی ایک عدالت میں مونسانٹو کسان کی جانب سے دائر کیے گئے ایک مقدمے میں ہار گئی ہے۔ عدالت نے اپنا فیصلہ برقرار رکھتے ہوئے مونسانٹو کو کسان پال فرانکوئس (Paul Francois) کی جانب سے دائر کیے گئے مقدمے میں قصور وار قرار دیا ہے جو مونسانٹو کے نباتات کش زہر کے استعمال کی وجہ سے اعصابی بیماریوں (نیورولوجیکل ڈیمیج) کا شکار ہے۔ مذکورہ فیصلہ کمپنی کو اس کے متنازع نباتات کش زہر کے حوالے سے لگنے والا تازہ ترین دھچکہ ہے۔ پال فرانکوئس گزشتہ 12 سالوں سے مونسانٹو کے خلاف یہ مقدمہ لڑرہے تھے۔ دنیا میں یہ اپنی نوعیت کا پہلا مقدمہ تھا جس میں فرانس کی عدالت نے 2012 میں مونسانٹو کو کسان پال فرانکوئس کی بیماری کا ذمہ دار قرار دیا تھا۔ اس فیصلے کے خلاف مونسانٹو نے درخواست دائر کی جو وہ 2015 میں ہار گئی تھی۔ تاہم کمپنی نے (دوبارہ اپیل کرکے) مزید قانونی جنگ لڑنے کا فیصلہ کیا تھا۔ (بزنس ریکارڈر، 12 اپریل، صفحہ 17)

- بائیر

کیمیکل بنانے والی جرمن کمپنی بائیر کا کہنا ہے کہ اس کا سال کی پہلی سہاہی کے منافع میں ایک تہائی سے

بھی زیادہ کمی ہوگئی ہے کیونکہ کمپنی کو اپنی زیلی کمپنی مونسانٹو کا نباتات کش زہر راؤنڈ اپ ریڈی کے خلاف قانونی مقدمات کی بھرمار اور بھاری جرمانوں کا سامنا ہے۔ پہلی سہاہی کے دوران بائیر کی آمدنی 36 فیصد کمی کے بعد 1.38 بلین ڈالر (1.24 بلین یورو) پر آگئی ہے۔ گزشتہ سال 63 بلین ڈالر میں مونسانٹو کو خریدنے والی کمپنی بائیر کا کہنا ہے کہ اس وقت اسے راؤنڈ اپ ریڈی میں گلائفوسیٹ (کے استعمال) پر 13,400 مقدمات کا سامنا ہے۔ (بزنس ریکارڈر، 29 اپریل، صفحہ 9)

VII۔ بیرونی امداد

ایشیائی ترقیاتی بینک

ایشیائی ترقیاتی بینک (ADB) اپنے رکن ممالک کو زراعت، قدرتی وسائل اور دیہی ترقی کے تمام شعبہ جات پر تصوراتی رہنمائی (اسٹریٹیجک گائیڈنس) کی فراہمی کے لیے چھ سالہ (24-2019) منصوبہ تیار کررہا ہے۔ سال 17-2005 کے دوران بینک نے ایشیاء اور پیسفک میں اپنے رکن ممالک کو پائیدار زراعت کے لیے 12.2 بلین ڈالر فراہم کیے ہیں۔ بینک کی جانب سے جاری کردہ تجزیاتی (ایویلوشن) رپورٹ میں بینک کو سابقہ حکمت عملی تبدیل کرنے اور زرعی و غیر زرعی دونوں کرداروں کو درست سمت میں لانے کے لیے کارپوریٹ اہداف کا دوبارہ جائزہ لینے کی تجویز دی گئی ہے۔ (ڈان، 20 فروری، صفحہ 10)

VIII۔ پالیسی

پیداوار

چین نے سال 2019 میں سویابین اور دیگر روغنی بیجوں کی کاشت میں اضافے کے لیے زیر کاشت رقبے کو 330,000 ہیکٹر تک وسعت دینے کی منصوبہ بندی کی ہے۔ چینی وزارت زراعت کی طرف سے یہ اعلان سال کے پہلے پالیسی بیان کے اجراء کے بعد سامنے آیا ہے جس میں مقامی طور پر سویابین کی پیداوار میں اضافے کو واضح کیا گیا تھا۔ چین کا یہ عزم اس لیے سامنے آیا کیونکہ وہ امریکہ کے ساتھ تجارتی جنگ میں

الجھا ہوا ہے جو چین کو سویابین برآمد کرنے والا کا دوسرا بڑا ملک ہے۔ چین امریکی سویابین پر اپنا انحصار کم کرنے کے لیے راہیں تلاش کررہا ہے۔ چین شمالی علاقوں میں سویابین کے زیر کاشت رقبے میں اضافے کے لیے زرتلافی میں بھی مزید اضافہ کرے گا۔ (بزنس ریکارڈر، 24 فروری، صفحہ 8)

IX۔ ماحول

ایک خبر کے مطابق سنگاپور میں 23 تا 25 جنوری منعقد ہونے والے تیسرے ایشیاء پیسفک کے ماحولیاتی فورم میں پاکستان کو وائس چیئرمین شپ کے لیے منتخب کیا گیا ہے۔ اس خطے کے 41 ممالک کے وزراء ماحولیات نے سنگاپور میں اپنی نمائندگی کے لیے پاکستان کو ووٹ دیا ہے۔ وزیر اعظم کے مشیر برائے موسمی تبدیلی ملک امین اسلم نے اپنے ایک پیغام میں کہا کہ یہ منصب ملنا پاکستان کی ماحولیاتی تحفظ کے حوالے سے کوششوں کا اعتراف ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 26 جنوری، صفحہ 2)

پانی

- آلودگی

کھارے پانے کو قابل استعمال بنانے (ڈی سیلی نیشن) کی صنعت کے پہلے عالمی جائزے کے مطابق دنیا بھر میں پھیلے ہوئے 16,000 سے زائد پانی صاف کرنے والے کارخانے (ڈی سیلی نیشن پلانٹس) میٹھے پانی سے زیادہ آلودہ مواد کی پیداوار کرتے ہیں۔ سمندری یا نمکین پانی سے ایک لیٹر میٹھا پانی حاصل کرنے کے لیے ڈیڑھ لیٹر نمکیات سے بھرپور محلول جسے، برائن بھی کہا جاتا ہے، دوبارہ براہ راست سمندر یا زمین پر پھینکا جاتا ہے۔ سائنس آف دی ٹوٹل انوائرنمنٹ نامی جریدہ کے محققین کا کہنا ہے کہ ڈی سیلی نیشن کے عمل میں استعمال ہونے والے کیمیکل اس نمکین محلول کو مزید آلودہ بناتے ہیں۔ تقریباً تمام نمکین محلول ماحولیاتی نظام خصوصاً سمندر میں واپس چلا جاتا ہے۔ یہ تمام نمکیات ساحلی پانی کے درجہ حرارت میں اضافہ اور آکسیجن کی مقدار کم کرتے ہیں جس سے ''ڈیڈ زون'' بن سکتے ہیں۔ دنیا میں اس آلودہ محلول کی تقریباً

آدھی مقدار چار ممالک خارج کرتے ہیں جن میں سعودی عرب (22 فیصد)، متحدہ عرب امارات (20.2 فیصد)، کویت (چھ فیصد) اور قطر (5.8 فیصد) شامل ہیں۔ (ڈان، 15 جنوری، صفحہ 13)

برازیل کے سرکاری حکام اور کان کنی کرنے والی دیوہیکل کمپنی ویل (Vale) کے مطابق جنوب مشرقی برازیل میں فولاد کی کان کے ساتھ بنایا گیا ڈیم ٹوٹنے کے بعد تقریباً 300 افراد لاپتہ ہیں اور کئی افراد کی ہلاکت کا خدشہ ہے۔ ہنگامی امدادی اداروں کا کہنا ہے کہ انھوں نے اب تک کیچڑ سے نو لاشیں نکالی ہیں۔ ڈیم سے خارج ہونے والے بڑی مقدار میں گاڑھے کیچڑ نے عمارتوں، گاڑیوں اور شاہراؤں کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ جس وقت ڈیم ٹوٹا مزدور دوپہر کے کھانے کے لیے جمع تھے کہ ڈیم ٹوٹنے کے بعد اچانک کان کنی کے دوران نکلنے والا مٹی اور پانی کا لاکھوں ٹن مرکب (جسے ڈیم میں جمع کیا جاتا تھا) ہر طرف پھیل گیا۔ یہ ڈیم 42 سال پرانا اور 86 میٹر اونچا تھا۔ کمپنی کے مطابق اس ڈیم کے تحفظ کے حوالے سے ہونے والی جانچ میں اسے محفوظ قرار دے دیا گیا تھا۔ ویل کمپنی کان کنی کرنے والی دنیا کی بڑی کمپنیوں میں سے ایک ہے جو 2015 میں ایک کان کے دھنس جانے میں بھی ملوث تھی جس سے 19 ہلاکتیں ہوئی تھیں۔ (دی نیوز، 27 جنوری، صفحہ 11)

- آبی حیات

آسٹریلیا میں خشک سالی سے متاثرہ مشرقی علاقے کے اہم دریائے ڈارلنگ میں گزشتہ ہفتے مچھلیوں کی ہلاکت کے بعد مزید ہزاروں مچھلیاں ہلاک ہوگئی ہیں۔ متعلقہ سرکاری حکام کے مطابق وہاں بہت ساری مردہ مچھلیاں تھیں جبکہ گزشتہ دو ایسے ہی واقعات میں بڑی تعداد میں بڑی مچھلیاں پہلے ہی ہلاک ہوچکی ہیں۔ یہ ایک حقیقی ماحولیاتی آفت ہے جو دوسری دیگر اہم تبدیلیوں کی طرح ہے جیسے کہ گریٹ بیریئر ریف میں مونگے کی چٹانوں کا صفایا۔ مرکزی حکومت نے مچھلیوں کی ہلاکت کی وجہ سنگین خشک سالی کو قرار دیا ہے۔ ماہرین اور مقامی افراد کا کہنا ہے کہ اس کی وجہ دریا کے بہاؤ میں کمی اور آلودگی ہے۔ (ڈان، 29 جنوری، صفحہ 13)

اقوام متحدہ نے اپنی رپورٹ دی گلوبل انوائرنمنٹ آؤٹ لک (GEO) میں کہا ہے کہ دنیا بھر میں ایک چوتھائی قبل از وقت اموات اور بیماریوں کی وجہ انسانوں کی پیدا کردہ آلودگی اور ماحولیاتی نقصانات ہیں۔ ہلاکت خیز اسموگ پیدا کرنے والے اخراج، پینے کے پانی کو آلودہ کرتے کیمیکل اور ماحولیاتی نظام کی بڑھتی ہوئی تباہی دنیا بھر میں ایک وبائی شکل اختیار کررہی ہے جو عالمی معیشت میں رکاوٹ ہے۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ فضائی آلودگی سالانہ چھ سے سات ملین افراد کی قبل از وقت موت کی وجہ ہے جبکہ ہر سال 1.4 ملین افراد پانی اور نکاسی آب سے جڑی اسہال جیسی بیماریوں سے ہلاک ہوجاتے ہیں۔ رپورٹ میں مزید کہا گیاہے کہ ناقص ماحولیاتی حالات عالمی سطح پر تقریبا 25 فیصد بیماریوں اور اموات کی وجہ ہیں۔ گلوبل انوائرنمنٹ آؤٹ لک رپورٹ چھ سالوں میں 70 ممالک کے 250 سائنسدانوں نے مرتب کی ہے۔
(ڈان، 14 مارچ، صفحہ 12)

آلودگی، صحت و تحفظ

خوراک کے تحفظ پر ہونے والی عالمی کانفرنس میں کہا گیا ہے کہ حشرات و جراثیم اور زہریلے کیمیائی مادے سے آلودہ خوراک صحت کے لیے بڑھتا ہوا خطرہ اور معاشی دباؤ کی وجہ ہے۔ دو روزہ کانفرنس میں 125 ممالک سے حکومتی نمائندے اور طبی ماہرین غیر محفوظ خوراک کے خطرے سے نمٹنے کے لیے اکھٹے ہوئے ہیں۔ اقوام متحدہ کے اندازے کے مطابق سالانہ 400,000 افراد غیر محفوظ خوراک کی وجہ سے ہلاک ہوجاتے ہیں۔ کانفرنس کا آغاز کرتے ہوئے اقوام متحدہ کے خوراک و زراعت کے ادارے فاؤ کے ڈائریکٹر جنرل ہوزے گرازیانو ڈی سلوا (Jose Graziano Da Silva) کا کہنا تھا کہ ''آج دنیا ہر فرد کے لیے کافی خوراک پیدا کرتی ہے لیکن زیادہ تر خوراک غیر محفوظ ہے''۔ یہ کانفرنس ایسے وقت میں ہورہی ہے کہ جب زراعت میں کیمیائی اشیاء بشمول متنازع راؤنڈ اپ ریڈی کے استعمال پر تنازع بڑھ رہا ہے۔ اقوام متحدہ نے دسمبر 2018 میں سات جون کو خوراک کے تحفظ کا عالمی دن (ورلڈ فوڈ سیفٹی ڈے) مقرر کرنے کا اعلان کیا ہے۔ (بزنس ریکارڈر، 13 فروری، صفحہ 13)

X۔ موسمی تبدیلی

عالمی حدت

سائنسدانوں کا کہنا ہے کہ درجہ حرارت بڑھنے کی وجہ سے ہمالیہ اور ہندوکش کی ایک تہائی برف اس صدی تک پگھل جائے گی جس کی وجہ سے دریاؤں کا بہاؤ متاثر ہوگا جو چین اور بھارت کی زراعت کے لیے اہم ہیں۔ انٹرنیشنل سینٹر فار انٹی گریٹڈ ماؤنٹین ڈیولپمنٹ (ICIMOD) کی ایک رپورٹ میں مرکزی سائنسدان کا کہنا ہے کہ موسمی تبدیلی سے آٹھ ممالک میں پھیلے ہمالیہ ہندوکش خطے کے برف پوش پہاڑ ایک صدی سے بھی کم عرصہ میں خالی چٹانوں میں تبدیلی ہو جائیں گے۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ 2015 کے پیرس معاہدے پر سختی سے عمل پیرا ہونے کے باوجود بھی سال 2100 تک اس خطہ کی ایک تہائی برف پگھل جائے گی۔ اگر گرین ہاؤس گیسوں کے اخراج پر قابو نہ پایا گیا تو اس صدی کے آخر تک دو تہائی برف ختم ہوسکتی ہے۔ آئی سی آئی ایم او ڈی (ICIMOD) کے ڈپٹی ڈائریکٹر اکلابیا شرما کا کہنا ہے کہ ہندوکش ہمالیہ خطے کی تمام برف پگھلنے سے سطح سمندر میں 1.5 میٹر اضافہ ہوگا۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ برف پگھلنے سے دریائے یانگز، میکانگ، انڈس اور گنگا متاثر ہوں گے جن پر کسان خشک موسم میں کھیتی باڑی کے لیے انحصار کرتے ہیں۔ (ڈان، 5 فروری، صفحہ 14)

اقوام متحدہ کا کہنا ہے کہ سال 2018 میں سمندری حرارت اپنی انتہائی بلند سطح پر پہنچ گئی ہے جس کے بعد عالمی حدت سے سمندری حیات کو لاحق خطرات کے حوالے سے نئے خدشات بڑھ رہے ہیں۔ ورلڈ میٹرولوجیکل آرگنائزیشن (WMO) نے اپنی حالیہ رپورٹ میں تصدیق کی ہے کہ گزشتہ چار سال گرم ترین ریکارڈ کیے گئے ہیں۔ اقوام متحدہ کے سیکریٹری جنرل انٹینیو گٹریز (Antonio Guterres) نے عالمی حدت کے حوالے سے اس نئی معلومات کو حکومتوں، شہروں اور کاروبار کے لیے ایک اور ''واضح اشارہ'' قرار دیا ہے۔ انھوں نے مزید کہا کہ ''یہ ثابت کرتا ہے جو ہم کہتے آرہے ہیں کہ موسمی تبدیلی کی رفتار ہمارے اس کے خلاف اقدامات سے تیز ہے''۔ (ڈان، 29 مارچ، صفحہ 12)

موسمی بحران

- سردی کی لہر

وسطی مغربی (مڈویسٹ) امریکہ میں آرٹک کی منجمد کردینے والی ہواؤں سے درجہ حرارت میں ریکارڈ کمی ہوئی ہے۔ دفاتر اور اسکول بند ہیں یہاں تک کے خطوط کی ترسیل بھی معطل ہے۔ شمالی علاقوں میں درجہ حرارت منفی 41 ڈگری سیلسیس تک گرگیا ہے۔ حکام نے خطے میں گرم کمروں پر مشتمل مراکز قائم کیے ہیں۔ شکاگو میں پولیس تھانوں کو سردی سے پناہ حاصل کرنے کے لیے تمام لوگوں کے لیے کھول دیا گیا ہے۔ مقامی ذرائع ابلاغ کے مطابق اب تک سخت سرد موسم کی وجہ سے پانچ ہلاکتیں ہوئی ہیں اور سینکڑوں پروازیں منسوخ ہوچکی ہیں۔ (ڈان، 31 جنوری، صفحہ 4)

وسطی مغربی امریکہ میں آرٹک ہواؤں کی وجہ سے ہونے والی ریکارڈ سردی سے کم از کم ایک درجن افراد ہلاک ہوگئے ہیں اور ہزاروں پروازیں منسوخ ہوگئی ہیں۔ قومی موسمیاتی سروس کے مطابق شدید ترین سردی کی وجہ قطبی ہوائیں (پولر ورٹیکس) ہیں جو عام طور پر قطب شمالی پر چلتی ہیں۔ یہ ہوائیں مشرق اور ریاست میساشوسیٹس اور نیویارک، پینسلوینیا اور نیویارک کی طرف بڑھ رہی ہیں جو شدید ترین سردی کی وجہ ہیں۔
(ڈان، 1 فروری، صفحہ 12)

- گرمی کی لہر

جنوبی آسٹریلیا میں درجہ حرارت گزشتہ ریکارڈ توڑتے ہوئے 49 ڈگری تک پہنچ گیا۔ شدید گرمی کی وجہ سے چمگاڈریں درختوں سے گرنے لگی ہیں۔ آسٹریلیا کے محکمہ موسمیات (بیورو آف میٹرولوجی) کے مطابق شمالی ایڈیلیڈ میں درجہ حرارت 49.5 ڈگری سیلسیس جبکہ شہر میں 47.7 ڈگری سیلسیس تک پہنچ گیا جس کے بعد 1939 کا شدید گرمی کا ریکارڈ ٹوٹ گیا۔ جنوبی آسٹریلیا کے 13 سے زائد قصبوں میں شدید گرمی کا ریکارڈ ٹوٹ چکا ہے۔ محکمہ صحت کے حکام کا کہنا ہے کہ گزشتہ 24 گھنٹوں میں گرمی سے متاثرہ 44 افراد کو ہنگامی

طبی امداد فراہم کی گئی ہے۔ (ڈان، 25 جنوری، صفحہ 12)

بھارت کی ریاست کیرالہ کی حکومت نے شدید گرمی کے باعث مزدوروں کو دو پہر میں تین گھنٹے کا وقفہ دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ ریاست کیرالہ پچھلے سال اس صدی کے بدترین سیلاب سے متاثر ہوئی تھی اور اس سال مزید شدید موسمی حالات سے نبردآزما ہے جہاں گزشتہ ہفتے ڈیزاسٹر مینجمنٹ اتھارٹی نے اگلے تین مہینے تک شدید گرمی کا انتباہ جاری کیا ہے۔ WHO (ڈبلیو ایچ او) کے مطابق موسمی تبدیلی سے جڑی شدید گرمی کی لہر کے باعث دنیا بھر میں 2030 سے 2050 کے دوران 38,000 اضافی اموات کا خدشہ ہے۔ بھارتی حکومت کے مطابق شدید گرمی کی لہر کی وجہ سے 2015 میں بھارت میں 2,400 افراد ہلاک ہوگئے تھے۔ (ڈان، 7 مارچ، صفحہ 13)

XI۔ غربت اور غذائی کمی

غربت

آکسفیم کے مطابق دنیا کے 26 امیر ترین افراد کی دولت انسانیت کے نصف حصہ پر مشتمل غریب ترین افراد کی دولت کے برابر ہے۔ آکسفیم نے خبردار کیا ہے کہ بے قابو عدم مساوات عوامی غصے کو بھڑکا رہی ہے اور جمہوریتوں کو خطرے سے دوچار کررہی ہے۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ امیر افراد کی دولت بڑھتی جارہی ہے جبکہ غریب افراد غربت میں ڈوبتے جارہے ہیں۔ آکسفیم کے ڈیوس میں ہونے والے عالمی اقتصادی فورم کے انعقاد سے پہلے پیش کردہ رپورٹ کے مطابق 2018 میں دنیا کے ارب پتی امیر ترین افراد کی دولت میں مجموعی طور پر یومیہ 2.5 بلین ڈالر کا اضافہ ہوا ہے جو سالانہ 12 فیصد اضافہ ہے۔ گزشتہ سال دنیا کے امیر ترین شخص ایمازون کے سربراہ کی دولت میں 112 بلین ڈالر کا اضافہ ہوا ہے۔ ان کی دولت کا ایک فیصد افریقی ملک ایتھوپیا کے صحت کے کل بجٹ کے برابر ہے جس کی آبادی 105 ملین افراد پر مشتمل ہے۔ امیر اور غریب کے درمیان بڑھتا ہوا فاصلہ غربت کے خلاف جنگ کو کمزور، معیشت کو نقصان اور عوامی غصہ میں اضافہ کررہا ہے۔ (بزنس ریکارڈر، 22 جنوری، صفحہ 20)

XII۔ قدرتی بحران

بارشیں / طوفان

انڈونیشیاء کے مرکزی جزیرے جاوا میں امدادی اداروں نے مٹی کے تودے گرنے کے بعد اس میں دب جانے والوں کی مزید چھ لاشیں نکال لی ہیں جس کے بعد مرنے والوں کی تعداد 15 ہوگئی ہے۔ مغربی جاوا میں مٹی کے تودے گرنے سے 30 گھر مٹی میں دب گئے تھے۔ گھروں سے محروم ہو جانے والے افراد عارضی پناہ گاہوں میں رہائش پر مجبور ہیں۔ سینکڑوں سپاہی اور مقامی رہائشی مٹی ہٹانے میں مصروف ہیں جبکہ امدادی کاموں میں بارش رکاوٹ بن رہی ہے۔ (ڈان، 2 جنوری، صفحہ 13)

سعودی عرب کے شمالی علاقوں میں شدید بارشوں کے بعد سیلاب سے 12 افراد ہلاک ہوگئے ہیں۔ محکمہ شہری دفاع نے سیلاب زدہ علاقوں سے 271 افراد کو بچالیا ہے جن میں سے آدھے افراد کو سعودی شہر تبوک سے نکالا گیا ہے۔ اس ہفتے سعودی عرب کے کئی شہروں خصوصاً مغربی اور شمالی حصوں میں بھاری بارشیں ہوئی ہیں۔ (بزنس ریکارڈر، 31 جنوری، صفحہ 6)

افغان حکام کے مطابق پچھلے دو ہفتوں کے دوران جنوبی صوبے ہلمند اور قندھار میں بارش، سیلاب اور برفباری سے اب تک 59 افراد ہلاک ہوگئے ہیں۔ افغانستان نیشنل ڈیزاسٹر مینجمنٹ اتھارٹی (ANDMA) کے مطابق صرف قندھار میں 5,000 افراد بے گھر ہوئے ہیں۔ ہلاکتوں اور نقصانات میں اضافے کا خدشہ ہے کیونکہ کچھ صوبوں میں تاحال نقصانات کا جائزہ لیا جارہا ہے۔ (ڈان، 7 مارچ، صفحہ 13)

ایران میں آنے والے گزشتہ 70 سالوں کے بدترین سیلاب سے ہلاک ہونے والوں کی تعداد 77 تک پہنچ گئی ہے۔ سرکاری ذرائع ابلاغ کے مطابق جنوب مغربی شہر اہواز کے سیلاب میں ڈوبے علاقوں سے رہائشیوں کو نکال لیا گیا ہے۔ خوزستان صوبے میں 200 سے زیادہ دیہات بھی خالی کروالیے گئے ہیں اور

46,000 افراد حکومت کی طرف سے قائم کردہ ہنگامی مراکز میں رہائش پزیر ہیں۔ ابتدائی اندازوں کے مطابق سیلاب سے زرعی شعبہ میں 350 ملین ڈالر کا نقصان ہوا ہے۔ ایرانی حکومت نے شہریوں بلخصوص سیلاب سے متاثرہ کسانوں کو کہا ہے کہ ان کے تمام نقصانات کی تلافی کی جائے گی۔ (ڈان، 11 اپریل، صفحہ 12)

XIII۔ مزاحمت

لندن میں موسمی تبدیلی کے خلاف احتجاج کرنے والے مظاہرین نے شہری نافرمانی کی مہم کے آغاز پر واٹر لو برج اور مرکزی شاہراؤں کو جام کردیا۔ اس مہم کے تحت یورپ کے دیگر حصوں میں بھی کارروائی دیکھی گئی ہے۔ معدومیت کے خلاف بغاوت کرنے والے (Extinction Rebellion) دنیا بھر میں گرین ہاؤس گیسوں کے اخراج کی وجہ سے بڑھتے ہوئے عالمی درجہ حرارت اور سمندری سطح میں اضافے پر حکومتوں کے سست ردعمل کی طرف توجہ دلانے کے لیے منظّم ہورہے ہیں۔ یہ گروپ گزشتہ سال برطانیہ میں اساتذہ و اسکالرز کی طرف سے بنایا گیا تھا جس نے سوشل میڈیا کے ذریعے حمایت حاصل کی اور تیزی سے پھیلنے والی دنیا کی ایک ماحولیاتی مہم بن گئی۔ (بزنس ریکارڈر، 17 اپریل، صفحہ 6)

لندن پولیس کا کہنا ہے موسمی تبدیلی کے خلاف احتجاج کے آغاز سے اب تک 710 سے زیادہ مظاہرین گرفتار کرلیے گئے ہیں جبکہ 28 پر مقدمہ قائم کیا گیا ہے۔ مظاہرین کی جانب سے واٹر لو برج اور دیگر شاہراہوں کی بندش جاری ہے۔ مظاہرین موسمی اور ماحولیاتی ہنگامی حالت کے نفاذ، 2025 تک گرین ہاؤس گیسوں کے اخراج کو صفر کرنے، حیاتیاتی تنوع کو ہونے والے نقصان کو روکنے اور اس شعبہ کو موسمی اور ماحولیاتی انصاف کی شہری تنظیموں (سٹیزنز اسمبلیز) کے ماتحت کرنے کا مطالبہ کررہے ہیں۔ (ڈان، 21 اپریل، صفحہ 12)

روٹس فار ایکوٹی کا تعارف

روٹس فار ایکوٹی ناانصافیوں کی شکار پسماندہ دیہی اور شہری آبادیوں کے ساتھ کام کرتی ہے جن میں چھوٹے اور بے زمین کسان، عورتیں اور مذہبی اقلیتیں شامل ہیں۔ ہمارا یقین ہے کہ پاکستان کی معاشی و سماجی ترقی حقیقی جمہوریت کے بغیر ممکن نہیں اور یہ تبدیلی آبادیوں کے متحرک ہوئے بغیر ناممکن ہے۔ یقیناً سماجی شعور اور سیاسی طور پر بیدار آبادیاں ہی اپنے لیے انصاف حاصل کرسکتی ہیں۔ روٹس فار ایکوٹی اس اصول پر سختی سے قائم ہے کہ وہ آبادیوں کے ساتھ مل کر سماجی، سیاسی، معاشی و ماحولیاتی انصاف کی جدوجہد میں اپنا حصہ ڈالے گی۔

ہمارا عزم

آبادیوں کو سماجی، سیاسی و معاشی اور ماحولیاتی انصاف کے حصول کے لیے مستحکم کرنا۔

ہماری منزل

ایک حقیقی جمہوری معاشرہ جو عوام کے استحصال، جبر اور ناانصافیوں سے مبرا ہو۔

حال احوال

روٹس فار ایکوٹی (Roots for Equity)
نے میزریور کے تعاون سے شائع کیا ہے۔

اے۔1، فرسٹ فلور، بلاک 2، گلشن اقبال، کراچی
فون : 0092 21 3481 3320 فیکس: 0092 21 3481 3321
بلاگ: http://rootsforequity.noblogs.org